

سلسلۂ نصابیات علمیہ جامعۂ عثمانیہ

اصولِ قانونِ معاہدۂ انگلستان

تصنیف

سر ولیم آنسن

ترجمہ

مولوی حسین علی مرزا صاحب

صدر شعبۂ قانون جامعۂ عثمانیہ

سنہ ۱۳۵۹ھ م سنہ ۱۳۵۰ف م سنہ ۱۹۴۰ء

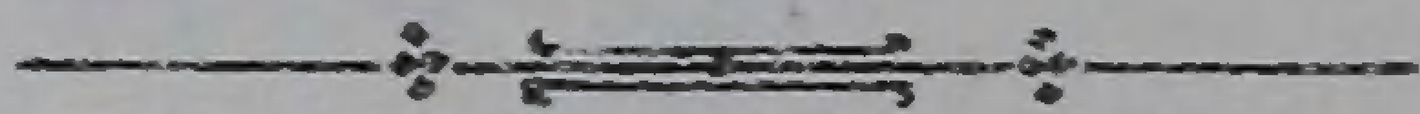
دارالطبع جامعۂ عثمانیہ سرکارِ عالی حیدرآباد دکن



یہ کتاب آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کی اجازت سے
جس کو حق اشاعت حاصل ہے اردو میں ترجمہ
کر کے طبع و شائع کی گئی ہے۔

فہرست مضامین

اُصول قانون معاہدۂ انگلستان



مضامین | صفحات

مضامین | صفحات

مضامین	صفحات

مضامین | صفحات

مضامین	صفحات
فریقین ظاہر ہوں۔ شرائط مکمل ہوں۔ بدل کا ذکر تحریری ہو۔ دستخط فریق یا کارندہ۔ قانون معاہدے کو کالعدم نہیں کرتا۔ معاہدہ ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ ناقص تعمیل۔ قانون فریب سے کس طرح تطابق کیا جائے۔	
قانون بیع اشیا ۱۸۹۳ء دفعہ ۴	۱۱۳
معاہدات بیع۔ اس میں بیع بھی شامل ہے۔ اور معاملۂ بیع بھی۔ ضابطے کے متعلق قانون فریب کی دفعہ ۱۷ سے اختلاف۔ قبولیت۔ عدم پابندی شرائط دفعہ کے اثرات۔	
فصل چہارم: بدل؛	۱۱۸
(۱) ہر سادہ معاہدے کے لیے بدل ضروری ہے۔	۱۲۱
قاعدۂ عام کا استثنار۔	
(۲) بدل کا عہد کے مناسب ہونا ضروری نہیں۔ صرف کچھ قانونی قدر و قیمت رکھنا کافی ہے۔	۱۲۴
مقدار بدل۔ بدل کے واقعی ہونے کا معیار کیا ہے۔	
۱۔ وجہ تحریک اور بدل ایک چیز نہیں ہیں ۲۔ بدل معاہدالہٗ کی جانب سے پیش کیا جانا چاہیے۔ وجہ تحریک (Motive) اور بدل میں امتیاز	۱۲۸
درست بدل۔ بدل سابق۔	

مضامین صفحات

مضامین	صفحات
اطفال یا نابالغ اشخاص - قانون غیر موضوعہ کا عام قاعدہ - معاہدات جو طفل کی جانب سے ممکن الانفساخ ہیں - معاہدات جو منسوخ ہونے تک جائز رہتے ہیں - معاہدات جو منظور ہونے تک ناجائز رہتے ہیں - قانون کا اثر دفعہ (۱) - دفعہ (۱) کے احکام - دفعہ (۲) - معاہدات برائے ضروریات - اشیا جو مہیا شدنی ہوں - ایحتاج کیا ہے - یہ سوال جوری کے تفویض کیا جاتا ہے - دفعہ دوم ایکٹ بابت ۱۸۷۴ء - طفل معاہدے کو نافذ کر سکتا ہے - منظوری اور جدید اقرار - معاہدات جو مسترد کیے جانے تک جائز تھے - اس ایکٹ سے متاثر نہیں ہوئے - اطفال پر اُن معاہدات کی ذمہ داری نہ ہونی چاہیے جن کی تشکیل ٹارٹ کی سی ہو - ا - معاہدہ کرنے کی قابلیت کے لازمی حدود - کارندے کے توسط سے معاہدہ کرنا چاہیے - صریح حدود معاہدہ خارج از اختیار قانون ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ ناقابلیت کی وجہ سے کالعدم ہے - معاہدۂ ممکن الانفساخ - خواہ معاہدہ فاتر العقل کی جانب سے ہو - ۱۸۸۳ء سے پہلے دن کے معاہدات کالعدم تھے - مستثنیات - قانونی موت طرید القانون ہونے سے وجود میں آتی ہے - یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا کسی اور صورت میں بھی اس اصطلاح کا اطلاق ہو سکتا ہے - طلاق - عدالتی علٰحدگی بذریعۂ عدالت - چھوڑ دینا - علٰحدگی کے معاہدات - بلحاظ نصفت علٰحدہ جائداد -	

مضامین — صفحات

مضامین — صفحات

مضامین	صفحات
(ب) نصفت میں	۳۶۵
انتقال معاہدہ نصفت میں ۔ بعض دعاوی قابل ارجاع نالش منتقل نہیں کیے جا سکتے۔ اطلاع۔	
حق	۳۷۱
منتقل الیہ نصفتوں کا تابع ہوتا ہے۔	
(۳) بذریعۂ قانون موضوعہ	۳۷۲
قرضہ یا دیگر حق ارجاع نالش۔ غیر مشروط۔ بدل۔ جان کے بیمے کے صداقت نامہ جات۔ بحری بیمے کے صداقت نامہ جات۔ حصص شراکت۔ رہن کے ڈبنچر۔	
(۴) بیع و شریٰ کے قابل ہونا۔	۳۷۶
منتقل ہوسکنے اور قابل بیع و شریٰ ہونے میں فرق۔ خصوصیات۔ رواج کی بنا پر قابل بیع و شریٰ ہونا۔ بربنائے قانون موضوعہ۔ ہنڈی۔ اجرائی۔ سکارنا۔ سادہ عبارت ظہری۔ خاص عبارت ظہری۔ پرامیسری نوٹ۔ منتقل ہوسکنے اور قابل بیع و شریٰ ہونے میں فرق۔ بدل اور اطلاع۔ قابض مابعد کی حیثیت۔ بدل اور دستاویزات بیع و شریٰ ہنڈیوں کا مقصد قدیم زمانے میں۔ دستاویز بار برداری بحری۔	
فصل دوم: (۲) معاہداتی حقوق اور ذمہ داریوں کا انتقال بذریعۂ عمل قانون	۳۸۹
ازدواج۔ قائم مقامی۔	

صفحات	مضامین

مضامین — صفحات

مضامین	صفحات
دفعہ (۸)۔ معنوی شرائط۔ دفعہ (۱۳)۔ دفعہ ۱۵(۲)۔ دفعہ (۱۴)۔	
وارنٹی کے مختلف معنوں کی توضیح پر ایک نوٹ	۴۷۵

باب پانزدہم: عدم امکان تعمیل۔ صفحات ۴۸۱ تا ۴۹۲

مضامین صفحات

مضامین	صفحات

ضمیمہ جات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصۂ اوّل

معاہدے کی حیثیت قانون میں

باب اول

(اقرار، معاہدہ اور وجوب کے معنے)

خلاصۂ مضمون	قانون معاہدہ کے اصول دریافت کرنے سے پہلے مناسب ہوگا کہ اس دریافت کی نوعیت، اس کے خاص مقاصد اور ان کی ترتیب بحث بیان کی جائے۔
معاہدے کی ماہیت	چنانچہ سب سے پہلے یہ سوال ہو سکتا ہے کہ معاہدے کے کیا معنی ہیں اور دیگر قانونی تصورات (Legal Conceptions) سے اس کو کیا نسبت ہے۔
اس کا انعقاد	اس کے بعد یہ معلوم کرنا ہے کہ معاہدہ کس طرح منعقد ہوتا ہے اور جائز معاہدے کے انعقاد کے لئے کن چیزوں کی ضرورت ہے۔
اس کا عمل	جب معاہدہ منعقد ہو جاتا ہے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ کس پر اس کا

اثر ہوتا ہے اور کس پر اثر ڈالا جا سکتا ہے اسی کو ہم معاہدے کی تعمیل (Operation) کہیں گے۔

اس کی تعبیر

اس کے بعد یہ دریافت کرنا ہے کہ عدالتیں معاہدے کو اس شہادت کے اعتبار سے جو اس کے انعقاد کے ثبوت میں پیش ہو یا اس منشاء کے اعتبار سے جو اس کے شرائط کا قرار دیا گیا ہو کس نظر سے دیکھتی ہیں۔ اسے ہم تعبیر معاہدہ کہہ سکتے ہیں۔

اس کا اختتام

آخر میں وہ مختلف طریقے دیکھنے ہیں جن کے ذریعے سے معاہدہ ختم کیا جاتا ہے اور فریقین معاہدہ کو معاہدتی ذمہ داری سے بری کیا جاتا ہے، یہ اختتام معاہدہ ہے۔

معاہدے کی نوعیت

قانون کا مقصد انتظام ہے اور انتظام ہی کا نتیجہ ہے کہ لوگ ایک حد تک اطمینان کے ساتھ مستقبل کو محفوظ سمجھنے کے قابل ہوتے ہیں، اگرچہ افعال انسانی میں وہ یکسانیت نہیں پیدا کی جا سکتی جو افعال قدرت میں پائی جاتی ہے لیکن پھر بھی بنی نوع انسان نے کوشش کی ہے کہ قانون کے ذریعے سے ایک ایسا نظام پیدا کریں جو اس یکسانیت کے قریب قریب ہو۔ جائداد کے متعلق جو قانون ہے وہ اصل میں اس غرض سے وضع ہوا تھا کہ ایک شخص جائز طور سے جو چیز حاصل کرتا ہے اسے اپنے تصرف میں رکھ سکے۔ اسی طرح قانون معاہدے کا مقصد یہ ہے ایک شخص کو جس بات کی توقع دلائی گئی تھی وہ وقوع میں آئے۔ یعنی اس سے جس بات کا وعدہ کیا گیا تھا وہ پورا کیا جائے۔

معاہدے کا مقصد یہی ہے اور ہم اس تصور کی تشریح کریں گے اور وہ ذرائع دریافت کریں گے جن سے لوگوں کو باہمی وعدوں کے پورا کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔

معاہدہ ایک معاملہ ہے جس سے وجوب پیدا ہوتا ہے

دو تصورات یعنی اقرار اور وجوب کے ملنے سے معاہدہ پیدا ہوتا ہے اس بیان کا اطلاق صرف اسی نظام قانون تک محدود رہے گا جس میں حقوق کی تشریح اور ترتیب ہوئی ہے وجوب کا جو تصور ہمارے ذہن میں ہے وہ غالباً ان حکام عدالت کے پیش نظر نہ تھا جنھوں نے پہلے پہل ایسے عہد کی تعمیل واجب قرار دی جو فعل یا ترک فعل

کے متعلق کیا جاتا تھا۔ ہمیں اس کا تو یقین رکھنا چاہیئے کہ زمانۂ قدیم میں اس قسم کے عہد کو اس وجہ سے درست نہیں قرار دیا جاتا تھا کہ فریقین میں باہمی معاملہ ہوا ہے یا کہ وہ متفق الارادہ تھے۔ موجودہ تشریح و تحلیل اگرچہ قدیم زمانے میں نہ کی گئی ہو یا سمجھ میں نہ آئی ہو لیکن اس کی صحت میں کلام نہیں۔

معاہدہ ایسے اقرار کا نام ہے جو بلاواسطہ منعقد ہوتا اور ایک وجوب پیدا کرتا ہے۔ معاہدے کا وجوب وہ وجوب ہے جو اقرار سے پیدا ہوتا ہے اسی بنا پر ہمیں ان دونوں تصورات کو صاف طور پر سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس مقصد کے لئے ساوینجی (Savigny) کی تشریح[1] سے قانون انگریزی کا مقابلہ کرنا مناسب ہوگا اقرار کے متعلق اسی کی تشریح پہلے پیش کی جاتی ہے۔

فصلِ اوّل

اقرار

اقرار کے لوازم

(۱) اقرار کے وقوع میں آنے کے لئے کم از کم دو فریق ضروری ہیں دو سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں لیکن چونکہ معاملہ باہمی اتفاق اور رضامندی کا نتیجہ ہوتا ہے اس لئے ایک سے زاید فریق کا ہونا لازمی و ضروری ہے۔

(۲) فریقین کا ارادہ مشترک (Common) صاف اور واضح ہونا چاہیے۔ اقرار میں شک یا اختلاف کی گنجایش کو دخل نہیں۔ چنانچہ اسے ایک مثال واضح کرے گی۔

مثال شک

"اگر میں اپنا گھوڑا بیچنا چاہوں تو کیا آپ اسے خریدیں گے؟" "بہت ممکن ہے۔"

مثال اختلاف

"کیا آپ میرا گھوڑا پچاس پونڈ میں خریدیں گے؟" "میں بیٹس پونڈ دوں گا۔"

(۳) فریقین کے لئے ضروری ہے کہ اپنے مشترک ارادے سے ایک دوسرے کو

---

[1] Savigny System, §140. 4.

واقف کرائیں۔ اسی لئے کسی ایجاب کے محض ذہنی قبول سے معاملہ طے نہیں ہوتا' چنانچہ زید نے بکر کو خط لکھا کہ وہ بکر کا گھوڑا پچاس پونڈ میں خریدنا چاہتا ہے۔ بکر اس پر اپنے دل میں راضی ہو جاتا ہے لیکن اس ارادے کی اطلاع زید کو نہیں دیتا۔ اگر زید کسی اور سے گھوڑا خریدے تو بکر کو کسی شکایت کا حق نہیں۔

(۴) فریقین کا ارادہ قانونی رشتہ (پیدا کرنے) کے متعلق ہو یعنی ان کا مقصد یہ ہو کہ وہ معاشرتی قسم کے رشتے نہیں پیدا کر رہے ہیں بلکہ قانونی حقوق اور وجوبات عائد کر رہے ہیں۔ یہ کام آسان کام نہیں کہ معاشرتی اور قانونی نوعیت کے رشتوں میں امتیاز کرنے کے لئے کوئی معیار مقرر کیا جائے کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی معاملے کی کوئی رقمی قیمت معین کی جا سکے اور وہ پھر بھی قانونی تعلقات کے دائرے سے باہر ہو[1] عدالت کو چاہیئے کہ اس قسم کے معاملات کا فیصلہ کرتے وقت فریقین کے طرزِ عمل اور مقدمے کے تمام حالات کو دیکھے اور معاملاتِ انسانی کے متعلق اپنے علم کو بھی کام میں لائے۔

(۵) معاملے سے جو نتائج پیدا ہوں ان کا اثر صرف فریقین پر ہونا چاہیئے ورنہ جمہوری کی رائے اور دورہ کنندہ عدالتِ قانونی (Court sitting in panco) کے فیصلے کبھی شرائط مذکورہ کے لحاظ سے اقرار کے زمرے میں شریک ہو جا سکیں گے

معاملے کی تعریف معاملے سے مراد دو یا زیادہ اشخاص کا اپنے مشترک ارادے کو اس غرض سے ظاہر کرنا ہے کہ اس سے ان کے قانونی تعلقات متاثر ہوں۔

معاملے کا مفہوم معاہدے سے وسیع تر ہے لیکن ساوگینی نے معاملے کی یہ جو تعریف کی ہے وہ بہت زیادہ وسیع ہے اور اس میں معاہدے کے علاوہ دیگر ایسے معاملے بھی داخل ہو جاتے ہیں جو معاہدے کے عام مفہوم سے خارج ہیں۔

معاملات کی کئی قسمیں ہیں چنانچہ :-

(۱) بعض معاملات ایسے ہوتے ہیں کہ فریقین اگر قانون کے مطابق اپنی مشترکہ رضامندی ظاہر کر دیں تو وہ فوراً اثر پذیر ہوتے ہیں۔ مثلاً انتقالِ جائداد

---

[1] تفصیل باب ۲ فصل ۷ میں آئے گی۔

اور یہ کہ[1] ان میں فریقین کے اقرار کے ساتھ ہی ایک حق بالتمیم منتقل ہو جاتا ہے۔ اور ان میں پھر کوئی تعمیل طلب وجوب باقی نہیں رہتا۔

(۲) یا وجوب ضمناً پیدا ہو سکتے ہیں

بعض اقرار ایسے ہوتے ہیں کہ اظہار ارادے کے ساتھ ہی ان کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن ان میں اور معمولی انتقالِ جائداد اور ہبہ میں یہ فرق ہے کہ ان میں فریقین میں مزید تکمیل طلب وجوبات پیدا ہو جاتے ہیں اور بعض وقت دیگر وجوبات ایسے اشخاص پر عائد کرنے کا باعث بنتے ہیں جو اصل فریقین مقدمہ نہ تھے' مثلاً نکاح اگرچہ معاہدہ کرنے والے فریقین پر مبنی ہوتا ہے لیکن خود نکاح ایک ایسی حیثیت قانونی ہے جو معاہدے سے پیدا ہوتی ہے[2]" اور ساتھ ہی اس سے تمام اشخاص پر وجوبات عائد ہو جاتے ہیں جو اس رشتے سے قانوناً تعلق رکھتے ہیں۔

اسی طرح زائیدہ یا غیر زائیدہ اطفال کے لئے چھوڑی ہوئی امانتی جائداد کا انتظام امین پر ضمناً بعض ایسے وجوبات عائد کرتا ہے جو ممکن ہے کہ مدت دراز تک پیدا ہی نہ ہوں اور اس بات کا امکان ہوتا ہے کہ اس میں اور ان اشخاص میں جو پیدا نہ ہوئے ہوں وجوبات قایم ہو جائیں۔

یہ وجوبات اگرچہ "اقرار" کا نتیجہ ہوتے ہیں مگر ان کو "معاہدہ" نہیں کہا جا سکتا۔

(۳) ساوگینی کی تعریف کے لحاظ سے اس میں ایسے اقرار بھی داخل ہو جائیں گے جن سے گو قانونی رشتہ پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے۔ لیکن وہ اس ملک کے جہاں وہ معاہدہ ہو رہا ہو۔ قانون کے بعض شرائط پر پورا نہ اترنے کے باعث اپنے مقصد میں ناکام رہتے ہیں یا جن کی تعمیل میں دشواری پیدا ہوتی ہو یا جن سے مقدمہ بازی کا موقع پیش آتا ہو۔

عہد معاہدے کا لازمی جزو

یہ معلوم کرنا باقی ہے کہ معاہدے کے وہ کیا خصوصیات ہیں جن کے باعث وہ مذکورالصدر اقسام اقرار سے ممتاز ہوتا ہے۔

---

[1] ہبوں کے متعلق دیکھو مقدمہ ہل بنام ولسن (L.R. 8. Ch 888)

[2] سوٹومیئر بنام دی باروس (3 P.D. at P. 101, per Lord Handed)

معاہدے کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ایک فریق دوسرے سے یا ہر ایک فریق دوسرے سے عہد کرتا ہے کہ وہ کوئی معینہ کام انجام دے گا یا اس سے باز رہے گا۔ عہد سے مراد ایسا ایجاب ہے جو قبول کر لیا گیا ہو نہ کہ کسی عہد کا ایجاب۔

ایجاب کی ماہیت ایجاب اور اظہارِ ارادے میں امتیاز ضروری ہے کیونکہ ایجاب میں اس بات کی آمادگی پائی جاتی ہے کہ ایجاب کنندہ فریق مخاطب کا پابند ہو جائے گا۔ مثلاً اگر زید بکر سے کہتا ہے کہ "مجھے کوئی پانچ پونڈ دے تو میں اس کے ہاتھ اپنی بکری فروخت کرنا چاہتا ہوں" یہ محض اظہار خیال ہے۔ اس سے کوئی معاملہ مقصود نہیں۔ لیکن اگر زید بکر سے یہ کہے کہ "آپ میری جس بکری کو چاہیں میں پانچ پونڈ میں فروخت کروں گا" تو یہ ایک ایجاب ہوگا۔

عہد عہد اور ایجاب عہد میں فرق کرنا ضروری ہے۔ ایجابِ عہد اس وقت عہد ہوتا ہے جب وہ قبول کر لیا جائے۔ قبول ہونے تک اس کا استرداد ہو سکتا ہے۔ لیکن قبول کے بعد اس کی نوعیت بدل جاتی ہے۔ مثلاً اگر زید بکر سے کہے کہ "میں اپنی بکری آپ کے ہاتھ پانچ پونڈ میں فروخت کرتا ہوں" اور بکر جواب دے کہ "میں اس کو اس قیمت پر خریدتا ہوں" تو یہاں زید فروخت کا اور بکر خرید کا عہد کرتا ہے اور ان دونوں میں معاہدہ ہو جاتا ہے۔ اقرار اس وقت معاہدے کی صورت اختیار کرتا ہے جب کہ اس میں ذیل کے اجزا پائے جائیں۔

(۱) ایجاب (۲) قبول ایجاب جس سے عہد پیدا ہوتا ہے (۳) قانون اس عہد کو واجب التعمیل قرار دے تاکہ اس میں قانونی وجوب کی خصوصیت پیدا ہو۔

دوسرے الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ اس قسم کے اقرار میں ایک یا دونوں فریق اپنے اس ارادے کا اظہار کریں کہ انھیں فریق ثانی سے یا ایک دوسرے سے کیا توقعات ہیں اور ان توقعات کے متعلق قانون کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ارادہ شرائط کے مطابق پورا کیا جائے اور توقع بر آئے[1]

[1] سرٹی ارسکین ہالینڈ کی رائے ہے کہ قانوناً اس بات کی ضرورت نہیں کہ فریقین معاہدے میں مشترک ارادہ پایا جائے۔ اگر بظاہر بھی ارادہ مشترک معلوم ہو تو کافی ہے۔ لہٰذا قانون کو

اس طرح معلوم ہوگا کہ معاہدے اور اقرار کے دیگر اقسام میں فرق ہے کیونکہ معاہدے کا مقصد فریقین معاملہ میں وجوب قایم کرنا ہوتا ہے۔

فصلِ دوم

وجوب

وجوب کی نوعیت وجوب ایک قانونی رشتہ ہے جس کے ذریعے کسی شخص یا مجموعۂ اشخاص کے فعل یا ترکِ فعل پر دوسرے شخص یا اشخاص کو اختیار حاصل ہوتا ہے[1]۔ اس کے خصوصیات یہ ہو سکتے ہیں :—

(۱) اس سے ایک یا دونوں کو دوسرے کے طرزِ عمل پر قابو (Control) حاصل ہوتا ہے، اس طرح ان میں جو رشتہ پیدا ہوتا ہے اسے روما کے مقنن رشتۂ قانونی (Viniculum Juris) کہتے تھے۔ یہ اس وقت تک باقی رہتا ہے یا اسے اس وقت تک باقی رہنا چاہئے جب تک کہ (اس نگرانی کا) مقصد نہ حاصل ہو جائے۔ جب ان کے مقاصد

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) "واقعی مشیت" سے نہیں بلکہ ظاہر کردہ مشیت سے سروکار ہے"۔ ایک کے مطابق قانون "مشیتوں کے اتحاد" پر زور نہیں دیتا بلکہ اتحاد کا محض مظاہرہ بھی کافی ہے۔ لیکن دوسرے کے لحاظ سے قانون یہ تو چاہتا ہے کہ مشیتوں میں یکسانی ہو لیکن اقرار کے تمام مظاہرات لوگ پیش کردیں تو پھر انھیں یہ کہنے کا حق نہیں رہتا کہ وہ راضی نہیں تھے۔ (انھوں نے معاملہ نہیں کیا) عملی ضروریات کے لئے تو یہ فرق کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ لیکن بہرحال فریقین کے ارادے ہی کے متعلق عدالتیں دریافت عمل میں لاتی ہیں۔ اور معاملہ کرنے کا ارادہ ہی وہ شئے ہے جسے خاص قسم کے الفاظ یا طرزِ عمل کا ضروری نتیجہ سمجھا جاتا ہے۔ (دیکھو فیصلہ لارڈ واٹس در مقدمہ اسٹیورات بنام کینیڈی۔ (۱۳) مرافعہ ۱۰۸ صفحہ ۱۲۳:) "مرافع نے اسی طرح معاہدہ کیا جس طرح کسی تحریری معاہدے کا فریق کرتا ہے کہ اختلاف پیدا ہونے کی صورت میں وہ اس تعبیر کا پابند ہوگا جو عدالت مجاز دستاویز معاہدے کے الفاظ کے متعلق کرے، کسی اور اصول کو تسلیم کیا جائے تو کوئی معاہدہ اس صورت میں واجب التعمیل نہ رہے گا، جب فریقین نیک نیتی کے ساتھ کسی اصل اقرار سے الگ الگ معنی لیں"۔

[1] Savigny Obl. Ch. 1, 55-24

پورے ہو جائیں تو وجوب کا حل (Solutis obligations) عمل میں آتا ہے یعنی رشتۂ قانونی منقطع ہو جاتا ہے۔ تعمیل کے علاوہ اس رشتے کو منقطع کرنے کے اور بھی طریقے ہیں جن کا آئندہ ذکر ہوگا۔

دو فریق کی ضرورت

(۲) ایسے تعلق کے لئے جس کا ذکر ہوا، دو فریق ہونے ضروری ہیں اور ان کا معین ہونا بھی لازمی ہے۔

دو فریق کی ضرورت اس لئے ہے کہ کوئی شخص قانون غیر موضوعہ کے لحاظ سے فقط اپنے آپ پر یا اپنے پر بشمول دیگر اشخاص کے، وجوب عائد نہیں کرسکتا[1]

اشخاص کا معین ہونا اس لئے ضروری ہے کہ کسی آدمی پر پوری قوم کی جانب سے وجوب یا پابندی عائد نہیں کی جاسکتی۔ رہا سیاسی معاشرے کی جانب سے (جس کا وہ ایک فرد ہے) ذمہ داری کا عائد ہونا قانون عام یا قانون تعزیری کا کام ہے، اور نہ پوری قوم پر کوئی ایک آدمی وجوب عائد کرسکتا ہے۔ اس کے حقوق اور ان حقوق کی متعلق ذمہ داریاں (جن کا اوپر ذکر ہوا) بالتعمیم ہوں گے اور ان کی نوعیت حقیت (Property) کی ہوگی، وجوب کی نہیں اس طرح وجوب کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے ذریعے سے عائد ہونے والی ذمہ داریاں معین اشخاص پر ہوں اور خود یہ ذمہ داریاں بھی معین ہوں۔ وجوب سے جو حقوق پیدا ہوتے ہیں وہ حقوق بالتخصیص (Rights in personam) ہوتے ہیں۔

ذمہ داری کا معین ہونا

(۳) وجوب کی ذمہ داریاں معین افعال یا ترک افعال سے متعلق ہوتی ہیں، پابند معاہدہ شخص کی آزادی صرف کسی خاص فعل یا سلسلۂ افعال یا قسم افعال سے باز رکھنے کی حد تک مسدود ہوتی ہے چنانچہ اگر میں معاہدہ کروں کہ زید کے لئے فلاں وقت تک کام کروں گا اور اس پر معینہ معاوضہ ملے گا تو میری عام آزادی زید کے اس مخصوص حق کے ذریعے گھٹ گئی جو مجھ سے معہودہ کام لینے کے متعلق ہے، اسی طرح اس پر بھی یہ وجوب عائد ہوگا کہ وہ کام لے اور اجرت دے۔

معاملے کا رقمی اندازہ ہو سکنا

(۴) امر وجوب یعنی وہ کام جس کے کرنے یا نہ کرنے کا عہد ہوتا ہے کم از کم قانونی حد تک ایسا ہونا چاہئے کہ اس کا رقمی بدل معین

[1] نگراب قانون جائداد منظورہ ۱۹۲۵ء ۸۲ دیکھئے۔

کیا جا سکے ورنہ قانونی تعلقات کو اخلاقی اور معاشرتی تعلقات سے تمیز کرنا دشوار ہو گا کسی گزشتہ احسان کے لئے اظہار تشکر کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے رقمی معیار سے جانچ سکیں۔ نہ روزمرہ کے تعلقات میں وعدہ خلافی سے کچھ تکلیف ہو تو اس کا رقمی بدل مقرر کیا جا سکتا ہے۔ عدالتیں صرف انھیں امور پر غور کریں گی جن سے فریقین نے کوئی ایسی اہمیت وابستہ کر دی ہو جسے سکۂ رائجہ کے معیار سے جانچا جا سکے، جب معین اشخاص کو معین اشخاص کے معین افعال یا اجتنابات پر قابو حاصل ہو اور ہماں افعال یا اجتنابات کا رقمی اندازہ ہو سکے تو یہ کہا جائے گا کہ وجوب پیدا ہوا۔

ماخذ ہائے وجوب

(۱) وجوب اقرار سے پیدا ہو سکتا ہے یہاں اقرار سے وہی اقرار مراد ہے جس سے معاہدہ منعقد ہوتا ہے، ایجاب ایک طرف سے ہوتا ہے اور قبول دوسری طرف سے، اور ایک ہی چیز باہمی رضامندی سے ایسی ہو جاتی ہے کہ ایک فریق اس کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور دوسرا اس کے ہونے کی توقع کرتا ہے۔ اس معاملے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک رشتۂ قانونی کے ذریعے سے فریقین پر آئندہ افعال یا اجتنابات کے متعلق پابندی عائد ہو جاتی ہے۔

(۲) وجوب کسی فعل ناجائز (Delict) یا انگریزی قانونی اصطلاح میں ٹارٹ (Tort) سے پیدا ہوتا ہے یہ اس وقت وقوع میں آتا ہے جب کسی اصلی حق (Right) (Primary) کی خلاف ورزی کی گئی ہو۔ مثلاً جب جائداد یا تحفظ یا نیک نامی حقوق کی مداخلت بیجا یا حملے یا توہین کے ذریعے سے خلاف ورزی کی جائے اور اس فعل ناجائز کا مرتکب پابند ہو جاتا ہے کہ شخص متضرر کے متعلق اپنی فرض شکنی کی اس طرح تلافی کرے جس طرح قانون نے مقرر کیا ہے، اس قسم کا وجوب فریقین کی آزادانہ مشیت (یا خواہش) سے نہیں پیدا ہوتا بلکہ فعل ناجائز کے ارتکاب پر خود بخود وجود میں آتا ہے۔

(۳) وجوب نقض معاہدے سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ اگر زید بکر سے عہد کرتا ہے تو اس پر یہ وجوب عائد ہے کہ وقت آنے پر بکر سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرے لیکن زید اگر اپنا عہد توڑ دے تو بکر کے حق تعمیل کی خلاف ورزی ہوئی۔ اگر اس سے معاہدہ ختم نہ بھی ہو تو زید پر ایک نیا وجوب قانوناً عائد ہوتا ہے کہ بکر کو مناسب ہرجہ عطا کرے اور یہ وجوب بالکل اسی قسم کا ہوتا ہے جیسا کہ فعل ناجائز (Delict) یا فرض شکنی پر پیدا ہوتا ہے[1]

[1] جسٹس ہومز کے خیال میں معاہدہ "نقصان کی ذمہ داری لینا" ہے۔ وہ اس بات پر نہایت زور دیتے ہیں کہ

(۴) عدالت مجاز اپنے اختیار سماعت کے استعمال میں فریقین میں سے کسی ایک یا ہر دو فریق کو فریق ثانی کے لئے کسی فعل یا ترک فعل کا حکم دے تو اس فیصلۂ عدالت سے بھی وجوب پیدا ہوتا ہے۔ انگلستانی قانون میں بدقسمتی سے اس نوعیت کے وجوب کو معاہدہ ریکارڈ" (Contract of Record) کہا جاتا ہے۔ اصطلاح اس وجہ سے خراب ہے کہ اس سے بظاہر یہ سمجھا جائے گا کہ یہ وجوب بھی اقرار سے پیدا ہوا حالانکہ حقیقت میں وہ فریقین پر خارجاً (Abextra) عائد کیا جاتا ہے۔

(۵) مماثل معاہدہ شکلوں میں بھی وجوب عائد ہو سکتا ہے یہ اصطلاح سہولت کی غرض سے قانونی تعلقات کی اس متنوع قسم کے لئے استعمال کی جاتی ہے جن کی مشترک خصوصیت یہ ہے کہ فریقین کی طرف سے معاملہ یا فعل ناجائز یا فرض شکنی کے بغیر زید اس بات پر مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ کچھ چیز ادا کرے یا ادائی کا اقرار کرے جو در اصل بکر کا فریضہ ہے یا بکر کو کوئی چیز وصول ہو گئی جو زید کی تھی۔ ایسی صورتوں میں قانون بکر پر یہ فرض عائد کرتا ہے کہ اس نے زید سے جو ناحق فایدہ اٹھایا ہے اس کا معاوضہ زید کو دے۔ اس قسم کی چند صورتوں میں جن کا آئندہ ذکر ہوگا انگریزی عدالتوں کی پلیڈنگ میں یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ بکر نے زید سے معنوی طور پر عہد کر لیا تھا اور اس طرح اس تعلق میں معاہدے کی مشابہت پیدا کی جاتی ہے۔

(۶) وجوب قائم کرنے کی آخری صورت معاملہ بھی ہے اور پھر بھی اس میں اور معاہدے میں امتیاز کرنا چاہئے۔ اس قسم میں مذکورۂ بالا وہ وجوبات داخل ہیں جو جائز

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ہر شخص کو شروع ہی سے اس بات کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ اس کے طرز عمل سے بالآخر کیا قانونی نتائج پیدا ہوں گے۔ اور عہد کرتے وقت یہ خیال نہیں رکھنا چاہئے کہ اس کی تعمیل ہو گی بلکہ یہ کہ اس کی عدم تعمیل پر ہرجہ دینا ہوگا۔ لیکن یقیناً یہ امر نامناسب ہوگا کہ قانونی تشریح کی مزید وضاحت کرنے کی دھن میں اس رخ کو بالکل نظر انداز کر دیا جائے جو لوگوں کے کاروباری معاملات میں ملحوظ رہتا ہے۔ اور معاہدے کو محض ایک شرط سمجھ لیا جائے جس کی تعمیل پر زور دینے کے لئے ہرجہ مقرر کیا جاتا ہے۔ (ہومز۔ کامن لا صفحہ ۳۰۰) ہالینڈ کی رائے فصل ۱ کے آخر میں ایک تعلیق میں بیان ہو چکی۔

ازدواج یا امانت کے سلسلے میں ضمنی طور پر پیدا ہوتے ہیں۔

اب یہ امر ممکن ہے کہ معاہدے یعنی اس چیز کی تعریف کریں جو معاملے اور وجوب کے ملنے سے پیدا ہوتا ہے۔

معاہدے کی تعریف

معاہدے سے مراد ایسا اقرار ہے جس کا نفاذ قانوناً ہو سکتا ہو اور جس سے دو یا دو سے زیادہ اشخاص کو دوسروں کے افعال یا اجتنابات پر حقوق حاصل ہوں [1]۔



[1] آیندہ واضح ہو جائے گا کہ یہ تحلیل پوری طرح معاہدۂ مہری پر صادق نہیں آتی۔

حصہ دوم

انعقاد معاہدہ

باب دوم

معاہدۂ صحیح کے اجزا

ہمیں اب یہ معلوم کرنا ہے کہ معاہدات کس طرح منعقد ہوتے ہیں معاہدے کی تعریف کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ وہ ایک ایسا اقرار ہے جس کی پابندی پر قانوناً "مجبور" کیا جا سکتا ہے، اسی بنا پر ہمیں ایسے معاہدے کے اجزا کی تشریح یا وضاحت کرنی چاہیے جو قانون انگلستان کی رُو سے فریقین معاہدہ کو پابند کر دیتا ہے۔

جائز معاہدے کے اجزا اولاً ہمیں :-

(۱) فریقین کا اپنے اس ارادے سے ایک دوسرے کو واضح طور سے مطلع کرنا ضروری ہے کہ وہ ایک ایسا معاملہ کرنا چاہتے ہیں جو ان کے باہمی قانونی تعلقات پر اثر کرے

دوسرے الفاظ میں ایجاب وقبول ضروری ہیں۔

(۲) (۲الف) ضابطہ (form) (ب) یا بدل (Consider) -ation کی موجودگی۔

اگر (۲الف) اور (ب) کی تعمیل ہو تو بادی النظر میں ایک جائز معاہدہ ہو جاتا ہے۔ یا کم از کم ظاہری حد تک وہ ایک معاہدہ نظر آتا ہے۔ مگر پھر بھی اس کو جائز بنانے کے چند اور اجزا کی ضرورت ہے چنانچہ:۔

(۳) فریقین میں جائز معاہدہ منعقد کرنے کی صلاحیت۔

(۴) ایجاب وقبول میں ظاہر کی ہوئی رضامندی اصلی اور واقعی ہو۔ یعنی حقیقی رضامندی ہو۔

(۵) وہ غرض جس کے لئے معاہدہ کیا جائے جائز ہو۔

ان کی عدم موجودگی کے نتائج اگر یہ سب اجزا ایک ساتھ پائے جائیں تو جائز معاہدہ وقوع میں آتا ہے: اگر ان میں سے کوئی ایک بھی غائب ہو تو اس صورت میں معاہدہ باطل یا قابل انفساخ یا ناقابل نفاذ ہوگا۔

اصطلاحات طالب علم کو چاہیے کہ ان اصطلاحات کو اچھی طرح سمجھ لے کیونکہ ایک تو قانونِ معاہدہ میں ان کا مسلسل استعمال ہوتا رہتا ہے اور اکثر ان کا غلط استعمال کیا جاتا ہے نیز ان سے حقوق بر بنا معاہدہ کے حقیقی اختلافات کا انکشاف ہوتا ہے۔

معاہدہ کالعدم قانوناً بے اثر ہوتا ہے۔ سچ پوچھئے تو اصطلاح معاہدہ کالعدم ایک اجتماع ضدین ہے۔ کیونکہ الفاظ سے ایک ایسی حالت ظاہر ہوتی ہے جس میں فریقین کے ارادے کے باوجود کوئی معاہدہ منعقد نہیں ہو سکا۔ گو یہ اصطلاح کتنی ہی ناقص ہو، تاہم اس سے مختصر اور جامع طور سے اس حالت کا اظہار ہوتا ہے جس میں ظاہری صورت تو معاہدے کی ہے مگر فی الحقیقت وہ معاہدہ نہیں ہے۔

معاہدہ ممکن الانفساخ کو کوئی ایک فریق منظور یا مسترد کر سکتا ہے۔

معاہدہ ناقابلِ نفاذ اصولاً تو صحیح ہوتا ہے لیکن کسی اصطلاحی سقم کی وجہ سے فریقین یا ان میں سے کوئی ایک اس کی بنا پر نالش نہیں دائر کر سکتا۔

معاہدۂ باطل

معاہدۂ باطل یا تو خود بخود باطل ہوگا یا یہ ثابت کرنے کی ضرورت ہوگی کہ وہ باطل ہے۔ جب ایجاب وقبول ایک ہی شے کے متعلق نہ ہوں یا جب معاہدہ کسی ارتکاب جرم کے متعلق کیا گیا ہو۔ تو ظاہر ہے کہ ایسا معاملہ کالعدم ہے لیکن اگر معاہدہ چند غلطیوں کے تحت کیا جائے، یا جہاں ایک بالغ بچہ وعدہ کرتا ہے (جس کے متعلق مجلس وضع قوانین نے حکم دیا ہے کہ ایسا عہد باطل ہے)، تو ضروری ہے کہ پہلی صورت میں غلطی کا وجود ثابت کیا جائے اور دوسری صورت میں کمسنی کا ثبوت دیا جائے۔ اگر اس کا ثبوت فراہم نہ ہو اور ایسا معاملہ بادی النظر میں صحیح معلوم ہو اور اس میں کسی قسم کا قانونی نقص نہ پایا جائے تو اس کی تعمیل عدالت کے حکم سے کرائی جائے گی۔

مگر اس سے خود اس معاملے کی نوعیت نہیں بدلتی چنانچہ باطل اور ممکن الانفساخ کا مقابلہ کرتے وقت اس کی وضاحت کی جائے گی۔

معاہدہ ممکن الانفساخ

اگر کسی معاہدے کا کالعدم ہونا ثابت کر دیا جائے تو اس سے کوئی قانونی حقوق نہیں پیدا ہوتے۔ وہ کالعدم ہے لیکن معاہدۂ ممکن الانفساخ وہ معاہدہ ہے جس میں کسی قسم کا نقص ہوتا ہے اور اس نقص سے کوئی فریق چاہے تو فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ معاہدے کو بحال رکھنا پسند کرے یا اپنے حق برأت (Right of avoidance) کا ایک مناسب مدت کے اندر استعمال نہ کرے جس سے فریقین کی حالت بدل جائے یا معاہدے سے استفادہ کرے یا اشخاص ثالث کو اس کے متعلق حقوق حاصل ہو جائیں تو ان سب صورتوں میں وہ اس معاہدہ کا پابند رہے گا۔

باطل اور ممکن الانفساخ کا حقیقی فرق ایک مثال سے واضح ہوگا:۔

(۱) زید یہ باور کرتے ہوئے کہ بکر اصل میں خالد ہے۔ اور یہ کہ وہ (زید) خالد کے ہاتھ سامان بیچ کر رہا ہے، کچھ اسباب بکر کے پاس بھیجتا ہے بکر وہ اسباب محمود کو بیع کر دیتا ہے، زید اور بکر کا معاملہ کالعدم ہے اور محمود کو ان اشیاء میں کوئی حق نہیں پیدا ہوتا۔

(۲) زید نے کچھ اسباب بکر[1] کے ہاتھ اس وجہ سے فروخت کیا کہ بکر نے اسے

ؔلہ کنڈی بنام لنڈ سے (3app.ch.4591.)

ازراہ فریب یہ باور کرایا تھا کہ کساد بازاری ہو رہی ہے[1] قبل اس کے کہ زید اس فریب سے واقف ہو یا واقف ہو کر کچھ کارروائی کر سکے، بکر وہ اسباب بکر، محمود کے ہاتھ بیع کر دیتا ہے، جسے اس فریب کی اطلاع نہیں اور وہ اسباب کی پوری قیمت دیتا ہے۔ زید و بکر کا معاملہ چونکہ ممکن الانفساخ ہے اس لئے محمود کو اس اسباب پر اچھا حق پیدا ہو جائے گا اور زید کے لئے فقط یہ چارہ کار ہے کہ وہ بکر کے خلاف دغا (Deceit) کا مقدمہ دائر کرے اور یہ مقدمہ تحت قانون تعدیات (Ex delicts) ہوگا۔

ان دونوں میں سے پہلی مثال میں معاہدے کے کالعدم ہو جانے کے باعث غلطی کے ثابت ہونے پر بھی کوئی حق نہیں پیدا ہوتا۔ دوسرے مقدمے میں ایک معاہدہ ہے جس میں حقوق پیدا کرنے کی صلاحیت ہے، اور فریب خوردہ شخص کو حق ہے کہ قیود بالا کی حد تک اس معاہدے کو منظور یا باطل کر دے۔

معاہدۂ ناقابل نفاذ

معاہدۂ ممکن الانفساخ اور معاہدۂ ناقابل نفاذ میں وہی فرق ہے جو اصل اور ضابطے میں ہو سکتا ہے، یہ ممکن ہے کہ ایک معاہدہ درست ہو لیکن تحریر میں نہ ہونے یا مالگزاری کا اسٹامپ ثبت نہ کرنے کے باعث ثابت نہ کیا جا سکتا ہو۔ پہلی صورت میں تحریر اور دوسری صورت میں اسٹامپ ضروریات قانونی کی تکمیل کر کے معاہدے کو قابل نفاذ بنا سکتے ہیں مگر اس کا کسی فریق کو اختیار نہیں ہے کہ معاملے کو کالعدم قرار دیں۔ معاہدے پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔ صرف اتنا ہے کہ عدالت میں اسے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

اصطلاحات کا مخلوط کر دینا

ان اصطلاحات کا مطلب طالب علم کو سمجھانے کے لئے غالباً اتنی بحث کافی ہوگی۔ مگر اسے یاد رکھنا چاہئے کہ لفظ "باطل" کا استعمال کسی قدر آزادی سے ہونا اس کے مفہوم کو غیر متعین کر دیتا ہے الفاظ "معاہدۂ باطل" نہ صرف اصطلاحاً نادرست ہیں بلکہ ایک معاہدے کو بعض وقت کالعدم نہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ شروع سے قانوناً غیر مؤثر تھا بلکہ کلاً تعمیل ہو جانے کے

[1] Babock بنام Lawson (Q.B.D.394)

سبب سے اس کا قانونی عمل ختم ہوچکا ہے۔ زیادہ مناسب تو یہ ہو کہ ایسے معاہدے کو معاہدہ "مختتمہ" کہا جائے۔

بعض مقدمات ایسے ہوسکتے ہیں جن میں بعض حالات کے تحت "باطل" سے عملاً "ممکن الانفساخ" مراد لیا جائے۔ کسی معاہدے یا قانون میں ظاہر کیا جاسکتا ہے کہ کسی معینہ واقعے کی صورت میں ایک معاملہ "باطل" یا "کالعدم اور باطل" ہو۔ لیکن جس فریق کے فعل ناجائز یا قصور کے باعث معاملہ باطل ہوگیا ہو اس کو یہ ادعا کرنے کی اجازت نہیں کہ وہ معاملہ غیر صحیح ہے اور اس طرح اپنے فعل ناجائز سے خود فائدہ اٹھائے[1]۔ اس قاعدے کے عمل سے درحقیقت بے گناہ شخص کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ معاہدہ یا قانون کے احکام پر اصرار کرے یا نہ کرے کہ وہ معاملہ کالعدم ہے[2]۔ اسی لئے عملی اغراض کے لئے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ قصور کرنے والے کے خلاف وہ باطل ہے یا دوسرے کے اختیار پر ممکن الانفساخ ہے۔

طالب علم کے لئے مفید ہوگا کہ اس موقع پر چند اصول ضابطہ معلوم کرے قبل اس کے کہ تفصیل سے مختلف اجزا "معاہدۂ جائز" پر غور کرے اور چند خصوصیات اصطلاحات جان لے جن کو سمجھنے اور پیش نظر رکھنے کے بغیر اسے مشکلات پیش آئیں گی اور الجھنیں پیدا ہوں گی۔

ناشِ معاہدے کا ضابطہ

قانون معاہدے کو اگر صرف نظائر منفصلہ کی مدد سے معلوم کرنا ہے تو اتنا ضابطہ جاننا ضروری ہے جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ فریقین کیا چاہتے ہیں یا کس بات پر جھگڑتے ہیں۔ ایک ہی واقعے کے حالات کے تحت ایک نالش کنندہ اگر اپنے مقدمے کے مناسب چارۂ کار اختیار کرے۔ تو کامیاب ہوسکتا ہے اور نامناسب چارہ جوئی کرے تو ناکام ہوسکتا ہے۔

چارہ ہائے کار

مدعی کسی معاہدے کی نالش میں مندرجہ ذیل پانچ چیزوں میں سے کسی ایک کا طالب ہوسکتا ہے:-

---

[1] Malins بنام Frice man (4 Bing. N.C. 395)

[2] N.Z. Shippingcos بنام Soc.de Atiliers 1919 (A.C:1)

(۱) ہرجہ یا عدم تعمیل معاہدہ کا معاوضہ
(۲) تعمیل مختص یا یہ حکم کہ مدعی علیہ شرائط معاہدے کی پوری پوری تعمیل کرے۔
(۳) حکم امتناعی یا کسی واقعی یا مبینہ خلاف ورزی معاہدے سے روکنا۔
(۴) تنسیخ یا معاہدے کو فسخ کردینا۔
(۵) تصیح یا اصلاح شرائط معاہدہ کی ایسی تبدیلی جس سے فریقین کا صحیح ارادہ ظاہر ہو[۱]۔ ان میں سے ۱ وہ چارہ کار ہے جو پہلے عدالت ہائے قانون غیر موضوعہ (law Common) عمومی عطا کرتی تھیں دوسرے چارہ کار صرف چانسری کورٹ میں حاصل ہو سکتے تھے جہاں نصفت پر عمل ہوتا تھا۔ چانسری کورٹ میں ہرجہ نہیں دلایا جاتا تھا[۲]۔ بلکہ یہ حکم ہوتا تھا کہ چند چیزیں کی جائیں یا ان سے پرہیز کیا جائے۔ اور اس طرح حقوق فریقین کا تصفیہ ہوتا تھا۔ (Judicatureact کے ذریعے سے اب عدالت العالیہ، عدالت مرافعہ اور ان عدالتوں کے ہر جج کو یہ اختیار حاصل ہوا ہے کہ جس طرح چاہیں جملہ نصفتی نیز قانونی حقوق عطا کریں۔ (36,37 Vich.C 66.5.24)

تاہم جو چارہ کار سابق میں عمومی عدالتیں عطا کرتی تھیں وہ سابقہ چانسری کورٹ کے عطا کردہ چارہ کار سے نہ صرف نوعیت میں جدا ہیں بلکہ وہ اصول بھی مختلف ہیں جن کے تحت یہ عطا کئے جاتے تھے۔

قانونی چارۂ کار اگر زید نے بکر کے ساتھ ایک جائز معاہدہ کیا تو اسے استحقاقاً بکر سے ہرجہ ملے گا اگر بکر نقض معاہدہ کرے۔ مقدار ہرجہ کے متعلق بحث آیندہ ہوگی مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسے معاہدے کی تعمیل مختص کے لئے

---

[۱] مدعی عدالت سے یہ اعلان حاصل کرنے کی کا بھی درخواست کر سکتا ہے کہ کسی معاہدے کے صحیح شرائط یا اس میں اس کے حقوق کیا ہیں۔ اسے بہ مشکل ہی کوئی چارہ کار کہا جا سکتا ہے۔ اگرچہ عدالت کی امداد سے اپنے حقوق دریافت کرلینے کے بعد وہ آیندہ ضرورت ہو تو اپنی دادرسی زیادہ عمدگی کے ساتھ حاصل کر سکتا ہے۔ Societe maritinus بنام Venusco 3 Com. Cas. 289

[۲] اگرچہ ۱۸۵۸ء میں چانسر کورٹ کو ہرجہ دلانے کا اختیار قانوناً دیا گیا مگر اس کو شاذ ہی کام میں لایا گیا۔

ڈگری حاصل ہو جائے گی یا ایک حکم امتناعی مل جائے گا جس سے وہ بکر کو ایسے کام سے روک سکے گا جو خلاف ورزی کی حد تک پہنچے۔

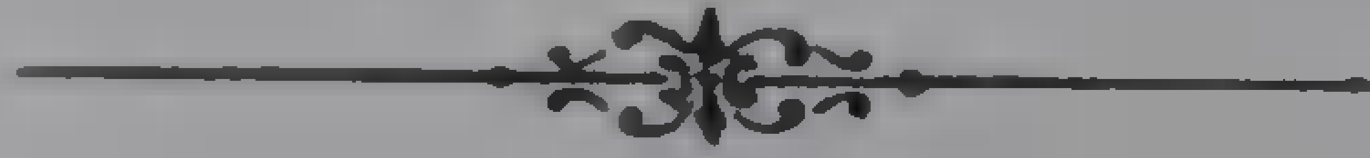
نصفتی چارۂ کار

نصفتی چارۂ کار کے محدود ہونے کی وجہ کچھ تو ان کی نوعیت ہے اور کچھ وہ اصول ہیں جن کے تحت وہ ہمیشہ چانسری کورٹ سے دلائے جاتے رہے۔ ظاہر ہے کہ تعمیل مختص کا چارۂ کار صرف ایسے مقدمات تک محدود ہو سکتا ہے۔ جن میں عدالت اپنے احکام کی جبری تعمیل کرا سکتی ہے۔ ذاتی خدمت کے لئے ملازم رکھنا اس قسم کے مقدمات کی مثال ہے جن میں عدالتوں کے لئے معاہدے کی تعمیل کے لئے مجبور کرنا نہ تو ممکن ہے اور نہ مناسب۔ اور اگر معاہدہ اس قسم کا ہے کہ اس کے متعلق عدالت تعمیل مختص کی ڈگری صادر نہ کرے گی۔ تو ایسی صورتوں میں کبھی نقض معاہدے کے خلاف حکم امتناعی نہیں صادر کیا جاتا۔

جن اصول کے تحت نصفتی چارۂ کار عطا کئے جاتے ہیں ان کے اطلاق پر ایک اور تحدید عاید ہوتی ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ یہ مراحم خسروانہ تھے جو خاص خاص موقعوں پر مداخلت کی صورت میں ظاہر ہوتے تھے، جب کہ عدالت ہائے قانون عمومی مکمل انصاف کرنے کے ناقابل ہوتی تھیں۔ اسی لئے نصفتی چارۂ کار ذیلی ہیں اور اختیار تمیزی پر منحصر۔ ان کا بطور حق مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے موقعوں پر مدعی کو یہ ثابت کرنا پڑتا ہے کہ اسے کسی اور طور سے وہ چارۂ کار حاصل نہیں ہو سکتا جو اس کے مقدمے کے مناسب ہو۔ اور نیز یہ کہ وہ اس عنایت کا واقعی مستحق ہے جس کا وہ ملتجی ہے لہذا ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہرجہ مناسب چارۂ کار ہو تو عدالت ہائے نصفت مداخلت نہیں کریں گی۔ یہ قاعدہ ہمیشہ ان مقدموں میں پیش کیا جاتا ہے جب تعمیل مختص کی استدعا کی گئی ہو۔ اور مدعی سے کہدیا جاتا ہے کہ ہرجے کی صورت میں اس کے تمام ضروری معاوضے عطا ہو جائیں گے نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نصفتی چارۂ کار کی استدعا پر اس مقولے کا اثر پڑتا ہے کہ جو نصفت چاہتا ہے اسے خود انصاف سے کام لینا چاہئے۔ جو شخص معاہدے کی تصحیح یا تنسیخ اس وجہ سے چاہتا ہو کہ وہ غلطی یا فریب یا چالبازی کا جو اصطلاحاً فریب سے مختلف ہے) شکار ہوا تو اسے یہ ثابت کرنا پڑتا ہے کہ وہ اس معاملے میں

شروع سے آخر تک ہر طرح راستباز رہا ہے۔

یہ قاعدہ تمام نصفتی چارۂ کار سے متعلق ہے، طالب علم اسے بھول نہ جائے۔ ہر مقدمے کی ابتدا ہی میں اگر وہ یہ دریافت کر لیا کرے تو مفید ہو کہ فریقین کن چارۂ کار کو اختیار کرتے ہیں۔ کیونکہ کوئی فریق محض اس بنا پر مقدمہ ہار سکتا ہے کہ اس نے غلط چارۂ کار اختیار کیا۔ اگرچہ اس کا ادّعا درست ہو۔



باب سوم

ایجاب و قبول

معاہدہ ایک یا چند قابل نالش عہود پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہر ایسے عہد میں دو فریق ہوتے ہیں۔ ایک معاہد ایک معاہد لہٗ اور امر معہودہ کے فعل یا ترک فعل کے متعلق مشترک ارادہ اور توقع ظاہر کیجاتی ہے۔ اس طرح ہمارے موضوع کی ابتدا ہی میں ہمیں فریقین کو جمع کر کے یہ پوچھنا پڑتا ہے کہ وہ توقع کس طرح پیدا ہوئی جس کے پورے نہ کئے جانے کی قانون اجازت نہیں دیتا؟ ہمارے موضوع کا یہ حصہ مختصر طور پر ایجاب و قبول کے متعلقہ قواعد میں بیان کیا جاتا ہے۔

فصل اول

ہر معاہدہ ایجاب کے قبول ہونے سے پیدا ہوتا ہے

دو یا زدہ فریق جب کسی مشترک ارادے کا اظہار کریں تو زیر بحث امور کے

متعلق بالآخر یہ سوال پیدا ہوگا کہ "کیا آپ کے خیال میں فلاں فلاں بات ہے"؟ "ہاں ہے"! اور وجوبات پیدا کرنے کے لئے یوں کہا جاسکے گا "کہ کیا آپ فلاں فلاں کام انجام دیں گے"؟ "ہاں میں انجام دوں گا"۔ اگر زید اور بکر میں اس بات کا معاملہ ہوتا ہے کہ زید بکر سے پچاس ہزار پونڈ مالیت کی جائداد خریدے گا تو اس کارروائی میں کسی نہ کسی وقت بکر نے زید سے یہ سوال کیا ہوگا کہ "کیا آپ میری جائداد پچاس ہزار پونڈ کے عوض لیتے ہیں"؟ اور زید نے جواب دیا ہوگا: "ہاں میں لیتا ہوں"۔ اگر زید بکر کی دوکان سے چھ پنس کی کتاب لے یا بکر کی اس مشین میں جس سے از خود مٹھائی نکل آتی ہے ایک پیسہ ڈالتا ہے تو اس وقت بھی یہی اجزا اس معاملے میں ملیں گے۔ بکر اپنا فروخت شدنی اسباب بتاکر الفاظ میں نہیں بلکہ زبان حال سے پوچھتا ہے "کیا آپ میرا اسباب میری مقرر کردہ قیمت پر خریدیں گے"؟ اور زید کتاب کو بکر کے علم سے اٹھاتا ہے یا بکر کی معنوی دعوت پر کل میں پیسہ ڈالتا ہے تو گویا وہ زبان حال سے جواب دیتا ہے کہ "ہاں میں خریدتا ہوں"۔ چنانچہ بلاکسٹن نے یہ قاعدہ بنایا کہ: "اگر میں کسی بیوپاری سے اسباب فروخت شدنی کو زرثمن کے متعلق معاملے طے ہوئے بغیر اٹھاؤں تو قانون سمجھتا ہے کہ میں نے ان کو اصلی مالیت پر خریدنے کا معاہدہ کیا"[۱]۔

اس قاعدے کو ہر جگہ یکساں منطبق کرنے میں ممکن ہے کچھ مشکل پیش آئے۔ چنانچہ سر فیڈرک پالک[۲] نے بعض ایسی صورتیں پیش کی ہیں جن میں یہ قاعدہ بہ آسانی متعلق نہیں ہوتا۔ کسی تیار شدہ دستاویز معاملہ پر دستخط۔ کسی شخص ثالث کی تجویز پر فریقین کا ان شرائط کو تسلیم کرنا۔ مگر فی الحقیقت اس کی مثالوں کے متعلق بھی کسی قدر غیر یکساں صورت میں سوال و جواب ہو سکتے ہیں۔ اگر زید و بکر کسی معاملے کے شرائط پر بحث کر رہے ہوں اور بالآخر محمود کی تجویز قبول کرلیں تو اس صورت میں بھی کسی نہ کسی وقت وہ لمحہ آیا ہوگا جب زید یا بکر دوسرے فریق سے کہتا یا

---

[۱] Comm. bk.2.C.30.

[۲] Conpach نواں ایڈیشن صفحہ (۷)

اطلاع دیتا ہو کہ :- میں قبول کرتا ہوں اگر آپ بھی منظور کریں ؎" سر فریڈرک پالک سچ کہتے ہیں کہ اس قاعدے کی حد سے زائد دقیق تحلیل نامناسب سی بات ہے۔ تاہم دوسری طرف یہ ایک افسوسناک بات ہے کہ ایک کارآمد قاعدے کو محض اس لئے نظرانداز کردیں کہ بعض وقت اس کا اطلاق مشکل سے ہوتا ہے۔

چونکہ عہد میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا ذکر ہوتا ہے اس لئے یہ ناگزیر ہے کہ جب کوئی معاہدہ کرنا ہو یا برضا و رغبت وجوب عائد کرنا ہو تو مشترکہ ارادے کا اظہار ایجاب و قبول دونوں میں ہونا چاہیئے، چونکہ ایک فریق کا پیش کردہ ایجاب دوسرے فریق نے قبول کیا تھا اس لئے ایک یا ہردو فریق پر ان کے عہد یا وجوباتی اظہار ارادہ کے باعث پابندی عائد ہی ہو جاتی ہے۔

ایجاب و قبول کا طریقہ

ایجاب و قبول کی کارروائی کے مندرجہ ذیل تین طریقے ہیں :-

۱- کسی عہد کے ایجاب کے بعد صرف رضامندی ظاہر کئے جانے سے۔ قانون انگلستان میں یہ صرف معاہدات مہری سے متعلق ہے۔

۲- ایجاب عہد فعل کے لئے۔ مثلاً جب کوئی شخص کسی کام کے کرنے پر انعام مقرر کرے تو اس کام کے کرنے سے عہد کی پابندی لازم آتی ہے۔

۳- ایجاب عہد کے لئے۔ اس صورت میں جب عہد کے ذریعے سے ایجاب قبول کرلیا جائے۔ تو معاہدہ جانبین میں آیندہ وجوبات کے اندر منحصر ہوتا ہے

مثالیں

مذکورہ بالا طریق ہائے ایجاب و قبول کی تشریح ضروری ہے۔

۱- پہلی صورت قانون انگلستان میں صرف معاہدات مہری سے متعلق ہے۔ کیونکہ کوئی معاہدہ جو مہری نہ ہو اس وقت تک پابندی عائد نہیں کرسکتا جب کہ معاہد اپنے عہد کا کچھ معاوضہ معاہد لۂ سے حاصل نہ کرلے۔ یہ "کچھ"

؎ کلارک بنام ڈنراوٗن (A.C.59) ۱۸۹۷ء پالک نے جو استدلال کیا ہے اس پر فصل ۹ میں بحث ہوگی۔ اس میں بعض اور بھی مشکلات سے بحث کی گئی ہے۔

یا تو فعل ہو سکتا ہے یا ترک فعل یا کوئی عہد۔ اور اسے بدل کہتے ہیں (تفصیل دیکھو باب ۲ فصل ۴)

۲۔ ایک آدمی جس کا کتا کھو گیا ہے۔ اعلان کرتا ہے کہ جو شخص اسے صحیح سلامت گھر پہنچا دے اسے پانچ پونڈ انعام دیا جائے گا۔ اس میں ایک فعل کے متعلق عہد کا ایجاب کیا گیا ہے۔ اگر بکر اس ایجاب کا علم رکھتے ہوئے کتے کو صحیح سلامت گھر پہنچا دے تو فعل انجام پا گیا اور عہد کی پابندی ضروری ہو گئی۔

۳۔ زید بکر سے ایجاب کرتا ہے کہ وہ بکر کو آیندہ فلاں دن اتنی رقم ادا کرے گا اگر بکر اس بات کا وعدہ کرے کہ وہ اس تاریخ سے پہلے زید کی فلاں خدمات انجام دے گا۔ اگر بکر مطلوبہ عہد کرے تو وہ ایجاب کردہ (پیش کردہ) عہد کو قبول کر لیتا ہے۔ اور دونوں فریق پابند ہو جاتے ہیں ایک کو کام کرنا اور دوسرے کو کرنے دینا ہوتا ہے اور نیز اس کا معاوضہ ادا کرنا پڑتا ہے۔

بدل ہائے تکمیل شدہ و تکمیل شدنی کے فرق کا اثر معاہدات پر

یہ محسوس کیا گیا ہوگا کہ دوسری اور تیسری شکل میں ایک اہم فرق ہے، دوسری شکل میں معاہدہ اس وقت تک وجود میں نہیں آتا جب تک اس کا ایک فریق وہ سب کچھ انجام نہیں دے لیتا۔ جس کا اس سے مطالبہ کیا جا سکتا ہے ایک فریق کی تعمیل ہی دوسرے فریق کے عہد کو واجب الایفا بناتی ہے ایک فریق پر صرف ایک تکمیل طلب وجوب ہی ہوتا ہے۔

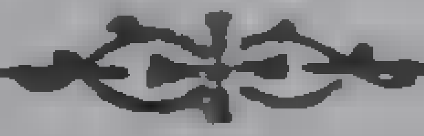
تیسری شکل میں ہر فریق کسی ایسے فعل یا ترک فعل کا پابند ہوتا ہے جو بوقت انعقاد معاہدۂ آیندہ انجام طلب رہتا ہے۔ اس میں ہر ایک فریق پر تکمیل طلب وجوب ہوتا ہے۔ جہاں (مثل دوسری شکل کے) صرف فعل کا انجام دینا معاہدے کو مکمل کر دیتا ہے۔ وہاں انجام دادہ فعل کو ایجاب کا "بدل تکمیل شدہ"[1] (یعنی موجودہ")

[1] الفاظ "تکمیل شدہ" و "تعمیل طلب" کا استعمال قانون معاہدہ میں مختلف معنوں میں حسب ترکیب توصیفی ہوتا ہے تعمیل شدہ بدل کے معنی (بخلاف تعمیل طلب) موجود کے ہیں (بخلاف مستقبلی کے)، وہ فعل ہوتا ہے عہد نہیں۔ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آیندہ)

کہا جاتا ہے۔ جہاں عہد کے عوض عہد کیا جائے اور ہر عہد دوسرے عہد کا بدل ہو تو وہ "بدل تعمیل طلب یا آئندہ" کہلاتا ہے۔

فصل دوم

ایجاب یا اس کا قبول یا دونوں بذریعۂ الفاظ اور بذریعۂ طرز عمل
کئے جا سکتے ہیں۔



ایجاب وقبول کے ممکنہ اقسام کی جو توضیح کی گئی اس سے معلوم ہوگا کہ ایجاب میں یا قبول میں یا دونوں میں تحریری یا زبانی الفاظ کی جگہ طرز عمل سے کام لے سکتے ہیں۔ جو معاہدہ اس طرح کیا جاتا ہے اسے بعض وقت ساکت معاہدہ (Tacit contract) کہا جاتا ہے فریقین کا ارادہ ان کے طرز عمل سے مستنبط کیا جا سکتا ہے۔ اور حالات مقدمہ کے لحاظ سے یہ استنباط کم وبیش آسانی سے ممکن ہوتا ہے۔

ایجاب وقبول بذریعۂ طرز عمل

اگر زید نے بکر کو اپنے لئے ایسے حالات میں کام کرنے کی اجازت دی کہ کوئی عقلمند شخص یہ خیال نہیں کر سکتا کہ بکر مفت کام کرنا چاہتا تھا۔ زید پر اس کام کا معاوضہ ادا کرنے کی ذمہ داری ہے[1]۔ کام کا کرنا ایجاب ہے کرنے کی اجازت دینا یا کئے جانے پر خاموشی قبول کا مرادف ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ "تعمیل شدہ معاہدہ" سے مراد وہ معاہدہ ہے جسے ایک فریق نے پوری طرح انجام دے دیا ہو "تعمیل طلب معاہدے" سے مراد تو قطعاً غیر سر انجام دادہ یا وہ جس میں فریقین کے ذمے ابھی کچھ کرنا باقی ہو۔

تعمیل شدہ معاہدۂ بیع کے معنے معاملے اور بیع کے ہیں جس سے جائداد شئے مبیعہ میں چلی جاتی ہے اور تعمیل طلب معاہدۂ بیع سے مراد معاہدے ہوتے ہیں انتقال جائداد نہیں وہ اس سے تکمیل شرائط کے لئے صرف حقوق بالتخصیص پیدا ہوتے ہیں یہ نہیں کہ حقوق بالتعمیم پیدا ہوں اور جائداد منتقلہ سے استفادہ کیا جانے لگے۔

[1] Paynper بنام ولیمس IC.Lm.810)

زید نے بکر کو ایک زیر اشاعت کتاب کا آڈر دیا۔ اس کے چوبیس حصے ایک ایک ماہ کے وقفے سے شائع ہونے والے تھے۔ اس نے آٹھ جلدیں وصول کیں پھر مزید جلدیں وصول کرنے سے انکار کر دیا۔ معاہدہ اصلی کے بنیاد پر کوئی نالش دائر نہیں کی جاسکتی، کیونکہ وہ ایک سال میں پورا نہ ہونے والا معاہدہ تھا۔ اور ایسی کوئی تحریری یادداشت نہ تھی جس کی (جیسا کہ آیندہ ذکر ہوگا[1]) اس قسم کے معاملات میں فریب ثابت کرنے کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔ مگر یہ طے کیا گیا کہ اگرچہ زید پر اس بنا پر نالش نہیں دائر کی جاسکتی کہ اس نے چوبیس نمبر لینے کا عہد کیا تھا، پھر بھی آٹھ وصول کردہ نمبروں کی حد تک ایجاب وقبول ہوا تھا[2] جس سے ان کی قیمت ادا کرنے کا عہد پیدا ہو گیا۔

بعض وقت طرز عمل سے استنباط واضح طور سے نہیں ہوسکتا۔ لیکن فریقین کا طرز عمل ان امور کے علاوہ جن کے متعلق معاہدے[3] کا ارادہ تھا دیگر امور کی حد تک غیر واضح ہوسکتا ہے۔ مقدمۂ کریرس (Crears) بنام ہنٹر میں بکر کا باپ زید کا مقروض تھا۔ بکر نے زید کو ایک پرامیسری نوٹ لکھدیا کہ وہ واجب الادا رقم مع پانچ فیصدی کے شش ماہی اقساط میں ادا کرے گا۔ اس پر زید، بکر کے باپ پر قرض کی ادائی کی نالش دائر کرنے سے باز رہا۔ باپ مرگیا اور زید نے بکر پر اس کے نوٹ کی بنا پر نالش دائر کی۔ کیا اس بات کی کوئی شہادت ہے کہ پرامیسری نوٹ کے لکھنے اور نالش دائر کرنے سے باز رہنے میں کوئی تعلق تھا؟ دوسرے الفاظ میں، کیا بکر نے اپنا نوٹ زید کے نالش سے باز رہنے کے بدل کے طور پر پیش کیا تھا؟

لارڈ ایشرام آر نے کہا "بحث میں بیان کیا گیا کہ ترک فعل کی درخواست صریح ہونا ضروری ہے۔ مگر میرے خیال میں یہ ایک شہادتی سوال ہے کہ درخواست صریح ہے یا حالات سے مستنبط کی جاتی ہے۔ اگر حالات سے درخواست مستنبط

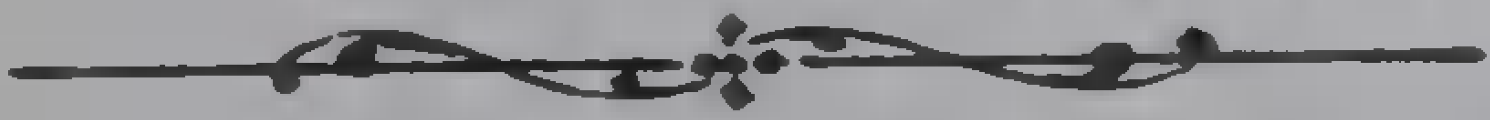
---

[1] دیکھو باب ۲ فصل ۳
[2] mavor بنام Pyne (3Bing.289)
[3] 19 Q.B.D. 345

ہو سکتی ہے تو وہ بالکل ایسی ہی ہے گویا کہ صریح درخواست کی گئی۔"
عدالت مرافعہ نے طے کیا کہ جیوری اس معاملے کو معاہدہ تصور کر سکتی ہے جس میں بکر نے خود کو قرض کا ذمہ دار بنایا تھا بشرطیکہ زید مقروض کو مہلت دے۔

فصل سوم

ایجاب صرف اسی وقت مکمل ہوتا ہے جب ایجاب لہ کو
اس کی اطلاع دی جائے۔



یہ قاعدہ اتنا صحیح نہیں ہے جیسا کہ نظر آتا ہے۔
(الف) زید عہد کا ایجاب ایک فعل کے لئے کرتا ہے۔ بکر اس ایجاب سے لاعلم رہ کر وہ کام کرتا ہے۔ کیا وہ اس ایجاب کے وجود سے آگاہ ہونے پر اس عہد کی تعمیل کا ادعا کر سکتا ہے؟
ایک امریکی مقدمہ (Fiteh) بنام (Snedaker)[1] اس معاملے میں پوری نظیر پیش کرتا ہے۔ اس میں یہ طے کیا گیا ہے کہ انعام کا دعویٰ ایسا شخص نہیں کر سکتا۔ جس کو ایجاب سے لاعلمی رہی ہو۔ یہ فیصلہ بلاشبہ اصولاً صحیح ہے۔ جس فعل کی انجام دہی کے لئے انعام پیش کیا گیا تھا۔ اگر اس کو اس (ایجاب) کی واقفیت کے بغیر انجام دیا جائے تو یہ کسی طرح نہیں کہا جا سکتا کہ اس میں اور ایجاب کنندہ میں اتحاد مشیت عمل میں آیا۔ یا یہ کہ عہد پیش شدہ سے اس کا طرز عمل متاثر ہوا۔ معاہدے کی کسی صورت سے بھی اس معاملے میں حق نالش نہیں پیدا ہوتا[2]

لہ ۳۸ نیویارک ۲۴۸
ئہ انگلستانی عدالتوں کے فیصلے اس بارے میں یکساں نہیں ہیں۔ دیکھو Ruling Cases جلد ۶۔ صفحہ (۱۳۸) میں امریکن نوٹ اور مقدمات متذکرہ۔
گبن بنام پراکٹر (4L.T.594) وہ واحد مقدمہ ہے جو تجویز متذکرۂ بالا کے خلاف چلتا ہے مگر یہ صاف معلوم ہوتا ہے جیسا کہ پالک نے (نویں ایڈیشن صفحہ ۲۳ میں) لکھا ہے کہ وہ رپورٹ کے مطابق قانون نہیں ہے۔
ولیمس بنام کارورڈین میں صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدعی کے فعل کی (بقیہ حاشیہ برصفحہ آئندہ)

(ب) زید بکر کا کام اس کی درخواست یا علم کے بغیر کرتا ہے کیا وہ اس فعل کے معاوضے کی نالش کر سکتا ہے؟

کسی شخص کو کسی ایسی چیز کے قبول کرنے اور اس کا معاوضہ دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ جس کے نامنظور کرنے کا اسے موقع ہی نہ ملا ہو۔ ایسے حالات میں خاموشی سے رضامندی نہیں فرض کی جا سکتی۔ جہاں ایجاب کی اطلاع اس شخص کو نہ دی گئی ہو۔ جس سے ایجاب کرنا مقصود ہے، وہاں مسترد کرنے کا کوئی موقع نہیں۔ اسی لئے رضامندی فرض نہیں کی جا سکتی۔

ٹیلر کو اس کام کے لئے ملازم رکھا گیا کہ لاٹرڈ کا جہاز چلائے، اس نے دوران مہم میں اپنی خدمت سے جدائی اختیار کر لی مگر جہاز کو وطن پہنچانے میں مدد دی اور پھر اپنے ان خدمات کا معاوضہ طلب کیا۔ یہ طے کیا گیا کہ اسے معاوضہ نہیں دلایا جا سکتا۔ یہ شہادت کہ خدمات کو تسلیم یا قبول کر لیا گیا یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ ان کا معاوضہ دینے کا معنوی معاہدہ ہوا بشرطیکہ اس وقت مدعیٰ علیہ ان خدمات کو نامنظور یا قبول کرنے کا اختیار رکھتا ہو۔" اس مقدمے[1] میں مدعیٰ علیہ کو خدمات کے پیش ہونے کے وقت ان کو قبول یا نامنظور کرنے کا کوئی اختیار نہ تھا۔ اور اس نے علم ہونے پر ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ مدعی کے ایجاب کی اطلاع نہ ہونے کے سبب قبول شدہ نہیں سمجھا جا سکتا اور اسے فریق مخاطب کے مقابلے میں کوئی حقوق نہیں پیدا ہوتے۔

(ج) جب ایجاب میں متعدد شرائط ہوں جن میں سے بعض بادی النظر میں نظر نہ آتے ہوں تو کس حد تک قبول کنندہ ان شرائط کا پابند ہو گا جن کا اسے علم نہیں؟

ریلوے کمپنیاں مثلاً مسلسل اس بات کا ایجاب کرتی رہتی ہیں کہ وہ اسباب کا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ وجہ تحریک غیر اہم تھی اس مقدمہ میں مدعی کو پیشکش ایجاب کی اطلاع اس وقت ملی جب مدعی علیہا نے اس کی اطلاع دی (4B.& Ad.621.5c.& P.574)

[1] ٹیلر بنام لاٹرڈ 25L.J.EX. 329

(بعض شرائط کے تحت) نقل وحمل یا حفاظت کریں گی۔ مسافر جو کسی سفر کے لئے ٹکٹ لیتا ہے یا اسباب محفوظ کرنے کے کمرے میں اسباب چھوڑ دیتا ہے وہ اس ایجاب کو قبول کرلیتا ہے جس میں بہت سے شرائط ہیں۔ ایک محتاط اور کثیر الفرصت شخص ہی غالباً ٹکٹ لینے سے پہلے ان کے شرائط دریافت کرے گا۔ عامۃ الناس میں سے بعض جانتے ہیں کہ شرائط پائے جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ معقول ہیں مگر باقی لوگوں کو اس معاملے کا خیال تک نہیں آتا۔

یہ پہلے طے کیا گیا تھا (مثلاً مقدمہ (Watkins) بنام (Rymill)[2] کہ اس قسم کی دستاویز کو قبول کرنا قانوناً اس بات کو قبول کرنے کے مرادف ہے کہ ایجاب کے تمام شرائط بھی قبول ہیں اس مفروضہ قانونی قاعدے کے بعض مستثنیات بھی تھے۔ مثلاً اگر شرائط اس طور پر چھاپے جائیں کہ وہ گمراہ کن ہوں۔ مگر اب یہ خیال قبول نہیں کیا جاسکتا ہے چنانچہ رچارڈسن بنام راون ٹری[3] میں دارالامراء سے اس بات کا قطعی طور پر فیصلہ ہوگیا کہ کسی دستاویز کے قبول کرنے سے لازماً اس کے تمام شرائط معاہدہ کا جزو نہیں ہو جاتے بلکہ ایسا ہونا جیوری کے ان جوابات پر منحصر ہے کہ (۱) کیا قبول کنندہ جانتا تھا کہ دستاویز پر کچھ تحریر پائی جاتی ہے؟ اگر اسے علم نہ تھا تو وہ ان کا پابند نہیں (۲) اگر اسے تحریر کا علم تھا تو وہ اس کا پابند ہوگا خواہ وہ ان کو پڑھنے کی تکلیف گوارا کرے یا نہ کرے۔ (۳) اگر اسے تحریر کا تو علم تھا مگر یہ علم بالیقین نہ تھا کہ اس میں شرائط درج ہیں تو سوال یہ ہے کہ آیا فریق دستاویز پیش کنندہ نے ضروری کوشش کی کہ اسے اس بات کی اطلاع ہو جائے کہ تحریر میں شرائط درج ہیں؟ ایسی صورت میں بھی وہ ان کا پابند ہوگا۔ یہ سوالات قبل ازیں South Eastern. Rly. Co بنام Parker[4] میں مرتب ہوئے تھے، جسے

[1] وہ حالات جن میں ریلوے کمپنی پر حمل ونقل اسباب کی ذمہ داری محدود ہوتی ہے (تحت قانون ریلوے اینڈ کنال ٹریفک ۱۸۵۴ء) وہ اتنے خاص ہیں کہ یہاں ان کا ذکر نہیں ہوسکتا۔

[2] 0Q.B.D. 178

[3] Richardson بنام Rouentree ۱۸۹۴ء (A.C. 217)

[4] 2C P D 4 ..

دار الامرا نے رچارڈسن بنام راؤن ٹری - میں منظور کر لیا۔ پارکر کے مقدمے میں ٹکٹ لے کر اسباب کلوک روم میں رکھ دیا گیا تھا۔ کمپنی کی ذمے داری کے شرائط ٹکٹ کی پشت پر درج تھے۔ اور ٹکٹ کے سامنے کے رُخ پر الفاظ "پشت پر دیکھو" درج تھے۔ مدعی نے اقرار کیا کہ اگر اسے ٹکٹ پر کچھ تحریر کے ہونے کا علم تھا مگر اسے اس کا قطعاً علم نہ تھا کہ اس میں شرائط درج ہیں۔ عدالتِ مرافعہ نے طے کیا کہ وہ شرائط کا پابند ہوگا۔ اگر جیوری کی یہ رائے ہو کہ ٹکٹ ان شرائط کے وجود کی معقول اطلاع تھی۔

مقدمۂ رچارڈسن میں ایک مسافر نے ان نقصانات کا دعویٰ کیا جو اسے ایک اسٹیم شپ کمپنی کی غفلت کے باعث برداشت کرنے پڑے۔ کمپنی نے اپنی ذمہ داری ایک دفعہ میں محدود کی تھی جو ٹکٹ پر درج تھا۔ مگر یہ باریک خط میں چھپا ہوا تھا اور مزید براں اس پر ایک سرخ روشنائی سے مہر کر کے اور بھی غیر واضح کر دیا گیا تھا۔ مقدمہ پارکر کے سوالات اس میں بھی جیوری سے کئے گئے۔ پہلے سوال کا جواب اثبات میں دیا گیا دوسرا نفی میں۔ دار الامرا کا خیال یہ ہوا کہ صحیح سوالات کئے گئے ہیں اور ایسی شہادت موجود ہے۔ جس کی بنا پر جیوری صحیح طور سے دریافت عمل میں لا سکتی ہے۔ جیسا کہ کیا گیا اور طے کیا کہ مدعی کے حق میں فیصلہ کرنا صحیح تھا۔

غیر اطلاع دادہ ایجاب کی غیر تعہدی خصوصیت کا ایک استثنا ہے۔ یہ ایجاب مہری (انڈر سیل) ہے۔ مگر اس کا صحیح محل بحث استرداد ایجاب کے تحت ہو سکتا ہے۔

فصل چہارم

قبول بذریعۂ الفاظ یا طرزِ عمل ہونا چاہیے۔

قبول سے مراد عام طور پر وہ قبولیت ہے جس کی اطلاع دی جا چکی ہو۔ کیا چیز اطلاع کی حد تک پہنچ سکتی ہے اور اس کی کہاں تک ضرورت ہے کہ اطلاع ایجاب کنندہ کو

پر پہنچے، یہ ایسے امور ہیں جن سے ابھی بحث کرنی چاہئے۔ یہاں یہ کہنا کافی ہے کہ قبول کے لئے محض ذہنی منظوری سے کچھ زیادہ ہونا چاہئے۔

ایک قدیم مقدمے میں (جس میں ایک کھیت کی بیع اوار ایک شخص کو کچھ زرِ ثمن کے مقابل پیش کی گئی تھی۔ اور اسے معائنہ کرنے کا حق تھا) یہ بحث کی گئی کہ جو تھی وہ شے بیع شدنی معائنہ کر کے پسند کرے۔ جائداد منتقل ہوگئی۔ مگر میر مجلس براؔئن نے کہا:۔

میرے خیال میں دعویٰ اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک وہ یہ ثابت نہ کرے کہ اس نے فریق ثانی کو اپنی پسندیدگی کی اطلاع دی تھی۔ کیونکہ یہ ہر شخص جانتا ہے کہ انسان کے خیالات غیب کی چیز ہیں چونکہ خود شیطان کو بھی نہیں معلوم ہو سکتا کہ انسان کے (دل میں) کیا خیال ہے۔ لیکن اگر تم نے اس بات پر معاملہ کر لیا تھا کہ اگر کاروبار تمہیں پسند آئے تو تم اس کی فلاں شخص کو اطلاع دے دو گے تو ایسی صورت میں بیشک میری رائے ہے کہ تم کو اس سے زیادہ کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ امر واقعہ ہے[1]۔

یہ فیصلہ Lord Blackburn نے دارالامرا[2] میں اس قاعدے کی تائید میں پیش کیا تھا کہ معاہدہ اس وقت منعقد ہو جاتا ہے جب قبول کنندہ اپنے ارادہ قبول کے اظہار کے لئے کچھ کرے مگر اس وقت نہیں جب وہ صرف دل میں ایسا کر ناطے کرے۔

دو مقدموں سے معلوم ہوتا ہے کہ ذہنی یا ایسی رضامندی جس کی اطلاع نہ دی گئی ہو قبول کی حد کو نہیں پہنچتی۔ اگرچہ ایجاب کنندہ نے کہا ہو کہ اس قسم کا قبول کافی ہے۔ Felthouse نے خط کے ذریعے سے اپنے بھتیجے کا گھوڑا ۳۰ پونڈ پندرہ شلنگ میں خریدنے کا ایجاب کیا۔ اور لکھا کہ اگر میں اس کے متعلق اور کچھ نہ سنوں تو

[1] Year Book, 17Ed. IV. 1

[2] براگڈن بنام مٹروپالیٹن ریلوے کمپنی (2 app.Cas.692)

میں سمجھوں گا کہ گھوڑا تیس پونڈ پندرہ شلنگ میں میرا ہو چکا"۔ اس کے خط کا کوئی جواب وصول نہیں ہوا۔ مگر اس کے بھتیجے نے بنڈلے نامی نیلام کنندہ سے کہا کہ وہ گھوڑے کو اپنے دوسرے جانوروں کے ساتھ فروخت نہ کرے کیونکہ اسے اس کا چچا خرید چکا ہے۔ بنڈلے نے گھوڑا غلطی سے فروخت کردیا اور فلیٹ ہاوز نے اس پر اپنی جائداد کے تصرف بیجا کا دعویٰ کردیا۔ عدالت نے فیصلہ کیا کہ بھتیجے نے چونکہ فیلٹ ہاوز کو اس کے ایجاب کے قبول کرنے کی اطلاع نہیں دی تھی اس لئے ان میں کوئی معاہدۂ بیع ہی نہیں ہوا۔ اسی بنا پر گھوڑا ابھی اس وقت فیلٹ ہاوز کا نہ تھا جب اس کو نیلام کنندہ نے ہراج کیا[1]۔

پاویل بنام کی[2] مدعی ایک مدرسے کی صدر مدرسی امیدوار تھا۔ اور مجلس منتظمین نے جسے تقرر کا اختیار تھا۔ ایک رزولیوشن منظور کیا کہ اس کا تقرر اس خدمت پر کیا جائے ایک منتظم نے خانگی حیثیت میں اسے اس فیصلے کی اطلاع دی۔ مگر اسے کوئی اور کوئی اطلاع نہیں وصول ہوئی۔ بعد میں رزولیوشن منسوخ کردیا گیا۔ اور عدالت نے طے کیا کہ مجلس منتظمین کی کسی مستند اطلاع کی غیر موجودگی میں کوئی معاہدہ مکمل نہیں ہوسکتا۔

فصل پنجم

ایجاب اس وقت قبول ہو جاتا ہے جب قبولیت
ایجاب کنندہ کے معین کردہ طریقے پر کی جائے۔

اثر قبول معاہدہ کسی ایجاب کو قبول کرنے پر منعقد ہو جاتا ہے جب ایجاب قبول ہو جائے تو وہ عہد بن جاتا ہے۔ اس کے قبول ہونے تک کوئی فریق پابند نہیں ہوتا۔ اور ایجاب اس فریق کو مناسب اطلاع دے کر کہ جس سے وہ کیا گیا تھا، واپس لیا جا سکتا ہے۔ قبول کسی طرح قابل استرداد نہیں کیونکہ قبول ہی سے

---

[1] فیلٹ ہاوز بنام بنڈلے (II C.B.) N.S.869

[2] L.T. 284

فریقین پابند کئے جا سکتے ہیں۔

اطلاع قبول

ہم نے دیکھا کہ کسی ایجاب کے قبول میں ارادے کا ذہناً مستحکم ہونا کافی نہیں۔ اس ارادے کو کسی علانیہ فعل یا قول کے ذریعے سے ظاہر ہونا چاہئے۔ گر ایجاب و قبول میں یہ خاص فرق ہے کہ ایجاب اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک وہ ایجاب لہٗ کے علم میں نہ لایا جائے۔ گر قبول بعض حالات میں اس وقت بھی ہو سکتا ہے جب اس کی ایجاب کنندہ کو اطلاع نہ ملی ہو۔

ایسے مقدمات میں دو چیزوں کی ضرورت ہے ایک تو ایجاب کنندہ کی طرف سے کسی صریح یا معنوی اطلاع کہ فلاں خاص قسم کا قبول کافی ہے۔ دوسرے ایجاب لہٗ کا علانیہ فعل یا الفاظ کا ادا کرنا جو اس کے ارادۂ قبول کی شہادت ہوں۔ اور جو اس طریقۂ قبول کے مطابق ہو جس کا ایجاب کنندہ نے اظہار کیا تھا۔

اس مسئلے پر قانون کا اظہار" Bowen, L. J., "نے مقدمۂ کاربالک اسموک بال[1]" میں یوں کیا ہے:۔

"اس میں کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا کہ ایک عام قانونی قاعدے کے طور پر کسی ایجاب کو قبول کرنا ہو تو اس کی ایجاب کنندہ کو اطلاع دینی ضروری ہے تاکہ دو شخصوں کا منشا متحد ہو سکے جب تک ایسا نہ ہو دونوں کا منشا مختلف رہ سکتا ہے اور وہ اتحاد نہیں پایا جا سکتا جس کی قانون انگلستان میں (دیگر ممالک کے قانون سے مجھے بحث نہیں) معاہدہ کرنے کے لئے ضرورت ہے۔ گر یہ صاف توضیح اس نظرئیے پر موقوف ہے کہ چونکہ قبول کی اطلاع شخص ایجاب کنندہ کے فائدے کے لئے ضروری ہے اس لئے ایجاب کنندہ اپنے لئے اطلاع غیر ضروری قرار دے سکتا ہے اگر اس کے خیال میں ایسا مناسب ہو۔ اور میری رائے میں اس میں کوئی

[1] دیکھو باب ۳ فصل ۹۔

شبہ نہیں ہو سکتا کہ جس وقت کوئی شخص اپنے پیش کردہ
ایجاب میں صراحتہً یا معناً معاملہ قابل پابندی ہونے کے لئے
کسی خاص طریقۂ قبول کو کافی قرار دیتا ہے تو دوسرے
شخص (ایجاب لہٗ) کو صرف مقررہ طریقۂ قبول کی پیروی
کرنی کافی ہے اور اگر ایجاب کنندہ اپنے ایجاب میں
صراحتہً یا معناً یہ قرار دیتا ہے کہ تجویز پر عمل کرنا خود کافی ہے
اور اسے اطلاع دینے کی ضرورت نہیں تو اطلاع دئیے بغیر
شرط کی تعمیل ہی کافی قبول ہے۔"

اس اظہار قانون سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں۔
ایجاب میں بتایا جا سکتا ہے کہ قبول کی اطلاع کس طریقے سے دی جائے ایسی اطلاع کا وہ پابند ہو جائے گا خواہ وہ اسے پہنچے یا نہ پہنچے۔ یا ایجاب کنندہ یہ کہہ سکتا ہے کہ اسے اطلاع دیئے بغیر تعمیل کی جا سکتی ہے اور اس صورت میں اسے پابند کرنے کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ ایجاب لہٗ تجویز پر عمل کرے۔"

بہرصورت اس عام اصول سے ہم شروع کر سکتے ہیں کہ ایجاب کنندہ کو قبول کی اطلاع دی جانی چاہئیے اس کے بعد شرائط و ماہیت ایجاب پر غور کیا جائے گا۔ اور یہ دریافت کیا جائے گا کہ ایجاب کنندہ نے کسی خاص طریقۂ قبول کا اپنے کو پابند کر لیا ہے یا اس نے ایجاب لہٗ سے کہا ہے کہ وہ تجویز پر عمل کرے۔ اور تعمیل کے ذریعے سے قبولیت ظاہر کرے۔

دوسری قسم کے مقدمات پر ہم پہلے بحث کریں گے۔ بعض وقت ایجاب لہٗ کے لئے ناممکن ہوتا ہے کہ اپنے حصۂ معاہدہ کی تعمیل کے سوا کسی اور طرح قبولیت کا اظہار کرے۔ یہ خاص کر ان صورتوں میں ہوتا ہے جن کو ایجاب عام کہا جاتا ہے۔ یہ ایجاب غیر معین اشخاص سے کئے جاتے ہیں اور ان میں صراحتہً یا معناً بتایا جاتا ہے کہ تعمیل کو قبول سمجھا جائے گا۔ کسی کھوئی ہوئی چیز کی بازیافت کے لئے انعام کا اعلان کرنے سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ ہر وہ شخص جو اعلان دیکھتا ہے اس بات کی اطلاع دے کہ وہ شئے مفقودہ یا اس کے متعلق جستجو کرنا چاہتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ شئے مطلوبہ کو

اطلاع سے پہلے ہی پا چکا ہو یا وہ اس کے قبضے میں آ چکی ہو اور اس کا کام سوائے اس کے کچھ نہ ہو کہ اسے ایجاب کنندہ کے پاس بھیج دے۔

لیکن جب کبھی مخصوص شخص کی طرف ایسے ایجاب کا رُخ ہو جسے تعمیل کے ذریعے سے قبول کیا جا سکتا ہو۔ تو اس ایجاب کی ماہیت اور شرائط پر احتیاط سے غور کرنا چاہئے اور یہ معلوم کرنا چاہئے کہ آیا ایجاب لہٗ کو حق دیا گیا ہے کہ قبول کی اطلاع نہ دے۔

اگر زید[1] نے بکر کو بذریعۂ خط اطلاع دی ہو کہ اگر بکر بعض خاص اسباب بھیجے تو زید اس کو وصول کرلے گا اور قیمت ادا کردے گا۔ تو ایسا ایجاب بذریعۂ ارسال اشیا قبول کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر زید نے بکر کو یہ اطلاع دی کہ وہ ان رقموں کا ذمہ دار ہے جو بکر نے محمود کو دیں ہیں تو اطلاع قبول ضروری ہے۔ ایسی صورت میں[2] جب کہ بکر نے زید کی بلا اطلاع محمود کو کچھ رقم دی ہو اور بعد میں محمود کی عدم ادائی پر زید سے مطالبہ کرے تو طے ہوا ہے کہ بکر کو چاہئے تھا کہ وہ اپنے قبول کی اطلاع زید کو دیتا اور یہ کہ ایسی اطلاع کی غیر موجودگی میں معاہدے کا تصور نہ ہوگا۔ اب ہم ان ایجابوں کے بعد جن میں کسی فعل کا عہد کیا گیا تھا ان ایجابوں پر غور کرتے ہیں جن میں کسی عہد کے مقابل میں عہد کیا گیا ہو۔ یعنے ان ایجابوں سے جو بذریعۂ تعمیل قبول کئے جا سکتے ہیں، ان ایجابوں کی طرف متوجہ ہوں جن کی قبولیت کے لئے ارادۂ قبول کا اظہار ضروری ہے اس لئے اس بات پر غور کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں کہ آیا ایجاب کنندہ نے اطلاع چاہی بھی تھی کہ نہیں۔ ہمیں اب یہ دیکھنا چاہئے کہ اس نے کس حد تک اپنے آپ کو طریقۂ اطلاع قبول کا پابند کیا ہے۔

اگر وہ ایسے طریقۂ قبول کا تعین کرے جو ناکافی ثابت ہو تو وہ خود ذمہ دار ہوگا۔

اس قاعدے کی ایک اچھی توضیح ہمیں ان معاہدات میں ملتی ہے جو ڈاک کے ذریعے سے کئے جاتے ہیں یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ ڈاک کے ذریعے سے

---

[1] ہاروے بنام جانسٹن (6 C.B. 3.3.4)

[2] میک اور بنام رچارڈسن (I M. S. 557)

جو ایجاب کیا جائے وہ جواب بھی ڈاک کے ذریعے سے چاہتا ہے بجز اس کے کہ ارادہ اس کے خلاف صراحتاً ظاہر کردیا جائے ڈاک خانہ معمولی ذریعۂ اطلاع ہے اور ہر وہ شخص جو دوسرے کو حق دیتا ہے کہ اسے اطلاع دے تو اسے یہ بھی حق دیتا ہے کہ اطلاع معمولی طریقے سے دے[1]"

پہلی چیز جسے ذہن نشین رکھنا چاہیئے یہ ہے کہ ایک ایسے شخص سے ایجاب جو ایجاب کنندہ سے راست خط وکتابت نہیں رکھتا ہے اس وقت تک باقی اور قبولیت کے لئے کھلا رہتا ہے جب تک اتنا وقت نہ گزر جائے جو ایجاب کنندہ نے مقرر کیا یا جو نوعیت کاروبار کے لحاظ سے معقول خیال کیا جاسکے اس دوران میں ایجاب ایک مسلسل ایجاب ہے اور (کسی وقت بھی) قبولیت کے ذریعے سے ایسے[2] معاہدے کی صورت میں بدلا جا سکتا ہے۔ یہ بات وضاحت سے اڈمس بنام لنڈزل میں بیان کردی گئی ہے۔ لنڈزل نے اڈمس کو اون بھیجنے کا ایجاب بذریعۂ خط مورخہ ۲ر ستمبر ۱۸۱۷ء کیا اور لکھا کہ ڈاک کے ذریعے سے آپ کا خط وصول ہوگا۔ اس کا جواب ساتویں تک وصول ہو جاتا اگر خط صحیح طور سے ڈالا جاتا۔ مگر غلطی کے باعث اصل خط اڈمس ہی کو پانچ تاریخ تک نہ پہنچ سکا اور اس کی قبولیت کا خط جو اسی دن ڈاک میں ڈالا گیا لنڈزل کو نویں تک نہ مل سکا۔ آٹھویں کو (یعنی قبولیت کا خط وصول ہونے سے پہلے) لنڈزل نے اون دوسروں کے ہاتھ بیچ کردیا۔ اڈمس نے نقض معاہدہ کی نالش کی اور کہا کہ بذریعۂ خطوط ایجاب وقبول عمل میں آئے تھے۔ لنڈزل کی جانب سے بحث کی گئی کہ فریقین میں اس وقت تک معاہدہ نہیں ہوسکتا جب تک قبولیت واقعتاً وصول نہ ہو جائے۔ مگر عدالت نے کہا:۔

> اگر ایسا ہو تو کوئی معاہدہ کبھی بذریعۂ ڈاک نہ ہوسکے گا۔
> کیونکہ اگر مدعی علیہم پر ان کے اس ایجاب کی پابندی
> اس وقت تک ضروری نہ ہو جب تک ان کے پاس

[1] ہاؤس ہولڈ فائر انشورنس کمپنی بنام گرانٹ (IB. & Md.681

[2] 4Ex D.216.233)

> مدعیوں کی قبولیت نہ پہنچ جائے تو مدعیوں کو بھی اس
> وقت تک پابند نہیں ہونا چاہیے جب تک کہ انھیں
> اس بات کی اطلاع نہ دی جائے کہ مدعی علیہم کو ان کا
> جواب وصول ہوا اور انھوں نے اسے منظور کر لیا
> اور اس طرح اس کا سلسلہ غیر متناہی چلے گا۔ مدعی علیہم
> سے متعلق قانوناً یہ سمجھا جانا چاہیے کہ وہ اس وقت کے
> ہر لمحے میں جب کہ خط سفر کر رہا تھا وہ خاص مبینہ ایجاب
> مدعیوں سے کر رہے ہیں اور معاہدہ منعقد ہو جاتا ہے
> جب آخر الذکر اسے منظور کر لیں"

ایڈمس بنام لنڈزل سے دو امور طے ہوتے ہیں۔ اولاً یہ کہ ایجاب قبولیت کے لئے اس پورے عرصے میں کھلا رہتا ہے جو ایجاب کنندہ مقرر کرے یا حالات کے تحت معقول خیال کیا جا سکے۔ ثانیاً یہ کہ ایجاب کنندہ کے مقرر کردہ طریقے پر قبول کرنے سے معاہدہ مکمل ہو جاتا ہے۔

عدالتیں اس قاعدے کے اطلاق سے ان مقدموں میں پس و پیش کرتی ہیں۔ جب خط قبولیت کھو جائے یا نقل و حمل میں دیر ہو جائے مگر یہ بات اب ہاؤز ہولڈ فائر انشورنس کمپنی بنام گرانٹ[1] کے فیصلے سے طے ہو چکی ہے حصص لینے کا ایجاب ایسے حالات میں پیش کیا گیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ جواب بذریعہ ڈاک وصول ہو۔ یہ ایجاب بذریعہ خط قبول کیا گیا خط ایجاب کنندہ کو نہیں ملا۔ مگر عدالت مرافعہ نے طے کیا کہ اس پر پھر بھی حصہ دار کی ذمے داریاں عائد ہوں گی:۔

> جوں ہی قبولیت کا خط ڈاک خانے میں ڈال دیا جائے
> معاہدہ مکمل کر دیا جاتا ہے اور قطعی طور سے اور پوری طرح
> پابندی عائد کرتا ہے گویا کہ قبول کنندہ نے اپنا خط ایسے
> پیام رساں کے حوالے کیا جسے ایجاب کنندہ نے خود اپنا

[1] I.H.L.C. 318.

کارندہ مقرر کر کے بھیجا تھا تاکہ وہ ایجاب کو پیش کرے

اور قبول کو وصول کرے۔"

ان آخری الفاظ میں ایک طور پر وہ وجوہ بیان کئے گئے ہیں جس کے باعث ذمہ داری قبول کنندہ کی جگہ ایجاب کنندہ پر اس وقت ڈالی جاسکتی ہے جب کہ قبول غیر متعلق شخص کے پاس بھیجا جاتا ہے ایجاب کنندہ وہ طریقہ قبولیت مقرر کر سکتا ہے اور ڈاک خانے کو قبولیت کے وصول کرنے کے لئے اس کا کارندہ خیال کیا جاسکتا ہے یا یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ وہ ایک معمولی ذریعۂ اطلاع دہی ہے۔ یہی خیال ایک بعد کے مقدمے (ہنتھارن بنام فریزر)[1] میں ظاہر کیا گیا۔ ایک تحریری ایجاب دست بدست پہنچایا گیا اور بذریعۂ ڈاک قبول ہوا۔ طے کیا گیا کہ جس لمحے قبول ہوا اسی وقت سے معاہدہ مکمل ہو گیا اور لارڈ ہرشل نے کہا:۔

"میں اصول ان الفاظ میں ظاہر کرنا پسند کرتا ہوں کہ جب

حالات ایسے ہوں کہ معمولی انسانی رواج کے لحاظ سے

ڈاک قبولیت ایجاب کی اطلاع دہی کا ذریعہ بنایا جاسکتا ہو

تو قبول اسی وقت مکمل ہو جاتا ہے جب وہ ڈاک

میں ڈالا جائے۔"

مگر ڈاک کے ذریعے سے کئے ہوئے معاہدات اس عام قاعدے کی صرف مثال ہیں کہ ایجاب کنندہ اس امر کی ذمہ داری لیتا ہے کہ اطلاع دہی موثر ہو گی اگر قبول اس طریقے پر عمل میں آئے جسے ایجاب کنندہ نے کافی خیال کیا ہو۔ قبول کنندہ پر سختی ہو گی اگر مطلوبہ امور انجام دینے کے باوجود وہ کسی معاہدے کے استفادے سے محض اس لئے محروم ہو جائے کہ ایجاب کنندہ نے ایک غیر موثر ذریعہ اطلاع دہی کو پسند کیا تھا۔

فرض کیجئے کہ بکر نے زید کو ایجاب ایک پیام رساں کے ذریعے سے جھیل کے اس پار روانہ کیا اور خواہش کی کہ اگر زید اسے منظور کرے تو اس کو چاہئے کہ ایک

[1] سنہ ۱۸۹۲ (2 ch. 27, 33.)

معینہ وقت پر توپ چلائے یا آگ روشن کرے۔ زید کیوں نقصان اُٹھائے اگر طوفان کے باعث توپ کی آواز نہ سنی جائے یا کہر کے باعث آگ کی روشنی نہ دیکھی جاسکے؟ اگر بکر نے زید کو ایک ایجاب ایک پیام رساں کے ذریعے سے بھیجا اور خواہش کی کہ حامل پیام کو تحریری جواب حوالے کیا جائے۔ کیا یہ زید کا قصور ہے کہ خط قبولیت حامل خط کے جیب سے چرا لیا جائے؟

مگر یہ ثابت کرنے کے لئے سندوں کی کمی نہیں کہ اگر قبولیت اس طور پر نہ ہو جو ایجاب کنندہ نے بیان کیا تھا تو وہ اطلاع میں شمار نہ ہوگی ہیب[1] نے ایک کمپنی کے کارندے کے پاس حصص کے لئے درخواست بھیجی۔ نظماء نے اس کے لئے حصے منظور کئے مگر منظوری کا خط اپنے کارندے کے پاس بھیجا کہ اسے ہیب کے پاس بھیج دیا جائے۔ قبل اس کے کہ کارندہ وہ خط پہنچاتا۔ ہیب نے اپنا ایجاب واپس لے لیا۔ طے ہوا کہ اگر ہیب نے کارندۂ کمپنی کو مجاز کیا تھا کہ اس کی جانب سے منظوری حصص کو قبول کرے تو ایک قابل پابندی معاہدہ تصور ہوتا۔ لیکن ایسی کوئی اجازت نہ تھی۔ نظما کا اپنے کارندے کو اطلاع دینا ہیب کو اطلاع دینے کے مرادف نہیں۔ لہٰذا وہ مجاز تھا کہ اپنا ایجاب واپس لے لے۔

نیز بکر نے بذریعۂ ڈاک ایجاب کیا کہ وہ لنڈن ناردرن بنک کے حصص لینا چاہتا ہے منظوری حصص کا نوشتہ مرتب کیا گیا اور ڈاکیئے کے حوالے کیا گیا کہ ڈاک میں ڈالا جائے۔ ڈاکیئے کا یہ کام نہ تھا کہ وہ اپنے معمولی حلقۂ وصولی کے علاوہ اور کہیں سے خطوط ڈاک کے لئے وصول کرے۔ اس نے اس خط کو اس وقت تک پوسٹ نہیں کیا (جیسا کہ مہر سے معلوم ہوتا ہے) جب تک کہ بکر کے ایجاب کا استرداد بنک کو وصول نہ ہو گیا۔ اور طے ہوا کہ استرداد درست ہے[2] کسی ڈاکیئے کے حوالے کرنا خط کو ڈاک میں ڈالنے کے مرادف نہیں۔ اسی لئے وہ اطلاعِ قبولیت نہیں ہے۔

مقام قبول | یہ قاعدہ کہ معاہدہ اسی وقت ہوتا ہے جب قبول کی اطلاع دی جائے

[1] ہیب کا مقدمہ (L. R. 4 Eq. 9)

[2] بحوالہ لنڈن اینڈ ناردرن بنک سنہ ۱۹۰۰ (1 ch. 220)

لازماً یہ نتیجہ پیدا کرتا ہے کہ معاہدہ اس مقام پر ہو جاتا ہے جہاں قبولیت کی اطلاع دی جائے۔ اس کی اہمیت اس وقت ہوتی ہے جب یہ دریافت کرنا ہو (جیسا بعض وقت ضرورت ہوتی ہے) کہ جواز معاہدہ یا اس کی تعمیل کے ضابطے کے متعلق قانون کیا ہے۔ کادن بنام اوکانر[1] میں دو تاروں کے ذریعے سے معاہدہ کیا گیا۔ ایک میں ایجاب تھا دوسرے میں قبول۔ مقدار مالیت مقدمے کی وجہ سے یہ ضروری تھا کہ کل بنار دعویٰ میر بلدہ لندن کی عدالت کے حدود سماعت میں پیدا ہو جس میں مقدمے کی سماعت ہونے والی تھی، قبولیت کا تار لندن سے بھیجا گیا تھا اور عدالت نے طے کیا کہ معاہدہ وہیں منعقد ہوا اور یہ کہ کل بنار دعویٰ میر بلدہ کی عدالت کے حدود سماعت میں پیدا ہوئی۔

کیا قبول کا استرداد ہو سکتا ہے۔

فیصلہ جات مذکورۂ بالا سے ایک نتیجہ پیدا ہوا ہے جس پر تنقید کی گئی ہے۔ قبولیت سے معاہدہ مکمل ہو جاتا ہے اسی لئے اگر قبولیت اس وقت ہونی طے کی جائے جب خط ڈاک میں ڈال دیا گیا تو استرداد کا تار بے اثر ہوگا خواہ وہ ایجاب کنندہ کے پاس خط سے پہلے پہنچے۔ یہ معلوم کرنا آسان نہیں کہ انگریزی عدالتیں اب اس کے خلاف کس طرح فیصلہ کر سکتی ہیں نہ یہ معلوم کرنا آسان ہے کہ موجودہ قانون سے کوئی سختی سمجھی جا سکتی ہے۔ ایجاب لے کو چاہئے کہ یا تو قبول ہی نہ کرے یا وہ ایک مشروط قبولیت بھیجے کہ "میں قبول کرتا ہوں بجز اس کے کہ کوئی استردادی تار اس خط کے پہنچنے سے پہلے آپ کو ملے" یا بذریعہ تار درخواست کر سکتا ہے کہ اسے مزید مہلت غور کے لئے دی جائے اگر وہ کوئی غیر مشروط قبولیت بھیجنا پسند کرتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ کیوں اسے اس بات کا ایک موقع دیا جائے کہ اپنا خیال بدل دے جب کہ اسے اس کا موقع ہرگز نہ ملتا اگر معاہدہ بالمواجہہ ہوتا۔

فصل ششم

ایجاب کے قبول ہونے تک قانونی حقوق نہیں پیدا ہوتے
لیکن وہ ساقط یا مسترد ہو سکتا ہے۔

---

[1] 20 Q B.D. 640

ایجاب کے لئے قبول کی وہی اہمیت ہے جو بارود کی سرنگ کے لئے جلتی ہوئی دیا سلائی کی۔ اس سے جو کچھ وقوع میں آتا ہے اسے واپس لے سکتے ہیں نہ کالعدم کرسکتے ہیں۔ مگر بارود زیادہ عرصے تک پڑی رہنے سے گیلی ہوسکتی ہے یا سرنگ انداز اسے آگ لگانے سے پہلے نکلوا سکتا ہے۔ علیٰ ہذا ایجاب قبول نہ ہونے کی وجہ سے ساقط ہوسکتا ہے یا قبل از قبول مسترد کیا جاسکتا ہے۔

سقوط (Lapse)

فریقین کی موت

(۲) قبل قبول کسی فریق کی موت سے معاہدہ ساقط ہوجاتا ہے۔ ایجاب کنندہ کے قائم مقام ان کو قبولیت کی اطلاع دینا انھیں پابند نہیں کرسکتا نہ کسی ایجاب لہٗ متوفی کے قائم مقام اس کی جائداد کی طرف سے اس ایجاب کو قبول کرسکتے ہیں۔

(ب) یہ بتایا گیا ہے کہ ایجاب اس وقت قبول ہوتا ہے جب وہ ایجاب کنندہ کے بتائے ہوئے یا مقرر کئے ہوئے طریقے پر کیا جائے۔

مقررہ طریقے پر قبول نہ ہونا۔

اگر اطلاع ایجاب میں طریقۂ قبول کے متعلق اشارہ ہو تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایجاب لہٗ اس طریقے کا پابند نہ ہوگا جب کہ اس نے ایسا طریقہ اختیار نہ کیا ہو جس سے تاخیر کا امکان ہوسکے اور جو ایجاب کنندہ تک قبولیت کو پہنچا دے۔ کسی معمولی یا مجوزہ طریقۂ اطلاع سے انحراف ایجاب لہٗ پر یہ بار عاید کرے گا کہ وہ اپنی قبولیت کی اطلاع دہی کا یقین حاصل کرے۔ بمتابعت اس شرط کے جو ایجاب بذریعۂ ڈاک کیا جائے اسے بذریعۂ تار قبول کیا جاسکتا ہے یا ٹرین پر کسی پیام رساں کے ذریعے سے بھیجا جاسکتا ہے۔

لیکن جو طریقۂ قبول معینہ ہو اور ایجاب لہٗ اس سے انحراف کرتا ہو تو ایجاب کنندہ مجاز ہے کہ قبول کو کالعدم سمجھے۔

(Henshaw نے Eliason)[1] سے آٹا خریدنے کا ایجاب کیا اور درخواست کی کہ جواب اسی گاڑی سے دے دیا جائے جس سے ایجاب بھیجا گیا تھا۔ ہنشا نے قبولیت کا خط ڈاک گاڑی سے بھیجدیا اور خیال کیا کہ وہ اس طرح ایلیاسن کو جلد تر

[1] Eliason بنام Henshaw (4 Wheaton, 225)

پہنچ جائے گا۔ مگر وہ غلطی پر تھا اور عدالت عالیہ ممالک متحدہ (Supreme Court) نے طے کیا کہ ایلیاسن مجاز ہے کہ خریداری سے انکار کر دے۔

قانون معاہدے کا یہ ناقابل تردید اصول ہے کہ کسی معاملے کا ایجاب ایک شخص کی جانب سے دوسرے کو پیش کیا جائے تو پہلے شخص پر کوئی وجوب عائد نہیں ہوتا تاآں کہ دوسرا شخص اس کو شرائط مندرجہ ایجاب کے مطابق قبول نہ کرے شرائط پر کوئی قید عاید کرنا یا ان سے انحراف کرنا ایجاب کو بے اثر کر دیتا ہے بجز اس کے کہ اسے ایجاب کنندہ منظور کرے۔[1]

وقت معینہ میں قبول نہ ہونا

(ج) بعض وقت فریقین ایک وقت مقرر کر دیتے ہیں جس کے اندر ایجاب کو قبول کیا جا سکتا ہے۔ مقدمہ بازی کی صورت میں اکثر اس بات کا فیصلہ عدالت پر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ وہ معقول مدت کیا ہے جس کے اندر ایجاب کو قبول کیا جا سکتا ہے۔ وقت مقرر کر دینے کی مثالیں بہ آسانی دستیاب ہوتی ہیں۔ "یہ ایجاب جمعہ ۱۲ر جون نو بجے تک برقرار رہے گا" کے اعلان میں ایجاب کنندہ کو اختیار ہے کہ وہ کسی وقت بھی تاریخ مقررہ تک اس کا استرداد کرے یا ایجاب لے استرداد نہ ہونے پر ایجاب کو قبول کرلے۔ اس کے بعد ایجاب ساقط ہو جائے گا۔

ایک سال تک معینہ قیمت پر کسی خاص قسم کا اسباب مہیا کرنے کے لئے ایجاب[2] جس میں کسی شخص ثالث کے نام سکھاری ہوئی ایک ہنڈی کی ادائی کی ضمانت تاریخ امروزہ سے ایک سال تک کے لئے دی گئی ہو یہ ایسے ایجابات ہیں جن کو ایک صورت میں فرمائش کرکے اور دوسری میں ہنڈیوں کے سکھارے جانے سے معاہدوں میں مبدل کیا جا سکتا ہے۔ ایسے ایجاب کسی وقت بھی مسترد کئے جا سکتے ہیں

[1] ڈکنسن بنام ڈاوس (2 ch.D. 463)

[2] G. N.R. CO. بنام Witham (L. R. 9C. P. 16.)

بجز ان فرمائشات کے جو دی جاچکی ہوں اور ہنڈیاں جو سکھاری جاچکی ہوں۔ بہر صورت وہ تاریخ ایجاب سے ایک سال ہونے پر ساقط ہوجائیں گے۔

کسی عہد کو جاری رکھنے کا عہد قابل پابندی بننے کے لئے بدل کا محتاج ہے اور اسی وقت قابل پابندی ہوسکتا ہے جب ایجاب کنندہ فریق کو ایجاب کے کھلا رکھنے میں کچھ فائدہ ہوتا ہو۔ ایسی صورت میں ایجاب لہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ "حق اختیار (Option) خرید رہا ہے" یعنے ایجاب کنندہ ایک بدل کے معاوضے میں جو عموماً رقمی ادائی ہوتا ہے، اپنے آپ کو اس بات کا پابند کرلیتا ہے کہ ایک معینہ تاریخ تک ایجاب کا استرداد نہ کرے۔ ایسی صورت میں ایجاب کنندہ اپنے عہد کے باعث حق استرداد ایجاب کے استعمال سے اپنے آپ کو باز رکھتا ہے۔ لیکن اگر اسے کوئی بدل ایجاب کو کھلا رکھنے کے لئے نہ وصول ہوا ہو تو گویا وہ یہ کہتا ہے کہ "آپ اسے فلاں وقت تک قبول کرسکتے ہیں بجز اس کے کہ اس اثنا میں میں ایجاب کو مسترد کروں"۔

ایسے ایجاب کی مثال جس میں معقول وقت گزر گیا ہو (Ramsgate Hotel co) بنام (Montefiore)[1] میں ملتی ہے۔ مونٹ فیور نے بذریعہ خط مورخہ ۲۸ جون کمپنی مذکور کے حصص خریدنے کا ایجاب کیا۔ اسے ۲۳ نومبر تک کوئی جواب نہ ملا اب اسے منظوری حصص کی اطلاع دی گئی۔ اس نے انھیں قبول کرنے سے انکار کیا اور طے کیا گیا کہ اس کا ایجاب اس وجہ سے منقضی ہوگیا کہ کمپنی نے اسے اطلاع دینے میں تاخیر کی۔

استرداد

(۱) ایجاب قبول سے پہلے ہر وقت کیا جاسکتا ہے۔
(۲) ایجاب قبول کے بعد ناقابل استرداد ہوجاتا ہے۔
(۱) پہلے قاعدے کی مثال Offord بنام Davies[2] میں ملتی ہے۔

---

[1] L. R. I Exch 109

[2] 12 C.B.N.S 748

ڈیویز کمپنی نے مدعی سے ایک تحریری ایجاب کیا کہ اگر مدعی ایک دوسری فرم کے ہنڈیاں سکھارے تو وہ (مسرز ڈیویز) بارہ مہینے تک چھ سو پونڈ کی ادائی کی حد تک ضمانت دیتے ہیں۔

(Offord) نے چند ہنڈیاں سکھاریں اور مناسب ادائی عمل میں آئی۔ لیکن بارہ مہینے ختم ہونے سے پہلے مسرز ڈیویز (ضامنوں) نے اپنا ایجاب مسترد کر دیا اور اعلان کیا کہ اب وہ مزید ہنڈیوں کے ضامن نہیں ہیں افارڈ پھر بھی ہنڈی سکھارتا رہا مگر ان کی ادائی عمل میں نہیں آئی۔ پھر اس نے مسرز ڈیویز پر نالش دائر کی۔ طے ہوا کہ استرداد اس مقدمے میں درست جواب دہی ہے۔ بینہ ضمانت ایک ایجاب تھا جس کی میعاد ایک سال تھی جس میں افعال کا عہد اور سکھارنے کی ضمانت تھی ہر سکھارنے سے ایجاب اس حد تک عہد میں مبدل ہوتا جاتا تھا۔ مگر پورا ایجاب کسی وقت بھی مسترد کر لیا جا سکتا تھا بجز ان کے سکھارنے کے جو استرداد کی اطلاع سے قبل کی گئی ہوں[1]۔

(۲) قاعدے کی توضیح (Witham) بنام G.N.Ry Co. میں ملتی ہے جو اسی نوعیت کا معاملہ تھا۔ کمپنی نے بذریعۂ اشتہار ایک ٹنڈر طلب کیا کہ اسے یکم نومبر ۱۸۷۱ء سے ۳۱ اکتوبر ۱۸۷۲ء تک جس قسم کے فولادی اشیا مطلوب ہوں وہ مہیا کئے جائیں وٹھام نے ٹنڈر بھیجا کہ وہ مطلوبہ اشیا بہ بینہ شرائط پر اس مقدار میں مہیا کرے گا جس کی کمپنی "وقتاً فوقتاً فرمائش دے۔" کمپنی نے یہ ٹنڈر منظور کر لیا۔ مگر وٹھام نے کچھ عرصے بعد فرمائشوں کی تعمیل سے انکار کر دیا۔ کمپنی نے اس پر ایک فرمائش کی جو دی جا چکی تھی عدم تعمیل کا مقدمہ دائر کیا۔ اور طے ہوا کہ وٹھام ذمہ دار ہے۔ فریقین کے حقیقی تعلقات کا معلوم کرنا اہمیت رکھتا ہے کمپنی نے اشتہار دے کر

[1] یہ معلوم رہے کہ مقدمہ افارڈ بنام ڈیویز کے فیصلے میں اور نیز اس سے کس حد تک کم گریٹ نارن ریلوے کمپنی بنام وٹھام میں لفظ "عہد" کو "ایجاب عہد" کے معنوں میں برتا گیا ہے۔ ایک قابل استرداد ہمارے قانون میں نہیں پایا جاتا معاہدہ کالعدم ممکن الانفساخ یا ناقابل نفاذ ہو سکتا ہے اگر انعقاد معاہدہ میں خامیاں رہ گئی ہوں یہ اس کا اختتام کسی واقعۂ مابعد کے ذریعے ہو سکتا ہے۔ لیکن عہد خواہ وہ قابل نالش ہو یا نہ ہو معاہدے کی مرضی سے مسترد نہیں ہو سکتا۔

فولاد کے تمام تاجروں کو ٹنڈر بھیجنے کی خواہش کی۔ یعنے ان سے کہا کہ وہ اپنے شرائط پیش کریں۔ جس پر وہ ایجاب کرنے پر آمادہ ہیں۔ وٹھام نے ایک ایجاب کے شرائط پیش کئے جو آنے والے بارہ مہینوں میں کسی ایک یا زاید اوقات میں قبول کر لیا جا سکتا تھا۔ قبول ٹنڈر سے معاہدہ نہیں ہوگیا۔ بلکہ وہ صرف کمپنی کی جانب سے اس بات کی اطلاع تھی کہ وہ وٹھام کے ٹنڈر کو ایک ایسا ایجاب خیال کرتے ہیں جسے وہ حسب ضرورت وموقع اشیائے مہیا شدنی کے متعلق بطور ایک امر کاروباری کے قبول کرنے پر آمادہ ہیں کمپنی اس بات کی پابند نہ تھی کہ فولاد کی فرمایش دے۔ اور اگرچہ عدالت نے اس نقطے پر رائے زنی نہیں کی مگر یہ احتمال ہے کہ وٹھام کسی وقت بھی فرمایش آنے سے قبل کمپنی کو نوٹس دے کر اپنا ایجاب مسترد کر سکتا تھا۔ (بجز اس کے کہ کوئی اچھا بدل دیا جائے جیسے کمپنی کا یہ عہد کہ وہ کسی اور سے فولاد نہیں خریدے گی جس سے وہ پابند ہوگا کہ بارہ مہینے تک استرداد ایجاب نہ کرے) مگر ہر فرمایش وٹھام کے ایجاب قائمہ کا قبول تھی اور اسے حسب فرمایش فولاد مہیا کرنے پر پابند کرتی تھی۔ ۳۱ر اکتوبر ۱۸۷۲ء کے بعد آئی ہوئی فرمایش معینہ وقت کے بعد کی قبولیت ہوگی اور بے اثر۔

اس قسم کے مقدمات میں بہت کچھ دار و مدار ٹنڈر کی طلب پیشکش اور قبولیت کی اسی صورت پر منحصر ہوتا ہے جسے فریقین اختیار کریں اور اسی باعث سے ان کے متعلق عدالتی فیصلوں میں بعض وقت[1] تطبیق مشکل معلوم ہوتی ہے۔ ٹنڈ کی قبولیت سے جو قانونی تعلقات پیدا ہوتے ہیں ان کو جج اٹکن نے یوں تقسیم و مرتب کیا ہے:۔

> سال بھر سے زیادہ کے ضروریات مہیا کرانے والے بڑے ادارات کے لئے یہ بات بالکل عام ہے کہ وہ ٹنڈر طلب کرتی اور حاصل کرتی ہیں اور بعض وقت[2] یہ ہوتا ہے کہ قبولیت کے ساتھ ٹنڈر کی نوعیت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ فرم کو معاہدہ کرنا پڑتا ہے جس کی رو سے مشتری تمام معینہ سامان

---

[1] فورڈ بنام نیو تھم ۱۹۰۱ء (I K.B. 690)

[2] پرسی ول لمیٹڈ بنام L. C. C. (872. J. K. B. ON)

ٹھیکہ دار سے خریدنے کا معاملہ ہاتھ میں لیتا ہے اس کے برخلاف یہ بات معلوم ہے کہ یہ ٹنڈر اکثر اس صورت میں ہوتے ہیں کہ مشتری اس کا پابند نہیں ہوتا کہ ٹنڈر پیش کنندہ کو کوئی فرمائش دے دوسرے الفاظ میں ٹھیکہ دار ایجاب کرتا ہے کہ وہ اسباب ایک نرخ پر مہیا کرے گا۔ اور اگر مشتری اس بات کو پسند کرتا ہے کہ مدت مقررہ میں اسے اسباب کی کوئی فرمائش دے۔ تو ٹھیکہ دار پر اس بات کا وجوب ہوتا ہے کہ وہ فرمائش کے مطابق اسباب مہیا کرے۔ اور ماسوا اس کے کوئی فریق پابند نہیں ہوتا۔ ان کے علاوہ ایک بین بین معاہدہ بھی ہے جو منعقد ہوسکتا ہے۔ اس میں اگرچہ فریقین کسی مقدار معینہ کے پابند نہیں ہوتے لیکن وہ اپنے آپ کو اس بات کا پابند کر لیتے ہیں کہ وہ تمام اسباب جن کی واقعی ضرورت ہو خریدا جائے گا اور ان کی قیمت ادا کی جائے گی۔ بے شبہ اگر اس قسم کا معاہدہ ہو وہ قابل پابندی معاہدہ ہے اور مشتری معاہدہ شکنی کا مرتکب ہوگا اگر اسے فی الواقع چند اشیائے متذکرہ ٹنڈر کی ضرورت ہو اور وہ انھیں ٹنڈر پیش کنندہ سے نہ خریدے۔"

ایجاب مہری ناقابل استرداد ہے

اس عام قاعدے کا کہ ایجاب کا استرداد ہوسکتا ہے ایک استثنا ہے یعنے ایجاب مہری کہا جاتا ہے کہ اس کا استرداد نہیں کیا جاسکتا۔ اور یہ کہ باوجود اس کی اطلاع ایجاب لہٗ کو نہ دینے کے وہ اس بات کے لئے برقرار رہتا ہے کہ اس کے وجود سے آگاہ ہونے پر اسے قبول کرے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عطیہ مہری (گرانڈ انڈر سیل) معطی[1] اور ان لوگوں کے لئے

[1] Doe d. Garnons بنام Knight, 5 B. & C. 71 Macedo بنام Stroud ۱۹۲۲ L.A.C. 330

قابل پابندی ہوتا ہے جو عطی کے تحت دعوے دار ہوتے ہوں خواہ ان کی اطلاع معطی لہٗ کو دی ہی نہ گئی ہو۔ صرف شرط یہ ہے کہ دستاویز کی تفویض[1] عمل میں آگئی ہو اور یہ سمجھا جائے گا کہ ایجاب بذریعہ دستاویز کی بھی یہی حیثیت ہے۔ ایجاب کنندہ پابند ہے لیکن ایجاب لہٗ کے لئے ایجاب سے استفادہ کرنا ضروری نہیں جب تک وہ نہ چاہے وہ اس سے انکار کرسکتا ہے اور وہ اس طرح بے اثر ہوسکتا ہے۔

اس قسم کے مقدمے میں حالت غیر یکساں ہے۔ فی الحقیقت وہ جدید تحلیل معاہدہ سے مطابقت نہیں رکھتی کیونکہ معاہدے سے مراد یہ ہے کہ کم از کم دو فریق کسی مشترکہ ارادے کا اظہار کریں جس سے ایک یا دونوں کے دلوں میں توقعات پیدا ہوں۔

ایجاب مہری ایک بیان حقیقت (Factum) ہے اور ایک ایسی چیز ہے جسے واپس نہیں لیا جا سکتا اور اس کا ایجاب کنندہ اسی حالت میں ہوتا ہے جس میں وہ شخص جو اپنا ایجاب واپس نہیں لے سکتا یا ایک مشروط عہد جو عمل میں آنے کے لئے معاہد لہٗ کی منظوری کا محتاج ہوتا ہے۔[2]

استرداد کی اطلاع ضروری ہے

یہ بیان کرنا باقی ہے کہ استرداد کو (جس سے انقضا (Lapse) کو میز کرنا چاہیئے) نافذ اور موثر بنانے کے لئے اطلاع ضروری ہے۔ قبولیت کی صورت میں ہم نے دیکھا ہے کہ وہ اس وقت نافذ اور معاہدہ منعقد ہوتا ہے جب ایجاب لہٗ قبول کے ذریعے سے وہ کام کرتا ہے جسے ایجاب کنندہ نے صراحتہً یا معناً کافی قرار دیا تھا خط کو ڈاک میں ڈالنا یا کسی فعل کا کرنا قبولیت کا مرادف ہو سکتا اور معاہدے کو منعقد کرا سکتا ہے یہ سوال لازماً پیدا ہوگا کہ آیا استرداد کی اطلاع بھی اسی طرح خط استرداد کو ڈاک میں ڈال کر یا اس شئے کو بیع کرکے

---

[1] "تفویض" دستاویز سے یہ ضروری نہیں کہ وہ معاہدے کے فریق دیگر کے حوالے کردی جائے (دیکھو پیچھے باب ۴ فصل ۲)

[2] زیناس (Xenos) بنام وکھام میں جو ایجاب مہر کے ناقابل استرداد ہونے کی تائید میں اکثر پیش کیا جاتا ہے دراصل ایک معاہدہ موجود تھا جو پہلے فریقین میں ہو چکا تھا۔

جس کی خرید کا ایجاب ہوا تھا دی جا سکتی ہے؟

اس کا جواب (دو مقدمات متذکرۂ مابعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے) یہ ہوگا کہ استرداد ایجاب کی اطلاع اس وقت تک نہیں سمجھی جائے گی جب تک کہ ایجاب لۂ کے علم تک نہ پہنچائی جائے۔ اس مسئلے میں قاعدۂ قانونی کا تصفیہ (Byrne) بنام (Von Tienhoven)[1] میں کیا گیا ہے۔ مدعی علیہ نے کارڈف سے خط مورخہ یکم اکتوبر کے ذریعے سے مدعی سے جو نیویارک میں تھا ایک ایجاب کیا اور جواب بذریعہ تار طلب کیا۔ مدعی کو ایجاب ۱۱ تاریخ کو وصول ہوا اور اس نے فوراً طریقۂ مطلوبہ میں اسے قبول کر لیا۔ ۸ تاریخ کو مدعی علیہ نے استردادِ ایجاب کا خط ڈاک میں ڈالا تھا۔

جج لنڈلے کی رائے میں دو سوالات پیدا ہوئے (۱) کیا اطلاع ہونے سے پہلے استرداد کا کوئی اثر ہے؟ (۲) کیا خط استرداد کو ڈاک میں ڈالنا اس شخص کی اطلاع یابی کے مرادف سمجھا جائے گا جس کے نام وہ خط لکھا گیا ہے؟

اس نے طے کیا کہ (۱) استرداد اس وقت تک نافذ نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی اطلاع نہ دے دی جائے۔ (۲) اور یہ کہ ایجاب کو واپس لینے کی اطلاع محض خط کو ڈاک میں ڈال دینے سے نہیں ہوئی اور یہ کہ اسی بنا پر (بذریعۂ خط کی ہوئی) قبولیت پر محض اس واقعے سے کوئی اثر نہیں پڑتا کہ خط استرداد راستے میں ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ کوئی اور فیصلہ کرنے سے کیا مشکلات پیدا ہوں گی:-

> اگر مدعی علیہ کا استدلال تسلیم کر لیا جائے تو کوئی شخص جس نے ایک ایجاب وصول کر کے بذریعۂ خط اسے قبول کیا تھا اپنی حیثیت کو اس وقت تک معلوم نہ کر سکے گا جب تک کہ وہ اتنا عرصہ انتظار نہ کرے جس میں اسے یقین ہو جائے کہ اس کے قبول سے پہلے کوئی خط استرداد ڈاک میں نہیں ڈالا گیا۔ میری رائے میں قانون اصول اور عملی سہولت ہر دو کے لحاظ سے ضروری ہے کہ وہ شخص جس نے

---

[1] 5 C. P. D. 344

کسی ایجاب کو قبول کیا ہے اور جسے اس کے استرداد کا
علم نہیں اس حیثیت میں ہو کہ وہ یہ سمجھ کر کوئی فعل کر سکے کہ
ایجاب و قبول سے ایک معاہدہ منعقد ہوتا ہے جس کے
فریقین پابند ہوں گے۔"

مقدمۂ ہنتھارن بنام فریزر[1] جو عدالتِ مرافعہ میں فیصل ہوا اس قاعدے کو ان مقدمات تک وسعت دیتا ہے جن میں تحریری ایجاب دست بدست حوالے کیا گیا اور بذریعۂ خط قبولیت عمل میں آئی۔ لارڈ ہرشل اس میں کہتا ہے:۔

"جن اصول پر یہ طے کیا گیا کہ ایجاب کا قبول اس کو
ڈاک میں ڈالنے سے مکمل ہو جاتا ہے ان کا اطلاق
میری رائے میں ایجاب استرداد یا ترسیم پر مطلق
نہیں ہو سکتا۔ یہ اس سے زیادہ موثر نہیں جتنا خود ایجاب
بجز اس کے کہ ان کی اطلاع شخص ایجاب لہٗ کو پہنچ جائے۔"

یہی اصول کرٹس بنام سٹی آف لنڈن اینڈ مڈلینڈ بنک[2] میں بھی نظر آتا ہے ایک چک کی ادائی بذریعہ تار روک دی گئی تھی جو کمن ہے بلانہ ین بنک کی غفلت کے باعث منیجر کی اطلاع میں اس وقت تک نہ آسکی ہو جب تک کہ چک ادا نہ ہو گئی یہ طے کیا گیا کہ تار ادائی کو رد کرنے میں غیر موثر تھا۔

اس قاعدے کے خلاف نظائر۔ ڈکنسن بنام ڈاڈس[3] کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اگر ایجاب اس بات کا ایجاب ہے کہ جائداد بیچ کی جائے تو اس کا استرداد صرف یہ کرنے سے ہو جاتا ہے کہ جائداد کسی شخص ثالث کو بیچ کر دی جائے اور ایجاب لہٗ کو اطلاع تک نہ دی جائے۔
یہ مقدمہ اس لئے نادر کیا گیا تھا کہ حالات مقدمہ ذیل کے باعث معاہدے کی

---

[1] سنہ ۱۸۹۲ (2 ch. 27.)
[2] سنہ ۱۹۰۸ (I. K. B. 293)
[3] ڈکنسن بنام ڈاڈس (2 ch. D. 463)

تعمیل مختص کرائی جائے۔ ۱۰ر جون ۱۸۷۴ء کو ڈاڈس نے ڈکنسن کو اس مضمون کی تحریری یادداشت دی کہ "میں بذریعۂ ہذا مسٹر جارج ڈکنسن کو اپنے مملوکہ تمام مکانات سکونتی، اراضی باغ۔ اصطبل اور ان کے بیرونی عمارتی حصے جو کروفٹ میں واقع ہیں مبلغ آٹھ سو پونڈ میں بیع کرنے کا معاملہ کرتا ہوں بطور شہادت میں یہ بتاریخ ۱۰ر جون ۱۸۷۴ء (لکھ کر) حوالے کرتا ہوں۔ شرح دستخط جان ڈاڈس۔

۸۰۰ پ نوٹ۔ یہ ایجاب آیندہ جمعے کے نو بجے صبح تک باقی رہے گا۔ ج ڈ

(بارھویں) ۱۲ر جون ۱۸۷۴ء۔ شرح دستخط ج ڈاڈس"

گیارھویں جون کو اس نے تمام جائداد ڈکنسن کو اطلاع دئے بغیر کسی اور شخص کے ہاتھ بیع کردی فی الواقع ڈکنسن کو بیع کی اطلاع دی گئی تھی گو کسی ایسے شخص نے نہیں دی تھی جو ڈاڈس کے زیر حکم کام کرتا ہو۔ اس نے بیع کے بعد مگر ۱۲ تاریخ صبح کے نو بجے سے پہلے اطلاع دی کہ اس نے ایجاب بیع کو قبول کیا اور نالش کی کہ تعمیل مختص کرائی جائے اور کہا کہ معاہدہ ہوچکا تھا۔

عدالت مرتبہ نے طے کیا کہ کوئی معاہدہ موجود نہ تھا۔ جیمس (L.J.) نے بتایا کہ ایجاب کو کھلا رکھنے کا عہد پابندی عاید نہیں کرسکتا۔ اور یہ کہ ایجاب کے پوری طرح قبول ہونے سے قبل ہر فریق پوری طرح آزاد ہے اس نے یہ بھی کہا کہ:۔

> یہ کہا گیا ہے کہ وہ واحد طریقہ جس سے ڈاڈس اس آزادی کا ادعا کرسکتا تھا۔ یہ تھا کہ وہ ڈکنسن سے فی الواقع اور وضاحت کے ساتھ کہتا کہ میں اب اپنے ایجاب کو مسترد کرتا ہوں، یہ سمجھنے کی نہ کوئی سند ہے۔ نہ کوئی اصول کہ ایجاب کے استرداد کو واقع اور صریح ہونا چاہیئے یعنی وہ چیز جسے واپس لے لینا (Retraction) کہتے ہیں معاہدہ ہونے کے لئے یہ ظاہر ہونا چاہیئے کہ فریقین ایک خاص لمحہ میں متحد الخیال رہے ہوں یعنے ایجاب لمحۂ قبول تک جاری رہا ہو۔ اگر ایسا ایجاب جاریہ نہ تھا تو قبول بے اثر ہے۔ بے شبہ یہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص

کسی نہ کسی طرح اس بات کا پابند ہو کہ دوسرے کو
اطلاع دے کہ اس کی رائے ایجاب کے متعلق بدل گئی
ہے۔ مگر اس مقدمے میں ناقابلِ تردید طور پر مدعی جانتا
تھا کہ ڈاڈس اب اس کے ہاتھ جائداد بیع کرنے کے
خیال کو بدل چکا ہے اور یہ علم اتنا ہی واضح اور صاف
تھا کہ گویا ڈاڈس ہی نے اس سے ان الفاظ میں کہا ہو کہ
میں ایجاب واپس لیتا ہوں۔"

جہاں تک اس اقتباس کے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقعۂ ایجاب کا استرداد بلا علم ایجاب لہٗ ہو تو وہ ایجاب لہٗ کے مدت مقررہ کے اندر قبول کر لینے کی صورت میں مفید ہو سکتا ہے۔ مگر یہ یقین کرنا چاہیئے کہ بعد کے فیصلوں نے اسے منسوخ کر دیا اگر فاضل ججوں کی رائے مقدمہ ڈکنسن بنام ڈاڈس میں بہت کچھ گنجائش یہ سمجھنے کی رکھتی ہے کہ انھوں نے ایجاب لہٗ کی واقفیت کے واقعے کو پوری طرح واقعاتی سوال قرار دیا اور مطمئن ہو گئے کہ مقدمۂ زیر بحث میں قبول کے وقت کافی علم تھا کہ ایجاب واپس لے لیا جا چکا ہے۔

مگر کیا ہم یہ قرار دے سکتے ہیں کہ استرداد کے متعلق ایجاب کنندہ کا ارادہ خواہ کسی ذریعے سے ایجاب لہٗ کو معلوم ہو وہ استرداد کی درست اطلاع ہے؟ فرض کرو کہ ایک تاجر کو ایک دور دراز رہنے والے شخص کے پاس سے (بذریعۂ خط) تحویل اسباب کا ایجاب وصول ہوا اور چند روز کے اندر جواب دینے کی مہلت دی گئی تھی۔ اس اثنا میں ایک غیر مجاز شخص اس سے کہتا ہے کہ ایجاب کنندہ نے اسباب فروخت کر دیا یا دوسرے کے لئے عہد کر لیا۔ اسے اب کیا کرنا چاہیئے؟ خبر رساں سچا ہو سکتا ہے اور اسی لئے اگر اس نے ایجاب کو قبول کیا تو قبولیت لایعنی ہو گی۔ اسی طرح ممکن ہے کہ خبر رساں نے محض افواہ پہنچائی ہو یا وہ کوئی مفسد ہو اور اگر ایسی سند پر وہ قبولیت سے باز رہے تو ممکن ہے اچھا معاملہ اس کے ہاتھ سے نکل جائے۔

یہ وہ حقیقی دشواری ہے جو ڈکنسن بنام ڈاڈس نے پیدا کی۔ یہ اس صورت میں تو بالکل سند نہیں جب اس استرداد کو صحیح قرار دیا جائے جس کی اطلاع نہ ہوئی ہو

البتہ ایک غیر ذمہ دارانہ اطلاع استرداد کا اثر ایجاب لہٗ کے حقوق پر کیا ہوگا۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ جواب غالباً یہ ہوگا کہ جس ایجاب کنندہ نے بلا اطلاع ایجاب لہٗ استرداد ایجاب کرلیا ہے۔ اسے یہ بتانا ہوگا کہ ایجاب لہٗ کو ایک قابل اعتماد ذریعے سے اس بات کی اطلاع تھی کہ ایجاب مسترد کرلیا گیا ہے۔ چنانچہ عدالت ہر مقدمے کو اس کے حالات پیش شدہ کے لحاظ سے فیصل کرے گی، اس امر کی کہ ڈکنسن بنام ڈاڈس[1] کا یہی منشا ہے تائید ایک بعد کے مقدمے (Cartwright) بنام (Hoogstoel) سے ہوتی ہے جس کے واقعات بھی قریب قریب یکساں تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ دوسرا مقدمہ ہے جس میں اس مسئلے پر غور کیا گیا۔

اب دو قسم کے قاعدوں پر بحث کرنا ہے جن کا منشا یہ ہے کہ ایجاب و قبول سے اگر قانونی اثرات پیدا کرنا مقصود ہوں تو انھیں محکم اور غیر مشتبہ ہونا چاہیے۔

فصل ہفتم

ایجاب کا منشا اور ساتھ ہی اس میں صلاحیت قانونی رشتہ پیدا کرنے کی ہو۔

اگر ایجاب کو بذریعۂ قبول قابل پابندی بنانا ہو تو ایجاب قانونی نتائج کا خیال رکھ کر کیا جانا چاہیے۔ اثنائے گفتگو میں محض اظہار ارادے سے کوئی قابل پابندی عہد نہیں پیدا ہوتا اگرچہ اس پر وہ فریق عمل بھی کرے جس سے اس کا اظہار کیا گیا تھا۔ ایک قدیم مقدمے[2] میں مدعیٰ علیہ نے اثنائے گفتگو میں مدعی سے کہا کہ وہ اس شخص کو سو پونڈ دے جو اس کی منظوری سے اس کی لڑکی سے شادی کرے۔ مدعی نے مدعیٰ علیہ کی منظوری سے اس کی لڑکی سے شادی کی اور بعد میں بینہ عہد کی بنا پر

[1] (105 L. T. 628)

[2] Weeks بنام Tybald (N y, II.)

نالش دائر کی۔ قرار دیا گیا کوئی معقول بات نہیں کہ مدعیٰ علیہٗ ان عام الفاظ کا پابند ہو جو اس نے خواستگاروں کی ترغیب کے لئے کہے تھے"۔

بعض وقت نوعیت معاملہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کسی قابل پابندی معاہدے کے کرنے کا ارادہ نہیں ہوتا۔ یہی حیثیت تفریح کی قرار دادوں اور ان معاملات کی ہے جن کی نوعیت خود بتاتی ہے کہ ان کو کاروباری معاملات نہیں قرار دیا جا سکتا۔ ہم ہر حالت میں معاہدہ قرار نہ دینے کی یہ وجہ نہیں بیان کر سکتے کہ ان کی رقمی قیمت مقرر نہیں کی جا سکتی۔ کسی ڈنر کی دعوت یا کسی کرکٹ میچ میں شرکت کو قبول کرنا یا کسی شوہر کا اپنی بیوی سے یہ وعدہ کرنا کہ اس کو مصارف خانہ داری کے لئے اتنی رقم ہر ہفتے دیا کرے گا یہ اس طرح کی قرار دادیں ہیں جن میں فریقین اپنے اپنے قول کو پورا کرنے کے لئے مصارف برداشت کر سکتے ہیں اور وعدہ خلافی سے جو نقصان پہنچے وہ بھی تعین ہو سکتا ہے۔ مگر عدالتیں غالباً قرار دیں گی کہ چونکہ فریقین کا ارادہ کوئی قانونی رشتہ پیدا کرنا نہ تھا اس لئے کوئی نالش نہیں ہو سکتی۔

روز اینڈ فرانک بنام کرامپٹن[2] ایک مختلف اور مستثنیٰ قسم کا مقدمہ ہے جس میں ایک کاروباری معاملے کے فریقین نے عمداً یہ قرار دیا کہ ان کا ارادہ قانونی وجوہات میں پڑنے کا بالکل نہیں۔ مدعیٰ علیہم (جو ایک برطانوی صنعتی فرم تھی) چند سال سے مدعیوں سے (جو ایک امریکن فرم تھی) کاروباری معاملات کر رہے تھے۔ ایک دستاویز تیار کی گئی جس میں فی الحقیقت یہ انتظام کیا گیا کہ مدعی امریکا میں، مدعیٰ علیہم کے اسباب کو واحد بیع کرنے والے بن جائے۔ اس میں انصرام کاروبار کے تفصیلی انتظامات درج تھے اور بتایا گیا تھا کہ "اس انتظام کے کرنے یا اس یادداشت کے لکھنے کا منشا باضابطہ یا قانونی معاملہ نہیں ہے اور اس کی بنا پر امریکا یا انگلستان کی عدالتوں میں مقدمہ نہیں دائر کیا جائے گا"۔ ایک جھگڑا پیدا ہوا اور مدعیٰ علیہم نے بلا اطلاع اور خلاف شرائط معاملہ ختم کر دیا اور چند تکمیل طلب فرمائشوں کی سربراہی سے

---

[1] بالفور بنام بالفور ۱۹۱۹ء (2k. B571)
[2] ۱۹۲۵ء (A.C. 445)

انکار کیا۔ اس بنا پر مدعیوں نے ان کے خلاف معاہدہ شکنی اور عدم حوالگی مال کی نالش دائر کی۔ قرار پایا کہ دستاویز قانوناً قابل پابندی نہیں اور یہ کہ مدعیوں کو شرائط شکنی کا ہرجہ پانے کا استحقاق نہیں۔ البتہ اس کے تحت جو فرمائشیں قبول کی گئیں ان سے قابل پابندی معاہدے پیدا ہوں گے۔ اور یہ کہ ان کی حد تک عدم حوالگی پر وہ ہرجے کے مستحق ہیں۔

معاہدے کو وجود میں لانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ فریقین مشترکہ ارادے سے قانونی وجوبات میں پڑنا چاہیں اور اس کی باہمی اطلاع صراحتہً یا معناً دیں۔ ایسا ارادہ عام طور پر اس صورت میں مستنبط ہو جائے گا جب فریقین ایک ایسا معاملہ کریں جو اور سب طرح انعقاد معاہدہ کے متعلقہ قواعد قانونی کے مطابق ہوں۔ نوعیت عہد یا عہود سے اس کی معناً نفی ہوتی ہے۔ جیسا کہ مہمانداری کے ایجاب وقبول کے معاہدے میں یا ایسے معاملے جو خاندانی زندگی سے متعلق ہوں جیسا کہ بالفور بنام بالفور میں ہوا۔ اگر ارادے کی معناً نفی کی جا سکتی ہے تو صراحتہً اس کی بھی نفی ہو سکتی ہے۔ اس دستاویز میں[1] بلحاظ مجموعی میں یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوں کہ فقرۂ زیر بحث سے صاف طور پر فریقین کے اس ارادے کا اظہار ہوتا ہے کہ وہ ان امور کے متعلق جن پر رضامندی لکھی جا رہی ہے ہرگز قانونی وجوبات پیدا کرنا نہیں چاہتے۔ میں نے اس سے قبل ایسے فقرے نہیں دیکھے مگر میری رائے میں یہ ضروری نہیں کہ کاروباری لوگوں کے اس فعل کو بے معنی قرار دیا جائے کہ اپنے کاروباری تعلقات کے متعلق

[1] Atkin, L.J., 2k. B. 293 ۱۹۲۳

باہمی عہود کے ذریعے سے (جو قانونی وجوبات سے
بہت کم درجے کے ہیں) انتظامات کریں اور ذاتی اعتبار
یا جانبین کے مفاد یا دونوں حیثیتوں پر اعتماد کریں"

ایجاب میں قانونی رشتوں کو متاثر کرنے کی صلاحیت ہونی چاہیے فریقین کو چاہیئے کہ اپنا معاہدہ آپ کریں۔ عدالت شرائط غیر معینہ یا مبہم سے کوئی معاہدہ نہیں تصور کرے گی۔ زید نے بکر سے ایک گھوڑا خریدا اور عہد کیا کہ[1] "اگر گھوڑا اسے مبارک ثابت ہوا تو وہ مزید پانچ پونڈ دے گا یا ایک اور گھوڑا خریدے گا" قرار دیا گیا کہ اس قسم کا عہد بہت مذبذب اور مبہم ہے جس پر عدالت غور نہیں کر سکتی۔

زید نے بکر سے اقرار کیا کہ[2] وہ ایک کاروبار سے "جہاں تک قانون اجازت دیتا ہے" پوری طرح علیحدہ ہو جائے گا۔ قرار دیا گیا کہ فریقین اپنے اقرار کی حد مقرر کریں اور یہ کام عدالت پر نہ چھوڑیں کہ وہ ان میں معاملہ کرائے۔

زید نے بکر سے معاہدہ کیا اور عہد کیا کہ[3] "اگر آپ اچھے گاہک ثابت ہوئے تو وہ اس درخواست تجدید معاہدہ پر مناسب غور کرے گا" قرار دیا گیا کہ ان الفاظ میں کوئی ایسی چیز نہیں جس سے قانونی وجوب پیدا ہو۔

زید نے بکر سے تار پر گفت وشنید کی اور غلطی سے الفاظ میں کفایت برتنے کے باعث فریقین میں قیام معاہدہ کے متعلق اختلاف پیدا ہوا[4]۔ یہاں معاہدے پر بھروسہ کرنے والا فریق ہار جائے گا کیونکہ عدالت اس سوال کو نہیں معین کرے گی جسے فریقین کو مشتبہ حالت میں نہیں چھوڑنا چاہئے تھا[5]۔

---

[1] Guthing بنام Lynn (2 B & A d. 232)

[2] ڈیویز بنام ڈیویز (66 ch. D. 54)

[3] Montreal Gas Co. بنام Vasey سنہ ۱۹۰۰ (A.C. 545)

[4] ظیک بنام ویمس سنہ ۱۹ (A.C. 176)

[5] Miles بنام Haselhurst (2 Com. Cas. 83)

فصل ہشتم

قبول قطعی اور شرائط ایجاب کے مطابق ہو

قبول کی ناقص صورتیں۔

اگر معاہدہ کرنا ہے تو ایجاب لہٗ کا ارادہ اس طور پر ظاہر ہونا چاہئے کہ واقعۂ قبول یا شرائط ایجاب و قبول میں تطابق کے متعلق شک و شبہ کی کوئی گنجایش نہ رہے۔

وہ مشکلات جو اس بات کا یقین کرنے میں پیدا ہوں کہ کوئی قبول مکمل ہے یا نہیں، تین قسم کی ہوسکتی ہیں۔ بینہ قبول (۱) انکار یا ایجاب مقابل (Counter-offer) یا مجوزہ معاملے کے متعلق محض اظہار واقعہ ہوسکتا ہے یا (۲) بہ اضافہ یا تبدیلی شرائط قبول ہوسکتا ہے یا (۳) عام نوعیت کا قبول ہوسکتا ہے جس کے شرائط کا بعد میں تعین و تحقیق کیا جائے۔

(۱) مقدمہ (Hyde) بنام (Wrench) میں[1] زید نے بکر کے ہاتھ ایک کھیت ہزار پونڈ میں بیع کرنے کا ایجاب کیا۔ بکر نے کہا کہ وہ (۹۵۰) پونڈ دیگا۔ زید نے انکار کیا تب بکر نے کہا وہ ہزار ہی پونڈ دے گا۔ اور جب زید نے سابقہ ایجاب پر باقی رہنے سے انکار کیا تو بکر نے بینہ معاہدے کی تعمیل مختص کا دعویٰ دائر کیا۔ عدالت نے قرار دیا کہ پانچ سو نوے پونڈ میں خریدنے کا ایجاب جو ہزار پونڈ میں بیچنے کے ایجاب کے جواب میں کیا گیا وہ اصل ایک انکار تھا جس کے ساتھ ایک ایجاب مقابل کیا گیا تھا۔

ایجاب جس سے ایک بار انکار کر دیا جائے ختم ہو جاتا ہے[2]۔ اور قبول نہیں کیا جاسکتا بجز اس کے کہ تجدید عمل میں آئے۔ مگر صرف یہ دریافت کرنا کہ آیا ایجاب کنندہ اپنے شرائط میں ترمیم کرے گا، انکار کے مرادف ہونا ضروری نہیں۔

---

[1] 3 Beav. 334

[2] Slevenson بنام Mc Lean (5Q B.D. 346)

ہاروے بنام فیسی[1] جو پریوی کونسل میں طے ہوا اس میں ایجاب متقابل عمل میں نہیں آیا تھا۔ بلکہ ایک اظہار ثمن تھا جسے ہونے والے قبول کنندہ نے بطور ایجاب پیش کرنا پسند کیا۔ بکر نے زید کو تار دیا کیا آپ ہمیں بمپر ہال پن بیع کریں گے۔ کم ترین نقد نرخ کا تار دیجیئے۔ جواب کے مصارف ادا کئے گئے ہیں۔" زید نے تار پر جواب دیا "کم ترین نرخ بمپر ہال پن نوسو پونڈ ہے۔" بکر نے تار دیا "ہم بمپر ہال پن آپ کے مطلوبہ نوسو پونڈ پر خرید نے کا معاملہ کرتے ہیں۔"

کمیٹی نے بتایا کہ بکر کے پہلے تار میں دو باتیں دریافت کی گئی تھیں۔(۱) کیا زید بیع کرنے پر آمادہ ہے (۲) کم ترین نرخ اور یہ کہ الفاظ "تار دیجئے" صرف دوسرے سوال سے متعلق ہیں۔ قرار دیا گیا کہ معاہدہ نہیں ہوا اور یہ کہ زید کم ترین نرخ جائداد بتاتے ہوئے کوئی ایجاب نہیں کر رہا تھا بلکہ خبر دے رہا تھا اور یہ کہ تیسرا تار بکر کی جانب سے ایجاب تھا۔ بکر کے اسے قبول تعبیر کرنے سے ایجاب کی حیثیت نہیں بدلتی اور یہ کہ یہ ایجاب قبول نہیں کیا گیا۔

ہمیں شبہ ہوسکتا ہے کہ آیا جوڈیشل کمیٹی نے فریقین کے تاروں کو بہت محدود معنوں میں لیا۔ مگر اصول مقدمہ بے شبہ درست ہے یعنی کوئی شخص غیر پیش شدہ ایجاب کو قبول نہیں کر سکتا۔ اسی طرح یہ بھی قرار دیا گیا کہ کوئی شخص اس ایجاب کا پابند نہیں ہے جو ایجاب لہٗ تار بابو کی غلط ترسیل کے باعث متبدلہ صورت میں قبول کرے۔ ڈاک خانہ مجاز نہیں کہ کوئی اور چیز بجز اس پیام کے روانہ کرے جو دیا گیا تھا۔

(۲) قبول ایجاب سے ایسے شرایط پیدا ہو سکتے ہیں جو ایجاب میں نہ تھے ایسے حالات میں کوئی عہد نہیں ہوتا۔ کیونکہ ایجاب لہٗ فی الحقیقت ایجاب قبول کرنے سے انکار کرتا ہے اور اپنا ایک ایجاب متقابل پیش کرتا ہے۔

مقدمۂ جونس بنام ڈانیل[2] میں زید نے ایک جائداد کے لئے جو بکر کی

---

[1] سنہ ۱۹۹۳ اے سی ۵۵۲

[2] سنہ ۱۸۹۳ (2ch. 332)

ملو کہ تھی (۱،۳۵۰) پونڈ کا ایجاب کیا۔ اس ایجاب کو قبول کرتے ہوئے بکر نے خط قبول کے ساتھ ایک معاہدہ منسلک کیا کہ زید اس پر دستخط کرے۔ اس دستاویز میں مختلف شرائط متعلق ادائی پیشگی، تاریخ تکمیل، اور ضروریات حقیت درج تھے حالانکہ ایجاب میں ان کا کوئی ذکر نہ تھا۔ عدالت نے قرار دیا کہ معاہدہ نہیں ہوا۔ اور یہ کہ یہ مناسب ہوگا کہ زید کو شرائط قبول کا اور بکر کو شرائط ایجاب کا پابند قرار دیا جائے۔

مقدمۂ کیننگ بنام فرکوہار[1] بھی گو اصولاً اسی بنیاد پر طے ہوا ہے اگرچہ اتنی وضاحت کے ساتھ نہیں۔ مدعا علیہ کمپنی کے سامنے کیننگ نے زندگی کے بیمے کی تجویز پیش کی جو اسی پریمیہ منظور ہوگئی جو کمپنی کے جواب میں درج تھی صرف شرط یہ تھی کہ "کوئی بیمہ موجود نہ ہوگا جب تک پریمیم ادا نہ ہو"۔ پریمیم کی ادائی اور پالیسی کی ترتیب کے قبل کیننگ کو ایک سخت حادثہ پیش آیا۔ اور اسی بنا پر کمپنی نے پریمیم کے ٹنڈر کو قبول کرنے اور پالیسی جاری کرنے سے انکار کر دیا۔

قرار دیا گیا کہ کمپنی کا تجویز کو قبول کرنا در اصل ایک ایجاب متقابل تھا اور ذمہ داری میں حالات کے بدل جانے سے جو تبدیلی اس ایجاب متقابل اور پریمیم کے ٹنڈر کے ذریعے سے قبول میں پیش آئی اس کے باعث کمپنی کو حق پیدا ہو گیا کہ پالیسی جاری کرنے سے انکار کر دے۔

شرائط موجودہ کا ذکر درست ہے

(۲) جب کسی مقدمے میں ایجاب یا قبول تو عام الفاظ میں ظاہر کیا جائے لیکن ایک ایسے معاہدے کی امید ظاہر کی جائے جس میں فریقین کا ارادہ زیادہ صحت کے ساتھ بیان کیا جائے، تو ان میں یہ دیکھنا چاہئے کہ ایسے معاہدے کے شرائط موجودہ کا فریقین کو علم تھا یا وہ صرف زیر تجویز تھے۔ پہلی صورت میں ایجاب و قبول تمت اور بشمول مفصل شرائط و بیانات کے طے ہو جاتے ہیں۔ دوسری صورت میں قبولیت کی عمومیت انعقاد معاہدہ کی مانع ہوتی ہے۔

[1] 16 Q.B.D.727

زمین خریدنے کا ایک زبانی ایجاب کیا گیا[۱] ایجاب کنندہ سے کہا گیا کہ زمین کو چند مطبوعہ شرائط کے تحت خریدا جاسکتا ہے اور ایجاب جواب تک جاری تھا "ان شرائط اور تفصیلات کے تحت جو نقشے پر درج تھے" قبول کرلیا گیا۔ چونکہ ایجاب میں ان کا لحاظ رکھا گیا تھا اس لئے مکمل معاہدہ منعقد ہوگیا۔

زمین خریدنے کا ایک ایجاب کیا گیا[۲] اور "اگر ایجاب قبول ہو جائے تو پیشگی کی ادائی اور رجسٹرار ہراج میں معاہدے پر دستخط" اسے قبول کرلیا گیا "تحت اس معاہدے کے جس پر رضامندی ظاہر کی گئی تھی" قبول میں صاف الفاظ میں شرائط معاہدہ مندرجۂ ایجاب شامل تھے۔ اور ایک مکمل معاہدہ وقوع میں آگیا۔

شرائط آیندہ کا ذکر جائز نہیں ہے

اس کے برخلاف کسی جائداد کی بیع کا ایجاب "تحت شرائط معاہدہ جو فریقین کے مشیران قانون میں "آیندہ طے ہوں گے" قبول ہو تو معاہدہ نہیں ہوتا[۳] قبول فی الحقیقت اظہار آمادگی معاہدہ سے زیادہ نہ تھا۔

اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے[۴] کہ جب آپ کوئی تجویز یا معاملہ بذریعہ تحریر کریں اور ظاہر کریں کہ نہ تحت معاہدۂ مجوزہ رہے گا تو اس کا مطلب یہی ہوگا جو اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ اس باضابطہ معاہدے کے تحت اور اس کا محتاج ہوگا جو آیندہ تیار کیا جائے گا۔ جہاں یہ بات صاف طور سے نہ بتائی گئی ہو کہ وہ باضابطہ معاہدے کے تابع ہوگا تو یہ تعبیری سوال ہوگا کہ آیا فریقین کا یہ ارادہ تھا کہ شرائط منظور شدہ کو صرف باضابطہ

[۱] Rossiter بنام Miller (3App. Ca. 1124)

[۲] چلی بنام ہاول نرل ۱۸۹۶ء (2Ch. 737)

[۳] نہی سن بنام ماریاٹ (16L.C. 113)

[۴] Winn بنام Bull (7CH. D. 29, 32 Per Jessel, H.R.)

طور سے لکھا جائے یا وہ ایک نئے معاملے کے (جس کے
شرائط کی تفصیل نہیں دی گئی ہے) تابع ہوں گے۔"

شہادتی سوالات بعض مقدمات ہیں جو بادی النظر میں ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ ان میں قبولیت ایجاب میں شبہ یا اختلاف ہے مگر درحقیقت ثابت ہوتا ہے کہ ان میں صرف ایسے سوالات شامل ہیں جن کے متعلق ادخال شہادت یا تعبیر شرائط درست ہے۔

یہ وہ مقدمات ہیں جن میں فریقین میں تحریری معاملہ ہوتا ہے اور اس کے نفاذ میں صرف ایک زبانی شرط یا اقرار کی ضرورت ہوتی ہے۔ (Pym) بنام (Campbell) اور پٹیل بنام ہارنی برک وہ مثالیں ہیں جن میں بظاہر معاہدہ طے ہو گیا تھا مگر ایک زبانی شرط کی تکمیل تک ملتوی رکھے گئے تھے[1]۔ یہ زبانی شرط قانونی شہادت میں جزو معاہدہ تحریری تسلیم کی جاتی ہے۔

سوالات تعبیری اس قسم کے مقدمات میں ایسے بھی ہیں جن میں معاہدہ اس خط و کتابت سے مستنبط کرنا ہوتا ہے جس میں طویل گفت و شنید ہوئی تھی۔ فریقین شرائط پر بحث کرتے ہیں اور معاملے کے قریب یا اس سے دور ہو جاتے ہیں۔ ایجابات کئے جاتے ہیں جن کے جواب میں نئے شرائط پیش ہوتے ہیں آخر کار ایک اختلاف ہوتا ہے اور فریقین میں سے ایک ادعا ہوتا ہے کہ معاہدہ ہو چکا ہے اور دوسرا فریق یہ کہتا ہے کہ معاملات فی الحقیقت زیر بحث تھے طے نہیں ہوئے تھے۔

جہاں اس قسم کی خط و کتابت سے[2] یہ معلوم ہو سکتا ہو کہ وہ اس اثنا میں کسی وقت بھی معینہ ایجاب و قبول کی صورت میں منتج ہو سکتے ہیں تو یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ آیا یہ ایجاب و قبول ایک مکمل معاملے کی حدتک پہنچتے ہیں۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ بحث میں بعض دیگر شرائط بھی ہوں جو فریقین میں طے نہ ہوئے ہوں۔

---

[1] (6E. B. 370{1897}1 ch. 25)

[2] Lever بنام Koffler سنہ ۱۹۰۱ (1Ch. 543)

لیکن جہاں خط و کتابت سے معلوم ہوتا ہے کہ فریقین میں معین شرائط منظور ہو گئے ہیں تو اس صورت میں کوئی بعد کی تجدید گفت و شنید اس طے شدہ معاہدے کو متاثر نہیں کر سکتی بجز دونوں فریقین کی رضامندی کے۔

ایک تحریری ایجاب میں ایک پوری زمین کو جس کا نام فیلڈن تھا کرائے پر دینے یا اس کے ایک جزو کو بیع کرنے کا ذکر تھا اور ہر ایک ایجاب کے شرائط بھی بیان کئے گئے۔ اور قبولیت ان الفاظ میں لکھی گئی کہ "میں میڈان کے متعلق آپ کے ایجاب کو مندرجہ شرائط کے ساتھ قبول کرتا ہوں" اس کے متعلق قرار دیا گیا کہ میڈن کو کرائے پر دینے کے ایجاب کی قبولیت ہے یعنی پوری زمین کو دونوں خطوں نے مل کر معاہدہ مکمل کیا۔

مگر ان مقدمات میں زیادہ تر فریقین کے الفاظ کے معنوں پر مدار رہتا ہے قواعد قانونی پر نہیں۔

فصل نہم

ایجاب شخص معین سے کیا جانا ضروری نہیں لیکن شخص معین کے قبول کے بغیر معاہدہ وجود میں نہیں آتا۔

(*)

ایجاب عام ہو سکتا ہے مگر عہد کے لئے کسی ایک کا قبول ضروری ہے۔	یہ قضیہ ایک مثال کے ذریعے سے زیادہ عمدگی سے سمجھ میں آئے گا۔ بذریعۂ اشتہار تمام پبلک کو مخاطب کر کے چند خاص کاموں کی انجام وہی پر معاوضے کا ایجاب کیا گیا۔ یہ ایجاب اسی وقت معاہدہ بنے گا (اور معاوضہ ادا کرنا ہوگا) جب کہ کوئی فرد انجام وہی خدمات کے ذریعے سے ایجاب کو قبول کرے۔

اس سے پہلے نہیں۔

لہ نیوربنام کافلر (1Ch. 543)

یہ قرار دینا کہ انجام دہی خدمات سے پہلے کوئی معاہداتی وجوب پایا جاتا تھا۔ یہ کہنے کے مرادف ہوگا کہ کوئی شخص غیر متناہی اور غیر متحقق جماعت اشخاص کے حق میں معاہدے کا پابند ہو سکتا ہے۔ یا جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ایک شخص پوری دنیا سے معاہدہ کر سکتا ہے۔ یہ خیال کبھی قانون انگریزی میں قبول نہیں کیا گیا۔ عہد کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ان کثیر اشخاص کے ساتھ نہیں کیا گیا جو ایجاب کو قبول کر سکتے ہیں بلکہ اس شخص یا اشخاص ہی کے ساتھ جس نے اسے قبول کیا ہے۔

معاہدے کی صورت ایسی ہو سکتی ہے جو اتنی سیدھی سادی نہ ہو۔ جب چند شرائط کے تحت کسی دوڑ میں مقابل کرنے والوں کو کسی کمیٹی یا کارندگی کی جانب سے دعوت دی جاتی ہے تو ہر مقابلہ کنندہ جو اپنا نام لکھتا ہے ان لوگوں سے جو مقابلے میں شریک ہوں ایک ایجاب اقرار کہ ان شرائط کی پابندی کی جائے گی جن کے تحت دوڑ ہوگی۔ یہ ایجاب ایک کارندے یا کمیٹی کے ذریعے سے غیر محقق اشخاص سے کرتا ہے جو تحت شرائط (جن کا پابند ہر شریک ہوگا) شریک ہو کر معین ہو جاتے ہیں۔ اسی قسم کا معاہدہ مقدمہ ستانی ٹا (کلارک بنام ڈن ریون) میں کیا گیا تھا۔ وہ اسی قسم کا معاہدہ ایک لاٹری کے مقدمے میں[2] کیا گیا۔ لاٹری میں بھی ایک تعداد شخص ہوتی ہے جس میں سے کوئی فرد دوسرے سے واقف نہیں ہوتا اور ہر فرد ایک مقدار رقم مہتمم قمار خانہ (Slakeholder) کے حوالے کرتا ہے کہ ان میں سے ایک شخص کو ایک واقعے کے (جو اس وقت غیر متحقق ہوتا ہے) وقوع میں آنے پر جملہ رقم دیدی جائے۔

مشکلات

ایسے ایجابات میں مزید عملی مشکلات نظر آتے ہیں:-

(۱) ایجاب میں اس بات کی گنجائش ہو سکتی ہے کہ قبول ایک تعداد اشخاص کی جانب سے عمل میں آئے۔

جب اس ایجاب میں شرط یہ ہو کہ انعام اس شخص کو ملے جو ایک معینہ کام

---

[1] (1895) P.285. (1897) A.C.59.

[2] Pearson بنام (Barclay) (1893) 2ch 154

انجام دیتا ہے تو اشخاص کا کثیر ہونا ایجاب کے جواز پر اثر نہیں ڈالتا کیونکہ وہ کام انجام دے سکتے ہیں اور شرائط کو پورا کر سکتے ہیں۔

لیکن جب انعام کا ایجاب اس غرض سے ہو کہ کوئی خاص اطلاع بہم پہنچائی جائے، تو ایجاب کنندہ ہرگز یہ نہیں نشا رکھتا کہ وہ ایک ہی کام کے لئے متعدد معاوضے دے۔

حقدار کون ہے؟ اسی بنا پر اگر اطلاع مختلف اشخاص نے فراہم اور مہیا کی تو سوال پیدا یہ ہوتا ہے کہ ان میں سے کسی نے ایجاب کو قبول کیا؟

لنکاشتر بنام داش میں[1] طے ہوا کہ جس شخص نے سب سے پہلے اطلاع بہم پہنچائی وہی انعام کا مستحق ہوگا۔

قبول کیا چیز ہے جہاں ایک پولیس کے جوان نے اس بات کے متعلق اطلاع بہم پہنچائی جس کے لئے انعام کا ایجاب ہوا تھا تو سوال ہو سکتا ہے کہ آیا پولیس کے جوان نے کوئی ایسا کام انجام دیا ہے جو اس کے معمولی فرائض کے کام سے زیادہ ہے۔ مقدمۂ انگلینڈ بنام ڈیوڈسن[2] سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں پولیس مین نے صرف اطلاع ہی نہیں دی بلکہ شہادت بھی فراہم کی تھی اور مستحق انعام ٹھیرا۔ نیز یہ کہ پولیس مین جب تک معمولی ادائے فرائض کے ضروریات سے زیادہ کام انجام نہ دے۔ انعام کا دعویدار نہیں ہو سکتا۔

ایجاب اور دعوت معاہدہ میں امتیاز (۲) یہ بات اکثر مشکل ہوتی ہے کہ مندرجۂ ذیل چیزوں میں امتیاز کیا جا سکے:

(ا) اظہار ارادہ جو وجوہات بربنائے معاہدہ نہ پیدا کر سکتے ہیں اور نہ ان سے ایسا مقصود ہوتا ہے۔

(ب) ایجابات جن کو قبول کیا جا سکتا ہے اور اس طرح قابل پابندی عہود ہو جاتے ہیں۔

[1] (4M. & W. 16)
[2] (11A. & E. 856)

بیانات مندرجہ (۲ الف) میں پورے معاملے کا بھی ذکر ہو سکتا ہے۔ اور محض ذیلی جزو معاملہ کا۔ ایک شخص اعلان کرتا ہے کہ وہ بذریعہ ٹنڈر یا ہراج اسباب فروخت کرے گا۔ یا یہ کہ وہ چند معینہ شرائط کے تحت رقم ادا کرنے کو آمادہ ہے۔ یا مثلاً کوئی ریلوے کمپنی مقامات الف و ج میں مسافروں کا حمل ونقل کرنے اور مقام ج و درمیانی مقامات تک خاص خاص اوقات میں پہنچانے کا ایجاب کرتی ہے۔ ایسی صورتوں میں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ آیا بیان ایک ایجاب تھا جسے قبول کیا جا سکتا ہے یا محض ایک دعوت تھی کہ ایجابات پیش کئے جائیں اور کاروبار کیا جائے۔ آیا ریلوے کمپنی اپنے شائع شدہ وقت نامے کے ذریعے سے ایجاب کرتی ہے (جو شرائط معاہدہ حمل ونقل بن جائیں۔) یا وہ صرف غالب امکانات بیان کرتی ہے تاکہ مسافروں کو ٹکٹ خریدنے کی ترغیب ہو۔

مندرجۂ ذیل مقدمات سے امتیاز واضح ہوگا:۔

کسی[1] وظیفۂ تعلیمی کے حصول کے لئے مقابلہ کرنے کی دعوت دینے سے یہ عہد نہیں کر لیا جاتا کہ وظیفہ اس امیدوار کو دیا جائے گا جو اگرچہ سب سے زیادہ نمبر پائے لیکن ممتحن کی رپورٹ میں بتایا جائے کہ اس میں اتنی قابلیت نہیں ہے کہ وظیفہ دیا جائے۔

ایک[2] اعلان دیا گیا کہ اسباب بذریعۂ ٹنڈر بیع کیا جائے گا مگر اس کے ساتھ یہ نہیں کہا گیا کہ سب سے زیادہ بولی لگانے والے کو دیا جائے گا۔ اس کے متعلق قرار دیا گیا کہ "وہ محض ایک کوشش ہے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آیا کوئی اس حد تک پہنچا ہوا ایجاب وصول ہوتا ہے جسے بیع کنندگان منظور کرنے کو آمادہ ہیں"

ایک[3] ہراج والے نے اشتہار دیا کہ کچھ اسباب فلاں تاریخ فروخت کیا جائے گا۔ طے ہوا کہ ہراج والا اسباب کی بیع پر مجبور نہیں۔ نہ وہ ان لوگوں کو

---

[1] Rooke بنام Dawson سنہ ۱۸۹۵ (1ch 480)

[2] اسپنسر بنام ہارڈنگ (C P. 561 L.R. 5)

[3] Spencer بنام Harding (L. R. 5c. P. 561)

ہر جو دینے کا کسی معاہدے کے تحت ذمہ دار ہوگا جو شرکت ہراج کے سلسلے میں کچھ رقم کے زیر بار ہوئے ہوں۔

مدعی علیہ کو اس وقت تک ذمہ دار نہیں قرار دیا جا سکتا
جب تک کہ ہر وہ اعلان جس میں کسی فعل کے کرنے کا ارادہ
ظاہر کیا گیا ہو ان لوگوں کے لئے ایک قابل پابندی
معاہدہ نہ ہو جائے جو اس پر عمل کرتے ہیں اور ہر صورت
میں اشتہار بیع کے بعد ہراج والے کو یہ اطلاع دینے پر
مجبور نہ کیا جائے کہ کون سی اشیاء ہراج سے
اٹھالی گئی ہیں۔

۱۷۸۹ء میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ ہراج میں بولی دینا محض ایک ایجاب ہے۔ اور کسی فریق پر بھی اس وقت تک قابل پابندی نہیں جب تک کہ اسے قبول نہ کر لیا جائے۔ اور یہ کہ بائع کی قبولیت ہتھوڑی گرانے سے معلوم ہوتی ہے۔ اس قاعدے کو ۱۸۹۳ء سے (Sale of Goods act) دفعہ ۵ قانون بیع اشیا کے ذریعے سے قانونی صورت دیدی گئی ہے۔ چنانچہ اب واضح ہے کہ اشتہار ہراج کو ایجاب و بیع اشیا مشتہرہ نہیں کیا جا سکتا بلکہ وہ معاہدے کی محض دعوت ہے۔ اور یہ کہ بیع اشیا کا کوئی معاہدہ وجود میں نہیں آتا جب تک کوئی بولی قبول نہ کر لی جائے۔

تاہم یہ کہنے کی کچھ سند ضرور ہے کہ جب کسی "قطعی" ہراج کا اشتہار دیا جائے اور ہراج والا سب سے زیادہ جائز بولی دینے والے کو قبول کرنے سے انکار کرے تو وہ ایسے بولی دینے والے سے خلاف معاہدہ کام کرنے کا ذمہ دار ہو سکتا ہے۔ مقدمہ (Warlow) بنام ہیارسن[۲] میں مدعی علیہ (ایک ہراج والے) نے اعلان کیا تھا کہ "ایک کمیت گھوڑی جس کا نام جانیٹ پرائڈ ہے بلا قید ہراج میں بیع کی جائے گی

[۱] (Payne) بنام (3T.R. 148 Cave)

[۲] 1 E.OE. 245

مالک کا نام نہیں بتایا گیا تھا۔ مدعی نے ہراج میں شرکت کی اور ساٹھ گنی کی بولی دی۔ مالک نے اس پر اکسٹھ گنی کہی اور مدعی علیہ نے وہ گھوڑی اس کے نام چھوڑ دی۔ وارلو نے دعویٰ کیا کہ سب سے زیادہ جائز بولی اسی کی ہے۔

عدالت اکسچکر چیمبر نے ان واقعات پر خیال کیا کہ اگر ان کے پاس مناسب طور پر پلیڈنگ ہوتی تو مدعی کامیاب ہو جاتا۔ فیصلہ یہ کیا گیا کہ اسے ڈکلیریشن میں ترمیم کی اجازت دی گئی تاکہ نئے سر سے تجویز ہو۔ تین ججوں (Byles, J. Martin اور Watson, B) نے اس مقدمے کو اس شخص پر قیاس کیا جو کسی انعام کے ایجاب میں اپنی جائداد کھوتا ہے۔ اور خیال کیا کہ مدعی علیہ ذمہ دار ہے بتحت اس معاہدے کے کہ قطعی ہراج ہوگا۔ بقیہ دو ججوں (Wills, J. اور Bramwell, B.) نے اپنا فیصلہ اس بنیاد پر کرنا پسند کیا کہ "مدعی علیہ نے اقرار کیا تھا کہ وہ بلا قید ہراج کا اختیار رکھتا ہے لیکن شہادت دی گئی کہ اسے ایسا اختیار نہ تھا" بظاہر ان دونوں ججوں نے خیال کیا کہ نظریہ "وارنٹی آف اتھاریٹی" (کا جس پر آیندہ تفصیل سے بحث ہوگی) اس مقدمے پر اطلاق ہوتا ہے۔ اس فیصلے پر کورٹ آف کوئینس بنچ نے مقدمہ مین پر اُس بنام ڈیسٹلے میں[1] تنقید کی اس مقدمے میں اگر اور واقعات مقدمہ وارلو بنام ہیرس کے ساتھ یکسانی رکھتے تھے لیکن اس میں مالک اسباب کا نام ظاہر کر دیا گیا تھا۔ اور عدالت نے قرار دیا کہ نالش اصل کے خلاف ہونی چاہیے ہراج والے کے نہیں۔ اس مقدمے کی تائید کرنس ہارڈی ال جے کے ایک جدید تر فیصلے[2] سے بھی ہوتی ہے۔

مقدمہ (Smoke Ball) میں اس بات کی مثال ملتی ہے کہ ایک عام ایجاب کی قبولیت سے معاہدہ ہوا۔ اور یہ قبولیت تعمیل شرائط کے ذریعے سے ظاہر کی گئی کاربالک اسموک بال کمپنی نے بذریعہ اشتہار ایک سو پونڈ کے انعام کا اعلان

---

[1] 6 B. & S. 420

[2] میک مانس بنام فارٹس گیویٹ ۱۹۰۰ء (2 K.B. Page 6)

اس شخص کے لئے کیا جو ہدایات مطبوعہ کے مطابق صابن کو روزانہ تین بار دو ہفتے تک استعمال کرنے کے باوجود وبائے انفلوئنزا و کے زکام کا یا کسی دوسرے مرض کا جو نزلہ سے پیدا ہوتا ہو شکار ہو" یہ بھی بتایا گیا کہ ایک ہزار پونڈ الائنس بنک میں امانت رکھے گئے ہیں" تاکہ اس معاملے میں ہماری نیک نیتی ظاہر ہو"

مسز کارلل نے اسموک بال کے حسب ہدایات استعمال کیا۔ مگر جب پھر اس پر انفلوئنزا کا حملہ ہوا تو اس نے کمپنی پر انعام کا دعویٰ کیا۔ کمپنی ذمہ دار قرار دی گئی۔ اس بات پر زور دیا گیا کہ ایک اطلاع قبولیت کمپنی کو دینی چاہیئے تھی۔ عدالت نے قرار دیا کہ یہ اس قسم کے مقدمات میں سے جن میں (مثل اس صورت کہ جب جائداد مفقود کی بازیافت کے متعلق بہم رسانی اطلاع پر انعام کا اعلان کیا جاتا ہے) اس بات کی ضرورت نہیں کہ تعمیل شرائط کے سوا کسی اور طرح قبولیت کی جائے۔ یہ بھی استدلال کیا گیا کہ مبینہ ایجاب ایک خالی خولی اشتہار تھا جسے کوئی عقلمند شخص سچ نہیں سمجھ سکتا۔ مگر اس اعلان سے کہ ایک ہزار پونڈ مطالبات کے ایفا کے لئے امانت رکھے گئے ہیں یہ سمجھا گیا کہ ایجاب کے سچے ہونے کی شہادت درست ہو گی۔

کسی کتب فروش کی فہرست کتب جس میں ہر کتاب کے مقابل قیمتیں درج ہوں۔ کثیر ایجابات پر مشتمل ہو سکتی ہے لیکن اگر کتب فروش کے پاس ایک ہی ڈاک سے پانچ یا چھے خط ایک خاص کتاب کی قیمت معلنہ پر خریداری کے لئے آئیں تو وہ کس کے حق میں پابند ہو گا؟ کیا اس شخص کے لئے جس نے سب سے پہلے خط قبول تحریر کیا؟ یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے؟ لہذا فہرست کتب صاف طور سے دعوتِ کاروبار ہے ایجاب نہیں۔

ان تمام صورتوں میں ایک ہی سوال مختلف صورتوں میں پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ ایجاب ہے؟ اور کسی ایجاب کے وجود کے لئے الفاظ مستعملہ کو خواہ وہ کتنے ہی عام ہوں ایسا ہونا چاہئے کہ ان کا معینہ اشخاص پر اطلاق ہو سکے۔ اور اس کو دیگر بیانات ارادہ اور دعوت ہائے معاملات کاروباری اور اشتہار بازی سے (جو قانونی رشتہ پیدا کرنے کے لئے نہیں ہوتے) ممتاز ہونا چاہئے۔

---

[1] گرینجر بنام گف ۱۸۹۶ء (A. C. 325,334)

باب چہارم

ضابطہ اور بدل

تاریخی مقدمہ

ایجاب و قبول سے فریقین متحد ہو جاتے ہیں اور ایک ایسی چیز پیدا ہو جاتی ہے جو معاہدے کا روپ رکھتی ہے۔ لیکن اکثر نظام ہائے قانون میں فریقین کے ارادے کی کچھ اور شہادت ضروری ہوتی ہے جس کے بغیر وجوب کو تسلیم کرنے سے انکار کیا جاتا ہے۔ قانون انگریزی میں یہ شہادت ضابطے اور بدل کی صورت میں فراہم کی جاتی ہے بعض وقت ایک کی بعض وقت دوسرے اور بعض وقت دونوں کے موجود ہونے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ معاہدے کو قابل نفاذ بنایا جاسکے ضابطے سے ہماری مراد وہ خاص اہتمام ہے جو اظہار معاملہ کے ساتھ وابستہ ہو اور جو کہ معاہدے میں اثرات مطلوبہ پیدا کرتا ہے۔ بدل سے مراد وہ نفع ہے جو معاہد کو معاہدلہٗ کے فعل یا ترک فعل یا عہد سے حاصل ہو۔

تاریخ

انگریزی اور رومی دونوں قانون میں نظام قانون کی ابتدائی منزل میں ضابطے کو معاہدے میں سب سے اہم جز تصور کیا جاتا تھا۔ عدالتوں کی نظر میں کسی معاملے کی رسمی چیزیں ہی فریقین کے ارادے کی سب سے بیّن اور قطعی شہادت پیش کرتی تھیں۔ بدل کا تصور اگر مفقود نہ بھی ہو تو بہر حال اس کی ترقی ناقص تھی۔ یہاں عہد عتیق سے بحث کی گنجائش نہیں خواہ وہ کتنا ہی دلچسپ ہو۔ اتنا ہم کہہ سکتے ہیں کہ قانون انگریزی بھی معاہدے کے دو ممتاز تصورات سے شروع ہوتا ہے جیسا کہ رومن قانون بھی غالباً ہوا تھا۔ پہلے یہ کہ عہد قابل پابندی ہے اگر وہ ایک خاص قسم کے ضابطے میں کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ کسی خاص قسم کے فائدے کے قبول کرنے سے ان کا معاوضہ دینے کی ذمہ داری پیدا ہوتی ہے۔ رومی معاہدات کی تاریخ تاریک اور مبہم ہے سر ہنری مین کا نظریہ یہ ہے کہ وہ انتقال جائداد سے اسی مناسبت سے ترقی کرتا گیا جتنی اخلاق نے ترقی کی۔ مگر یہ نظریہ عرصے سے ترک کر دیا گیا ہے۔ لیکن ہم مختلف اقسام ضوابط میں دو تصورات کارفرما پاتے ہیں۔ اس معاملے کا قابل پابندی ہونا جب اقرار صالح کا جامہ پہنایا جائے۔ اور جائدادی حقوق کی ترتیب جدید جہاں کہ رقم یا اسباب صرف یا استعمال کے لئے مستعار دئیے جائیں۔ انگریزی قانون میں ہم دیکھتے ہیں کہ تیرھویں صدی عیسوی کے اختتام سے پہلے وہاں بھی دو ذمہ داریاں تھیں جو مذکورۂ بالا ذمہ داریوں کے مماثل ہیں۔ ایک باضابطہ (Formal) یعنی معاہدۂ مہری جس کی نوعیت عطیۂ موجودہ (Present grant) کی سی سمجھی جاتی تھی۔ اور ایک بے ضابطہ (Informal) جو بیع و حوالگی اشیاء یا قرضۂ رقمی سے پیدا ہوتی تھی ان میں بدل ایک جانب سے ہوتا تھا اور فعل دین میں ذمہ داری کا اظہار کیا جاتا تھا اس کے علاوہ کسی بے ضابط (Informal promise) عہد کی اس بنا پر تعمیل جبری کہ معاہدلہ کے کسی فعل یا ترک فعل سے معاہد کو کوئی استفادہ ہوتا یا ہونے والا تھا پندرھویں صدی کے وسط یا اختتام سے پہلے تسلیم ہوتا نظر نہیں آتا۔

قانون انگریزی کا باضابطہ معاہدہ (Formal contract) معاہدۂ مہری تھا۔

صرف اسی طریقے کو برتنے سے عہد بہ حیثیت عہد قابل پابندی ہو سکتا تھا۔ اس کے بعد نظریۂ بدل وسیع ہونا شروع ہوا۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ صرف (form) ہی کی بنا پر عدالتیں معاہدے کی تائید کرتی تھیں۔ فریقین کا متحد الارادہ ہونا اس کے اظہار کے رسمیات میں سے الگ نہیں ہوا تھا۔ عدالتیں اس معاملے میں فریقین کے ارادے کو معلوم کرنے کی پروا نہیں کرتی تھیں جب ان کا معاملہ صورت صالح (Solemn form) میں نہ ہوتا تھا جسے کہ عدالتیں غیر معمولی قانونی اہمیت دیتی تھیں۔ نہ اس کے برخلاف ہی اگر ضابطہ موجود ہوتا تو وہ کسی مزید شہادتِ ارادہ کا مطالبہ کرتیں یا اس کے ادخال کی اجازت دیتیں۔

غالباً چانسری عدالت ہی کا اثر تھا کہ بعد میں عدالت ہائے قانون غیر موضوعہ نے فریقین کے ارادے کا لحاظ رکھنا شروع کیا۔ فارم کی اہمیت کا خیال عجیب تبدیلی پاتا ہے۔ جب کوئی معاہدہ عدالت کے سامنے آتا تو اس بات کی شہادت کا مطالبہ ہوتا کہ اس سے فریقین کے ارادہ صحیح کا اظہار ہوتا تھا؟ یہ شہادت یا تو معاہدۂ مہری کی صالحیت میں ملتا یا بدل کی موجودگی میں یعنی معاہدہ کو اس کے عہد کے عوض میں کچھ استفادہ یا معاہد لہ کو کچھ نقصان ہو۔ رفتہ رفتہ بدل کو معاہدے کا اہم عنصر قرار دیا جاتا اور پھر دستاویز صالح ہونے سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ اس سے قابل پابندی معاہدہ وقوع میں آتا ہے۔ کیونکہ اس میں "بدل پایا جاتا ہے"۔ اگرچہ فی الحقیقت وہاں بدل کا کوئی سوال نہیں ہوتا۔ صرف ضابطے ہی سے قانونی نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

ہمیں بے ضابطہ معاہدے سے بحث کرنی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا ابتدائً قانون انگریزی جن معاہدات کو تسلیم کرتا تھا وہ صرف باضابطہ معاہدات مہری (فارمل انڈر سیل) تھے۔ اور بے ضابطہ معاہدات جن میں وہ چیز ہوتی تھی جسے اب بدل کہا جاتا ہے ان کی تعمیل فقط ایک فریق پر ہوتی تھی۔ پھر زمانہ حال کا یہ وسیع نظریہ کس طرح وقوع میں آیا کہ ہر وہ معاہدہ جو بدل پر مبنی ہو معاہد پر پابندی عائد کرتا ہے! اس سوال سے دو اور سوال پیدا ہوتے ہیں تعمیل طلب بلا ضابطہ معاہدات قابل ارجاع نالش قسم اربی

کس طرح پائے؟ کس طرح بدل ان کے قابل نالش ہونے کا ہمہ گیر معیار بن گیا؟

پہلے سوال کا جواب دینے کے لئے ان چارہ ہائے کار کو دیکھنا چاہیے جو قدیم انگریزی تاریخ میں عہد شکنی کی (خواہ وہ صریح ہو یا معنوی) شکایت کرنے والوں کے لئے کھلے ہوئے تھے۔ تیرھویں اور چودھویں صدی عیسوی میں اس قسم کی نالشیں صرف نالش ہائے معاہدۂ مہری (Covenant) دَین اور غصب[1] (Detinue) تک محدود تھیں۔ کاوینٹ کی نالش میں معاہدات مہری کی عہد شکنی داخل ہوتی تھی۔ نالش قرضہ میں مطالبات مشخصہ ہوتے تھے جو یا تو معاہدۂ مہر کی خلاف ورزی سے پیدا ہوتی یا ایسی رقم معین کی عدم ادائی سے جو اسباب مہیا کردہ یا عمل یا قرض کے باعث قابل ادا ہوئی تھی۔ نالش غصب (Detinue) ان خاص اشیا کی بازیافت کے لئے ہوتی جو مدعیٰ علیہ نے مدعی کے روک رکھے تھے۔ معاہدات پر مبنی شدہ چارہ ہائے کار صرف یہی تھے۔ ایک تکمیل طلب (executory) معاملہ اسی بنا پر مہر شدہ ہونے تک بلا کسی چارہ کار کے ہوتا تھا۔

اس لئے جو چارۂ کار وضع کیا گیا وہ اس بات کی ایک عجیب مثال ہے کہ کس طرح عملی سہولت فنی قواعد کو توڑ موڑ کر نظر انداز کر سکتی ہے۔ تکمیل طلب معاہدے کی خلاف ورزی سے ابھی حال حال تک معاملے میں مداخلت بے جا ہی پیدا ہوتی سمجھی جاتی تھی۔

یہ نالش مداخلت بے جا کی ترقی تھی۔ مداخلت بے جا ان مضرتوں کے لئے تھی جو راست ضرر رسانی سے پیدا ہوتی ہیں۔ معاملے میں مداخلت بے جا کی

---

[1] Detinue پر تیرھویں صدی ہی سے بحث رہی ہے کہ آیا وہ معاہدے پر مبنی ہے یا فعل ناجائز (تعدی) پر (دیکھو پالک اینڈ میٹ لینڈ کی ہسٹری آف انگلش لا اشاعت دوم باب دوم صفحہ ۱۸۰) جزو ہمارے عہد میں نالش غصب کو نالش ٹارٹ (تعدی) کے تحت فیصل کیا جاتا ہے۔ غصب فی الحقیقت تحویل امانتی پر مبنی ہے مگر معاہدۂ تحویل امانتی سے عام فرائض قانونی عائد کرتا ہے جس کی خلاف ورزی (جیسا کہ ہونا چاہیے) فعل ناجائز سمجھی جائے گی۔ جینکنس بنام کافس منٹرز بنام ہشالبرن میں اسکا وضاحت سے ذکر کیا ہے دیکھو ۱۸۹۶ء 1 Q. B. 59

نالش ایک فعل ناجائز کے نتائج کے لئے تھی اور ایک وسیع اور لچکدار نوعیت کے معاملات کا چارۂ کار ثابت ہوئی۔

یہ امر قابل توجہ ہے کہ یہ نالش کس طرح معاہدات سے متعلق ہونے لگی۔ وہ اصل میں بدعملی (Malfea sance) یعنی ایسا فعل کے کرنے کے متعلق تھی جو ابتدائی سے ناجائز ہو۔ پھر وہ بے جا استعمال اقتدار (Misfeasance) یعنی ایسے نامناسب طرز عمل کے متعلق تھی۔ جو اور طور پر ناجائز نہ تھا۔ اور اس صورت میں ایسے عہود سے متعلق تھی جو جزوۃً تعمیل شدہ تھے پھر ان کو ترک کر دیا گیا یا غافلانہ تعمیل سے معاہد لہٗ کا نقصان کیا گیا آخر میں عدالتوں کی تھوڑی بہت مخالفت کے باوجود اسے صرف عدم تعمیل (Non feasance یا ترک واجب سے متعلق کیا جانے لگا اس آخری صورت کو تکمیل طلب معاہدات[1] پر منطبق کیا جانے لگا اس اطلاق کی سب سے پہلی کوشش ہنری چہارم کے عہد میں ہونی بیان کی جاتی ہے۔ چنانچہ ایک بڑھئی پر عدم تعمیل (زبانی ذمہ) کی نالش کی گئی کیونکہ اس نے اقرار کیا تھا (quare assumpsisset) کہ ایک گھر تعمیر کرے گا مگر اس میں وہ قاصر رہا۔ ججوں نے اس مقدمے میں قرار دیا کہ اگر کوئی نالش ہو بھی تو وہ معاہدۂ مہری (کاوینٹ) پر ہونی چاہئے اور یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ عہد مہری (انڈر سیل) تھا۔

اس کی توسیع کے اسباب۔ مگر رفتہ رفتہ کامن لا کی عدالتوں نے اپنے نقطۂ نظر کو بدل دیا۔ کچھ تو اپنے اقتدار سماعت کو توسیع دینے کی خواہش سے اور کچھ اس خوف سے کہ کہیں چانسری کی عدالتیں (جو انتقال جائداد ارضی میں نظریہ بدل کا اطلاق کرنے لگی تھیں) کہیں اپنے اقتدار سماعت کو معاہدات تک نہ بڑھالیں۔ سولھویں صدی عیسوی کے شروع میں یہ تصفیہ ہو گیا کہ

[1] پالک اشاعت بارہم صفحہ ۱۵۰

معاملے میں مداخلت بے جا کی شکل جسے اب تک نالش اسمپسٹ (Assumpsit) کہتے تھے، عدم تعمیل معاہدہ تکمیل طلب سے متعلق سمجھی جائے۔ اس تحریری شکل کے باعث جس کے ذریعے سے یہ نالش شروع ہوتی تھی عہد شکنی کی یہ مخصوص صورت باقی رہی تاآں کہ حالیہ قوانین نے ضابطے کو سہل کر دیا۔

قانون کو سہل بنانے کے نتائج۔

یہ یقینی نہیں معلوم ہوتا کہ معاہدہ تکمیل طلب کے چارۂ کار کے حصول میں دقت ہی کے باعث قانون کو اس کی موجودہ صورت میں وسیع اور سہل کیا گیا۔ اگر خصوصی نالشات بر بنائے معاہدہ کو اتنی ترقی دی جاتی کہ غیر تحریری عہود کو قانونی اثر دیا جا سکتا تو وہ صرف ایک خاص قسم کے عہود سے متعلق ہو سکتے تھے۔ یعنی ان معاہدات سے جو قانون روما کے (Consensual contracts) سے مشابہ ہیں اور جن کے غیر تحریری ہونے کی اجازت تھی۔ اور انہیں کی عدالتیں حفاظت کرتیں اور قرار دیتیں کہ وہ اس قاعدے سے مستثنےٰ ہیں کہ فارم یا تکمیل شدہ بدل کسی عہد کی تائید کے لئے ضروری ہے۔

مگر یہ تصور کہ عہد شکنی بھی فعل ناجائز کی ہم جنس ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ اس کا چارۂ کار وہی عنوان تھا جو اصل میں افعال ناجائز (تعدیات) سے متعلق تھا۔ اس سے بعض خاص نتائج نکلے۔ بنائے نالش عدم تعمیل اقرار تھی۔ نہ کہ کسی خاص قسم کے معاہدے کی خلاف ورزی۔ اسی بنا پر اس کا ہمہ گیر اطلاق ہو سکتا تھا۔ اسی طرح تمام عہود قابل پابندی ہو جاتے اور قانون انگریزی ان مصطلحات سے محفوظ ہو جاتا جو اقسام معاہدات کی تصریح سے پیدا ہوتی ضروری ہے۔ جہاں تمام عہود قابل نالش ہو جائیں تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ ایک ہمہ گیر معیار صلاحیت نالش کا ضروری ہوتا۔ اور یہ معیار نظریۂ بدل سے فراہم ہوا۔

بدل بحیثیت معیار صلاحیت نالش

یہ کہنا مشکل ہے کہ کس بدل کو یہ حیثیت حاصل ہوئی کہ وہ تمام غیر تحریری عہود کے جواز کی بنیاد بنے۔ غالباً وہ معاوضہ (quid pro quo) جس کی بنیاد پر نالش دین کی جانے لگی اور معاہدہ کا وہ نقصان جس پر "نالش غدرت بر بنائے مداخلت بے جا بر معاملہ" (of assumpsit) (delictual action) مبنی تھا یہ دونوں ایک زیادہ عام تصور بدل میں جسے چانسری

ترقی دے رہی تھی ضم ہو گئے۔

کیونکہ چانسلر عادةً یہ دریافت کرتا تھا کہ ضابطے کے ماسوا فریقین کا ارادہ کیا تھا بلکہ بعض وقت فارم کی غیر موجودگی میں ایسا کرتا جب کہ قواعد قانون غیر موضوعہ کے تحت ارادے کا ظاہر کیا جانا ضروری ہوتا ہے اور وہ لوگوں کے افعال یا عہود کے معنوں کی شہادت حاصل کرتا جس سے عملی نتائج ان لوگوں کے حق میں نکلتے۔ چنانچہ اسی بنا پر چانسری کورٹ میں قانون حقوق استفادہ (Uses) سے پہلے معاہدات قیام کو قانونی ملکیت دی گئی اور معاملات اور بیع اراضی کی تعمیل کرائی جانے لگی۔ اور جو نظریہ کسی زمانے میں معاہدات سادہ (Simple contracts) سے متعلق ہوتا تھا اب اس میں بڑی عملی آسانی اور سہولت محسوس کی گئی۔ جب کوئی عہد عدالت کے سامنے آتا تو وہ اس کے سوا کچھ دریافت نہ کرتے کہ "کیا فریق اس غرض سے عہد کر رہا تھا کہ معاہد لہٗ سے کوئی چیز پائے، یا معاہد لہٗ کو اس عہد کے معاوضے میں کوئی نقصان برداشت کرنا پڑ رہا تھا؟" اگر ایسا ہوتا تو معاوضۂ عہد (quid pro quo) موجود سمجھا جاتا اور اس کی خلاف ورزی پر نالش کی جا سکتی۔[1]

اس نظریے کی تدریجی ترقی۔ غیر مہری معاہدات میں بدل کی عام ضرورت کا نظریہ اس خاموشی سے ترقی کر رہا تھا اور اس کے وسیع اور سادہ اطلاق کے متعلق کوئی صریح سند ایسی مفقود تھی کہ لارڈ مینس فیلڈ نے ۱۷۶۵ء میں سوال اٹھایا کہ آیا تجارتی معاہدات میں جو تحریری ہوں اس بات کی ضرورت ہے کہ عہد کی تائید کے لئے ان میں بدل پایا جائے۔

[1] مذکورہ بالا تاریخی تبصرے کی تائید میں اسناد کا حوالہ دینا تفصیلات میں پڑنے کا موجب بنے گا حالانکہ اس کا منشا اختصار کے ساتھ سب کچھ لکھنا ہے۔ طالب علم کو پالک اور میٹ لینڈ کی کتاب ہسٹری آف انگلش لا (اشاعت دوم جلد دوم صفحہ ۱۸۴ تا ۲۲۲) میں باب معاہدہ (Contract) کا مطالعہ کرنا چاہیے یا ہولڈز ورتھ کی ہسٹری آف انگلش لا جلد سوم باب سوم کا مطالعہ مفید ہو سکتا ہے۔

مقدمہ (Pillan) بنام (Van Mierop)[1] میں اس نے قرار دیا کہ بدل صرف شہادتِ ارادہ کے طور پر ضروری ہے اور جہاں کہیں اس قسم کی شہادت کسی اور طرح یقینی طور پر فراہم کردی جائے تو بدل کا نہ پایا جانا کہ زبانی عہد (Parol Promise) کے جواز پر اثر انداز نہ ہوگا۔ اس نظریئے کی پرزور تردید اس کے بعد ہی دارالامرا میں مقدمہ (Rann) بنام (Hughes)[2] میں ججوں نے کی۔ موجودہ معقول اور مکمل انگریزی قانون معاہدہ ہمیں یہ خیال کرنے کا موقع دیتا ہے کہ اس کے قاعدے ناگزیر ہیں اور ہر زمانے میں پائے گئے ہوں گے اس قسم کے خیالات کی اصلاح لارڈ مینس فیلڈ کے خیالات سے (۱۷۶۵ء کے) مفید طور پر ہوسکتی ہے۔

اقسام معاہدات

باضابطہ (فارمل) اور سادہ۔ قانون انگریزی میں صرف دو قسم کے معاہدے تسلیم کئے گئے ہیں۔ باضابطہ اور سادہ (Simple) یعنی دستاویزیا معاہدۂ مہری اور وہ معاہدات جن کے جواز کے لئے بدل کی ضرورت ہے۔

مجلس قانون ساز نے البتہ ان سادہ معاہدوں میں سے بعض پر کسی نہ کسی قسم کے ضابطے کی ضرورت لازم کردی ہے یہ ضابطہ یا تو ان کا شرط وجود ہوتا ہے یا ذریعۂ ثبوت یہ دستاویزات اور سادہ معاہدات کی بین بین صورت ہے۔ دستاویز کو اس کی باضابط صورت ہی قانونی اثر عطا کرتی ہے۔ سادہ معاہدات، بدل پر مبنی ہوتے ہیں اور کسی سرکاری قانونی ضابطے کی احتیاج سے آزاد ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک اور قسمِ وجوب کو قانون معاہدہ میں داخل کیا گیا ہے

[1] (3 Burr. 1663

[2] (T. R. 350

ان کو معاہدات ریکارڈ کہا جاتا ہے۔ اگر ان وجوبات میں معاہدے کے مخصوص خصوصیات نہیں پائے جاتے، مگر ان کا جواز ثابت کرنے کے لئے یہاں ان پر بحث کرنا ضروری ہے۔

باضابطہ (فارمل) اور سادہ معاہدات کی مزید تقسیم کی جاسکتی ہے جو یہ ہے:

(الف) باضابطہ

(۱) معاہدات رکارڈ } یعنی ان کے جواز کے لئے فارم پر تحریر ہونا ضروری ہے

(۲) معاہدات مہری

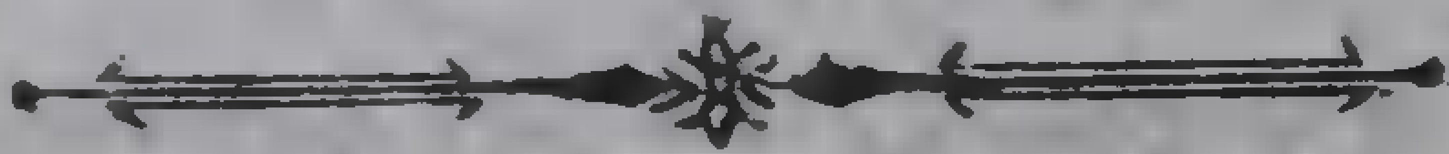
(ب) سادہ

(۳) مہری دستاویز کے علاوہ دیگر قسم کا ضابطہ جن میں قانوناً ضروری ہے۔ } یعنی ان کے جواز کے لئے بدل کی موجودگی ضروری ہے

(۴) معاہدات جن کے لئے کسی فارم کی ضرورت نہیں۔

یہ بہتر ہوگا کہ پہلے ان معاہدات سے بحث کی جائے جو اصولاً باضابطہ ہیں۔ پھر وہ ضابطے جو بعض معاہدات سادہ پر بھی عائد کئے گئے ہیں پھر بدل جس کی تمام سادہ معاہدات کی عام طور پر ضرورت ہے۔

باضابطہ معاہدات



فصل اول معاہدات اندراج (رکارڈ)

جن وجوبات کو معاہدات اندراج رکارڈ کہا جاتا ہے وہ فیصلے (Judge-ment) عدالتی اقرارات (Recognizance) ہیں[1]۔

[1] (Statutes merchant) اور (Staple) اور عدالت میں کئے ہوئے اقرارات شاہ چوسٹ اسٹیپل کی صورت میں اگرچہ معاہدات رکارڈ ہیں مگر عرصے سے غیر مروج۔ ایک زمانے میں وہ اہمیت رکھتے تھے کیونکہ ان میں قرض کو تسلیم کیا جاتا تھا اگر یہ تسلیم مناسب طریقے سے ہوتی تھی اس سے وہ ان کی اراضی پر ذمہ داری عائد کرتی۔

فیصلے

پہلے فیصلوں کے متعلق۔ عدالت ہائے اندراج (رکارڈ) کی کارروائیاں کھال یا جھلی پر لکھی جایا کرتی ہیں۔ اور ان پر نالش کے فیصلے کا داخلہ لے لیا جاتا ہے جب وہ آخری فیصلہ ہو۔ جس میں مقدمہ بازوں میں سے کسی ایک کو کچھ رقم دلائی جائے، خواہ بطور ہرجہ خواہ بطور خرچہ، تو اس سے فریق ثانی پر وجوب عائد ہوتا ہے کہ وہ رقم ادا کرے۔ اس قسم کا وجوب یا تو کسی نالش کا آخری نتیجہ ہوگا جب کہ عدالت فیصلہ سنادے، یا فریقین اس بات پر آمادہ ہوں گے کہ فیصلے کے واسطے ان میں سے کسی ایک کے حق میں لے لیا جائے۔ یہ مقدمہ بازی سے پہلے بھی ہو سکتا ہے اس کے دوران میں بھی۔ اور یہ ایک باضابطہ قسم کے معاہدے کے ذریعے سے کیا جاتا ہے۔ ایک مختارنامہ (Warrant of attorney) (وارنٹ آف اٹارنی) کے ذریعے سے ایک فریق دوسرے فریق کو اختیار دیتا تھا کہ شرائط طے شدہ کے تحت فیصلے کا داخلہ کرائے۔ ایک 'تسلیم حقیت' (Cognovit actionem) کے ذریعے سے ایک فریق دوسرے کے حق کو امر نزاعی کے متعلق تسلیم کرتا تھا اور اس سے بھی اس قسم کا اقتدار حاصل ہوتا تھا۔ قانون دائنان (Debtors Act) سنہ ۱۸۶۹ء سے عملاً دونوں کی جگہ تحت رضامندی، جج کے فیصلے نے لے لی ہے جس سے مدعی کو فوراً یا کسی آیندہ موقع پر مجاز کیا جاتا ہے کہ فیصلے کا داخلہ کرائے یا حکم تعمیل (Execution) جاری کرائے[1]۔ اس قسم کے وجوب کی خصوصیتیں یہ ہیں:-

(۱) اس کے شرائط کے لحاظ سے کوئی نزاع باقی نہیں رہتی بلکہ رکارڈ دیکھنے سے قطعی ثبوت مل جاتا ہے۔

(۲) جونہی وہ وجود میں آتا ہے وہ سابقہ حقوق جن سے اس میں بحث تھی۔ اس میں ضم یا ختم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً زید بکر کے خلاف معاہدہ شکنی یا دیوانی مضرت (Civil injury) کی نالش دائر کرتا ہے۔ فیصلے کا داخلہ زید کے

[1] عدالت رکارڈ کے اساسی خصوصیات یہ ہیں (۱) یہ کہ اس کے افعال اور عدالتی کارروائیاں دائمی ثبوت کے لئے مندرج کر لئے جاتے ہیں (۲) یہ کہ وہ تحقیر عدالت پر جرمانہ یا قید کر سکتی ہے دیکھو قانون کی دفعہ ۲۶ حکمنامجات اٹارنی کا ذکر قانون اشاعت سنہ ۱۹۰۱ء کے ضمیمے میں ہے۔

حق میں خواہ برضامندی خواہ بعد تصفیہ حقوق تجویز کیا جاتا ہے۔ زید کو اس کی بنائے نالش کے سلسلے میں مزید حقوق باقی نہیں رہیں گے۔ بلکہ وہ اب بکر کا اس رقم کے لئے دائن ہو جائے گا جو دلائی گئی ہے۔

(۳) اس قسم کے دائن کو چند فوائد حاصل ہوتے ہیں جو معمولی دائن کو حاصل نہیں ہوتے۔ اس کو اس قرض کے لئے دہرا چارۂ کار حاصل ہوتا ہے وہ مدیون (Judgement-debtor) کی ذاتی جائداد کے خلاف تعمیل کا حکم جاری کرا سکتا ہے اور اس طرح وہ رقم راست حاصل کر سکتا ہے جو اسے دلائی گئی نیز وہ عدم ایفائے وجوب کی نالش بھی دائر کر سکتا ہے۔ اس مقصد کے لئے نہ صرف عدالت ریکارڈ[1] بلکہ کسی بھی مجاز سماعت عدالت کا فیصلہ خواہ وہ انگلستان کی ہو یا غیر ممالک کی، وجوب[2] پیدا کرنے کے لئے تسلیم کر لیا جاتا ہے اور اس کی بنا پر رقم واجبی کے لئے نالش دائر کی جا سکتی ہے۔

۱۸۶۴ء کے قانون فیصلہ جات (Judgements Act) سے پہلے دائن عدالتی مدیون کی اراضی پر اس کی زندگی میں ایک حقیت (Charge) حاصل رہتی تھی مگر اس قانون کی منظوری کے بعد سے اراضی کسی فیصلے سے متاثر نہیں ہوتی تاوقتیکہ ان پر باضابطہ تعمیل نہ کرائی جائے۔

اقرارات عدالتی[3]

اقرارات عدالتی (Recognizances) کو بجا طور سے معاہدات جو تاج سے اس کی عدالتی حیثیت میں کئے جائیں کہا گیا ہے۔ اقرار عدالتی ایک تحریر ہوتی جسے فریق متعلقہ کسی جج یا عہدہ دار مجاز کے روبرو تسلیم کر لیتا ہے اور اس کا عدالت ریکارڈ میں داخلہ لیا جاتا ہے وہ عموماً عہد کی صورت میں ہوتا ہے اس کی خلاف ورزی پر سزا ہوتی ہے۔ اس میں لڑائی جھگڑا نہ کرنے، اچھا برتاؤ رکھنے یا اسائز کورٹ (دورہ کرنے والی عدالت)

---

[1] دیکھو قانون کی دفعہ ۲، حکمنامہ جات اٹارنی کا ذکر قانون اسٹامپ ۱۸۹۱ء کے ضمیمے میں ہے۔
[2] ولیمس بنام جونس (13 4. 628) 13 گرانٹ بنام ایسٹن (13 Q.B.D. 302, 303)
[3] پالک اشاعت نہم صفحہ ۱۵۲۔

کے سامنے حاضر ہونے کا عہد کیا جاتا ہے۔

اس کی ایک مثال یہ ہے:۔

واضح ہو کہ بتاریخ .... الف و ب مجھ ایک سرکاری جج کے سامنے ہائیکورٹ آف جسٹس کے حصہ کنگس بنچ میں آئے۔ اور ہمارے آقائے نعمت بادشاہ سلامت کو مبلغ ..... دینا ہونے کا اقرار کیا۔ یہ اس کے اسباب و اشیا، اراضی اور حقوق مدامی (Tenements) سے ہز مجسٹی کے استعمال کے لئے وصول کی جا سکے گی بشرطیکہ مذکورہ الف ب عرصے تک.... جو تاریخ.... اور اس کے بعد سے شروع ہوگا، اپنا چال چلن درست رکھیں اور ہز مجسٹی کی کسی وفادار رعایا سے لڑائی جھگڑا نہ کریں خاص کر ج اور د سے، اور بلا اجازت اس عدالت سے نہ جائیں، اس وقت یہ عدالتی اقرار باطل ہو جائے گا ورنہ پوری طرح نافذ رہے گا۔"

نام نہاد معاہدات ریکارڈ میں واقعی معاہدے کی قسم کی چیزیں بہت کم ہوتی ہیں۔ فیصلے وہ وجوبات ہیں جو پابندی عائد کر سکنے کے لئے فریق کی مرضی کے نہیں بلکہ ان کے ذریعے سے عدالت کی جانب سے اعلان کئے جانے کے محتاج ہوتے ہیں اقرارات عدالتی وہ عہود ہیں جو تاج سے کئے جاتے ہیں جس سے انگلستان کے ضابطے کے لحاظ سے کوئی باشندہ معاہدہ نہیں کر سکتا ان وجوبات پر مزید بحث غیر ضروری ہے۔

فصل دوم معاہدات مہری



قانون انگریزی میں واحد باضابطہ معاہدہ، معاہدۂ مہری ہے جسے بعض وقت دستاویز (Deed) اور بعض وقت معاہدۂ خصوصی (Specialty) بھی کہا جاتا ہے۔ صرف "یہی" باضابطہ معاہدہ ہے کیونکہ اس کا جواز نہ تو واقعۂ معاملت کے باعث ہوتا ہے نہ اس بدل کے باعث جو کسی فریق کے عہد کے لئے موجود ہو

بلکہ اس کا جواز اس ضابطے کے باعث ہوتا ہے جس پر وہ کیا جاتا ہے۔ اب ہمیں غور کرنا ہے (۱) معاہدۂ مہری کس طرح منعقد ہوتا ہے (۲) کن امور میں وہ سادہ معاہدے سے مختلف ہوتا ہے (۳) کن حالات میں معاہدہ مہر لازمی ہے۔

(۱) معاہدۂ مہری کس طرح منعقد ہوتا ہے۔

دستاویز[1] کو کاغذ یا جھلی پر تحریری یا مطبوعہ ہونا چاہیئے دستخط مہر اور حوالہ کرنے سے[2] اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ وہ دستاویز جاری ہوگئی یا تا بہ حد فریقین قطعی ہوگئی۔ ان تین چیزوں میں سے ابتدائی دستخط کے متعلق شبہ تھا کہ آیا وہ ضروری ہے۔ لیکن اب لا آف پراپرٹی ایکٹ ۱۹۲۵ء دفعہ ۷۳ کی رو سے کسی شخص کو جو دستاویز جاری کر رہا ہو اپنے دستخط کرنے یا نشان (ابہام) کرنا ضروری ہے صرف مہر کافی نہیں۔ سپردگی یا[3] واقعی دستاویز دوسرے فریق کے ہاتھ میں دینے سے ہو سکتی ہے یا کسی اجنبی کو اس (فریق) کے استفادے کے لئے دینے سے یا ان الفاظ سے جن سے یہ ارادہ ظاہر ہو کہ دستاویز نافذ کی جائے اگرچہ وہ نافذ کنندہ فریق کے قبضے میں رکھی جا رہی ہے۔ کسی[3] دستاویز کے نافذ کرنے میں عموماً مہریں پہلے ہی کر دی جاتی ہیں اور جاری کرنے والا فریق اپنا نام لکھتا ہے، اپنی انگلی اپنی مہر پر رکھتا ہے اور یہ الفاظ کہتا ہے "میں اسے مثل اپنے فعل اور اقرار صالح کے سپرد قرطاس کرتا ہوں" اس طرح وہ فوراً اپنے آپ کو اپنی مہر سے وابستہ کرتا ہے اور اپنا ارادۂ سپردگی ظاہر کرتا ہے یعنی یہ کہ وہ دستاویز کو نفاذ عطا کرتا ہے۔

دستاویز کی سپردگی کسی شرط کے تحت بھی عمل میں آسکتی ہے ایسی حالت میں وہ تعمیل شرط تک نافذ نہیں ہوتی اس درمیانی زمانے میں اس کو

---

[1] Touchstone, بنام Sheppard (۵۲)

[2] Xenos بنام Wickham (L. R. ▪ H.L. 296)

[3] Macedo بنام Stroud سنہ ۱۹۲۲ (2A.C. 330)

(Escrow) کہا جاتا ہے مگر ایفائے شرط کے ساتھ ہی وہ فوراً نافذ ہو جاتی ہے اور دستاویز کی حیثیت حاصل کر لیتی ہے ایک قدیم قاعدہ ہے[1] کہ جو دستاویز اس طرح مشروط طور پر سپرد کی جائے وہ اس شخص کو نہیں دی جانی چاہیے جو اس کا ایک فریق ہو ورنہ وہ فوراً نافذ ہو جاتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ سپردگی فی الحقیقت زبانی شرائط سے زیادہ وقیع ہوتی ہے۔ مگر جدید[2] نظائر سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ارادۂ فریقین کا ضرور لحاظ ہوگا اگر ان کا منشا واضح طور سے یہ تھا کہ دستاویز کی مشروط سپردگی عمل میں آئی ہے۔

دستاویز یک فریقی (Deed Poll) اور معاہدہ بین الفریقین (Indenture) کا فرق اب قانون جائداد حقیقی (ارضی اری یل پروپرٹی ایکٹ) ۱۸۴۵ء دفعہ ۵ کے بعد سے اہم نہیں رہا۔ سابق میں ایک فریق کی جانب سے تیار کی ہوئی دستاویز کے کنارے خاص قسم سے کٹے ہوئے ہوتے تھے۔ جو دستاویز دو یا زیادہ فریقین میں تیار کی جاتی اس کی اتنی ہی نقلیں جھلی پر کی جاتیں اور ان کو اس طرح کاٹا جاتا کہ نوکدار کنارے نکل آتے (Indenture) تاکہ ان ٹکڑوں کو باہم ملانے سے پہچان سکیں۔ ایسی دستاویزات کو (Indenture) کہا جاتا تھا۔ اب نوکدار کناروں کی ضرورت کسی ایسی دستاویز کے لئے نہیں ہوتی جس کو (Indenture) کا اثر دینا مقصود ہو۔

(۲) معاہدات عہدی کی خصوصیات

امر مانع تقریر مخالف (۱) امر مانع تقریر مخالف (ایسٹاپل) قانون شہادت کا ایک قاعدہ ہے جس سے کسی شخص کو اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ ان واقعات کی تردید کرے جن کی صحت پر اس نے

[1] شیپارڈ بنام ٹچنون (۵۸)

[2] لندن فری ہولڈ کمپنی بنام لارڈ سفیلڈ ۱۸۹۷ء (2ch. L.P. 621)

اپنے الفاظ یا طرز عمل سے، لوگوں کو یقین کرنے کا یہ سمجھتے ہوئے موقع دیا ہو کہ وہ غالباً یا یقیناً ایسے یقین کی بنا پر عمل کریں گے۔ قانون شہادت کے اس قاعدے کا معاہدات مہری پر زیادہ سختی سے اطلاق ہوتا ہے[1] اگر یہ صریح اور صاف ہوں تو، وہ دستاویز سے پیدا ہونے والی مقدمہ بازی میں قطعی طور پر عارض ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی شخص کسی امر کے متعلق اقرار صالح کرے اور اس پر اپنی مہر اور دستخط ثبت کرے تو اس کو یہ اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ ان امور سے انکار کرے جن کا اس نے ادعا کیا ہو[2]۔

ایک بیمہ کمپنی[3] نے ایک لائف پالیسی پر ادائی سے اس بنا پر انکار کیا کہ بیمہ کرنے والے (assured) نے اپنے ایجاب مذکورۂ پالیسی میں خلاف بیانی کا ارتکاب کیا تھا۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ فی الحقیقت بیمہ دار نے ایجاب نہیں کیا تھا۔ کمپنی کا دعویٰ تھا کہ جب ایجاب ہی نہ تھا تو کوئی پالیسی ہی کیسے موجود ہو سکتی ہے۔ عدالت نے طے کیا کہ کمپنی مے ایک پالیسی کو جاری کرنے سے جس میں ایجاب کی قرأت کی گئی تھی اور پریمیم کو وصول کرنے سے اب اس بات سے ممنوع (estopped) ہے کہ وجود ایجاب سے انکار کرے۔

ادغام (ب) جب دو فریقین نے کسی غرض کے لئے سادہ معاہدہ کیا ہو اور بعد میں مماثل اقرار و دستاویز کے ذریعے سے کریں تو سادہ معاہدہ دستاویز میں ضم ہو کر ختم ہو جاتا ہے۔ کسی کم درجے کی کفالت (lesser security) کا کسی بزرگ تر میں ضم ہو جانا (جیسا کہ کم درجے کی حیثیت ارا ضی بہتر قسم میں ضم ہوتی ہے) ادغام کہلاتا ہے (merger)۔

تحدید حقیت نالش (ج) سادہ معاہدے سے پیدا ہونے والا حق نالش اگر چھے برس تک استعمال نہ کیا جائے تو اس پر تمادی عارض ہو جاتی ہے۔

---

[1] آن ورڈ بلڈنگ سوسائٹی بنام اسمتھ سن ۱۸۹۳ء (4 Ch.1.)

[2] مقدمہ بومن بنام ٹیلر (A. & E. 278)

[3] (Pearl Life Insurance Co.) بنام جانس سن ۱۹۰۹ء (2 K.B.236)

معاہدہ مہری سے پیدا ہونے والا حق نالش کا استعمال اگر بیس برس تک نہ کیا جائے تو اس پر بھی تمادی عارض ہو جاتی ہے۔
ان عام بیانات کے متعلق بعض شرائط بھی ہیں جن پر بعد میں[1] بحث کی جائے گی۔
(د) عہد بلا بدل (grahuitous promise) یا وہ عہد جس کے لئے معاہد کو کوئی فوری یا آیندہ بدل نہیں ملتا۔ اگر مہری ہو تو قابل پابندی ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ زبانی ہو یا تحریری ہو مگر بلا مہر تو وہ کوئی قانونی اثر نہیں رکھتا۔ یہ اوپر ذکر ہوا کہ معاہدات مہری کی یہ خصوصیت اس لئے ہے کہ وہ صورت صالح میں (Sobemnity of form) پیش ہوتے ہیں جس سے بدل کا ہونا تسلیم کیا جاتا ہے اور نیت کی شہادت ملتی ہے لیکن ہم نے یہ دیکھا ہے کہ یہ بات تاریخی طور پر صحیح نہیں ہے۔ ضابطے سے معاہدہ معاہد پر قابل پابندی ہو جاتا ہے۔ ارادے سے نہیں اگرچہ ضابطے میں نیت ہی کا اظہار ہوتا ہے۔ مسئلۂ بدل بلحاظ وقت جدید ہے اور جوں جوں اس نے ترقی کی وہ مہری معاہدے کی اس خصوصیت کو محدود کرنے کی جانب مائل رہا چنانچہ عام قاعدے میں مستثنیات پیدا ہوگئے کہ عہد بلا بدل مہری ہو تو قابل پابندی ہے۔
قانون غیر موضوعہ میں معاہدات مانع تجارت میں باوجود مہری ہونے کے یہ بھی بتانا پڑتا ہے کہ وہ معقول اور مناسب ہیں معقولیت معاملہ کا ایک معیار بدل کی موجودگی[2] ہے اور قاعدہ عام ہے کہ اگر کسی دستاویز کے لئے واقعی بدل موجود ہو تو وہ فریق جس پر اس کی بناء پر نالش کی جائے بتا سکتی ہے کہ بدل ناجائز تھا یا خلاف اخلاق[3] اور اس صورت میں دستاویز کالعدم اور باطل ہوگی۔
لیکن دراصل اس مراعات پر سب سے زیادہ چانسری نے مداخلت کی۔

---

[1] باب ۳ فصل ۲ (ج)

[2] mallan بنام May (11M. & W. 665)

[3] کالنس بنام بلانٹرن (1Sm.L.C.) اشاعت دوازدہم صفحہ ۴۱۲

یہ تصور کہ معاہدات اور نیز انتقالاتِ جائداد کا ضروری عنصر بدل ہے، اگر فی الحقیقت چانسری میں پیدا نہ بھی ہوا تو کم از کم وہیں اس کی خاص حمایت ہوتی تھی۔

بدل نہ ہونے کے متعلق نصفتی نقطۂ نظر

بدل ہی کی موجودگی اور عدم موجودگی سے جو نتائج اخذ کئے گئے انھیں سے دستاویز کو استقامت اور اراضی کی معاملت اور بیع اور ان کے نتائج کو ابتدائے جواز حاصل ہوا اور ان کے متعلق چارہ ہائے کار عطا کرتے وقت جہاں ان کا اطلاق معاہدے پر ہوتا، نصفت بھی انھیں اصولوں کی پیروی کرتی۔ عدالتیں کسی عہد بلا بدل کے متعلق تعمیل مختص کا حکم نہیں دیتیں خواہ[1] عہد دستاویز پر ہو یا نہ ہو، بدل کا نہ پایا جانا فریب، یا داب نا جائز کی موجودگی[2] کی شہادت توثیقی ہے یا ہو سکتا ہے۔ اس کے کافی ثبوت پر عدالت دستاویز کو صحیح قرار دے گی یا منسوخ کرے گی۔

بانڈ۔

عہد بلا بدل مہری کی بہترین مثال بانڈ ہے بانڈ اصطلاحی تعریف میں وہ عہد ہے جو شرائط مابعد پر کالعدم کیا جا سکتا ہے یعنی زید ایک عہد مہری کرتا ہے اور یہ عہد اس پر قابل پابندی نہ رہنے گا اگر شرط مندرجۂ بانڈ پوری ہو جائے۔ یہ عہد فی الحقیقت اس شرط کی جو بانڈ کا اصل منشا ہوتی ہے تعمیل نہ کئے جانے کے خلاف ایک تعزیر (penalty) مقرر کرتا ہے۔ شرط مطلوبہ یا تو رقمی ادائی ہوگی یا کوئی فعل یا ترک فعل ہوگا۔ پہلی صورت میں اس دستاویز کو معمولی رقمی بانڈ کہا جاتا ہے۔ دوسری میں بانڈ بشرط خصوصی۔

مثلاً۔

زید بکر سے عہد مہری کرتا ہے کہ آیندہ کرسمس کے دن وہ بکر کو

---

[1] باب ۳ فصل ۱۳ (۳)

[2] باب ۷ فصل ۵

پانچ سو پونڈ ادا کرے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ اگر اس دن سے پہلے اس نے بکر کو ڈھائی سو پونڈ ادا کئے تو بانڈ کالعدم ہو گا۔

بانڈ کی قانونی حیثیت قانون غیر موضوعہ اور نصفت کے طرز عمل میں بانڈ کے متعلق بھی اتنا ہی اختلاف رہا ہے جتنا رہن (mortgages) کے متعلق۔

قانون غیر موضوعہ نے معاہدے کو اس کے لفظی مفہوم میں لیا۔ اور شرط شکنی پر پورے عہد کے ایفا پر مجبور کیا۔

نصفتی حیثیت عدالت نے اس مقصد کو دیکھا جس کے لئے بانڈ لکھا جاتا ہے۔ وہ معاہد لہٗ کو اس رقم سے زیادہ لینے سے روکنے لگی جو تحت شرط واجب الادا ہے یا وہ رقم ہرجہ جو اسے اس کی خلاف ورزی کے باعث اسے ملنی چاہئے۔

قوانین موضوعہ[1] عرصے سے معاہد لہٗ کے اس حق کو محدود کرتا ہے جو شرط شکنی کے باعث واقعی نقصان سے پیدا ہوتا ہے۔

(۳) کب معاہدۂ مہری کا استعمال ضروری ہے

قانون موضوعہ کے مقررہ ضروریات جواز معاہدہ کے لئے بعض وقت دستاویز کا ضابطہ استعمال کرنا ضروری ہوتا ہے۔

ان کمپنیوں (شراکتوں)[2] کے حصص کی منتقلی جو قانون شراکت (Companies Clauses Act) کے تحت ہوں کسی انگریزی جہاز یا اس کے حصے کی منتقلی[3]، اراضی کا اجارہ، پٹہ اور دوامی پٹے کو جو تین سال سے زیادہ کے لئے ہو۔

---

[1] (8 & 9 will.3, C. 11, 4 & 5 Anne, C.3.)

[2] ۸ و ۹ وکٹوریہ (C.16. S.14)

[3] مرچنٹ شپنگ ایکٹ ۱۸۹۴ء دفعہ ۲۴۔ فارم کے لئے اس قانون کا ضمیمہ الف ملاحظہ ہو۔

اس کو مہری ہونا چاہئے[۱]۔

قانون غیر موضوعہ میں

قانون غیر موضوعہ میں دو قسم کے معاہدات کا مہری ہونا ضروری ہے۔

معاہدات بلا بدل۔

(ا) معاہدات بلا بدل یا ایسا معاہدہ جس میں تعہد ایجاب کردہ از یک جانب و قبول کردہ بجانب دیگر میں بدل نہ پایا جائے، جب تک مہری نہ ہوں کالعدم ہیں۔

شراکتوں سے معاہدات

(ب) کوئی شراکت بہ حیثیت مجموعی (Corporation aggregate) کسی معاہدے کی پابند نہ ہوگی جب تک وہ مہری نہ ہو۔

"مہر اس بات کی واحد مستند شہادت ہے کہ شراکت نے کیا کیا باتیں کرنا منظور کیا ہے۔ کسی جلسے کا رزولیوشن (قرارداد) خواہ اس میں کتنے ہی لوگ شریک ہوں، وہ بہرحال پوری مجلس کا فعل نہیں ہے۔ ہر ممبر جانتا ہے کہ وہ صرف اس چیز کا پابند ہے جو مہر عام کے تحت کی جائے دوسری کا نہیں۔ یہ کہنا بڑی غلطی ہوگی کہ مہر کی ضرورت صرف[۲] زمانۂ جاہلیت کی یادگار ہے۔ یہ ایسا نہیں ہے کوئی مہر یا اس کی کوئی قائم مقام چیز جسے قانون پوری جماعت مشترکہ کے مفہوم کی شاہد قرار دے گا، اور اصل خود ماہیت شراکت کی لازمی ضرورت ہے۔"

مستثنیات

اس قاعدے کے بعض مستثنیات ہیں۔ بالکل معمولی اہمیت رکھنے والے اشیا یا ضروری روزانہ حاجتیں ایسی ہیں جن کے لئے دستاویز کی ضرورت نہیں کسی کارخانے کو کوئلے کی سربراہی کرنا، کوئی ادنے درجے کا ملازم رکھنا اسی قسم کی مثالیں ہیں[۳] اگر مجلس صفائی

---

[۱] لا آف پروپرٹی ایکٹ ۱۹۲۵ء دفعات نمبر ۵۲ و ۵۴

[۲] Mayor of Ludlow بنام چارلٹن 6 M & W. 315

[۳] نکلسن بنام براڈ فیلڈ یونین (L.R.I.Q.B.620) ڈیس بنام میئر آف کنگسٹن ان ہل (L.R.I.O.C.P.402)

(میونسپل کارپوریس) مرمت گاہ جہاز (Graving dock) کی مالک ہو جو ہمیشہ استعمال میں رہتا ہے تو قرار دیا گیا کہ جہازوں کے داخلے کا معاملہ سادہ معاہدے کے ذریعے سے کیا جا سکتا ہے۔

تجارتی شرکتیں (ٹریڈنگ کارپوریشن) اپنے کارندوں کے ذریعے سے سادہ معاہدے ان اغراض کے لئے کرا سکتی ہیں جن کے لئے شراکتوں کا قیام عمل میں آیا۔ "شراکت کا کاروبار کارندوں ہی کے ذریعے سے عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ یعنی منتظمین وغیرہ۔ اور اگر ان اشخاص کے ذریعے سے کئے ہوئے معاہدات ایسے معاہدات ہوں جو اغراض و مقاصد شراکت سے متعلق ہوں اور نیز ان کے قواعد و ضوابط کے خلاف نہ ہوں تو ایسے معاہدات صحیح ہوں گے اور شراکت پر پابندی عاید کریں گے اگرچہ وہ مہری نہ ہوں۔

قانون قیام شراکت (Companies Consolidation Act) بابت ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۱۶ کے ذریعے سے (جو ایک سابقہ قانون میں بھی موجود تھا اور اب مکرر وضع کیا گیا) جو شراکت اس قانون (کمپنیز ایکٹ) کے تحت قائم ہو اسے اجازت ہے کہ اپنے کارندوں کے ذریعے سے تحریری یا زبانی معاہدات ان صورتوں کے متعلق کرائے جن میں خانگی اشخاص اسی طرح معاہدہ کر سکتے ہوں مجالس قانون ساز نے بعض اور معاملات میں شراکتوں کو مہری معاہدات کرنے کی ضرورت سے آزاد کر دیا ہے اور مختلف ضوابط تیار کئے ہیں جن میں ان کی مشترکہ رضامندی کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔ بے شبہ موجودہ زمانے اور خاص کر اس وجہ سے کہ شراکتیں جو کمپنیز ایکٹ کے تحت قائم کی گئیں وہ دیگر شراکتوں سے کہیں زیادہ ہیں اس لئے وہ مقدمات جو معاہدات کے مہری ہونے کی ضرورت کے قاعدے کے "استثنا" کے تحت آتے ہیں۔ وہ غیر متناہی طور پر ان مقدمات سے زیادہ ہیں جن سے خود اصل قاعدہ متعلق ہے۔

ایک فریق کی تعمیل کے اثرات

کچھ عرصے تک عدالتی فیصلوں میں اختلاف رہا کہ آیا شراکتیں اس صورت میں بھی ذمہ دار ہوں گی جب کوئی مہری معاہدہ نہ کیا گیا ہو اور جہاں وہ اسباب فراہم کیا گیا ہو یا وہ کام

ـــــــــــــــ

[1] سوتی آف آئرلینڈ کولیری کمپنی بنام Waddle (L.R.3.C.P.463 P.464)

سر انجام دیا گیا ہو جس کے لئے شراکت قائم ہے؟ اس نقطے کا قطعی طور پر (Lawford) بنام (Billericay) میں تصفیہ ہو گیا۔
ایک مجلس ضلع (Rural District Council) کی کمیٹی نے ایک انجینیر کو ملازم رکھا جو اس سے پہلے ہی چند اغراض کے لئے کارپوریشن کا ملازم ہو چکا تھا۔ اور اس کے سپرد ایسے کام کئے گئے جن کے لئے اسے ملازم ہی نہیں رکھا گیا تھا۔ کمیٹی کو اختیار نہ تھا کہ اپنے معاہدات کے ذریعے سے کارپوریشن کو پابند کر دیتی۔ مگر اس کی روئداد کی توثیق کی گئی اور اس طرح اس کے افعال کونسل نے توثیق کر کے منظوری دیدی۔ عدالت نے قرار دیا کہ کار سر انجام دادہ وہی تھا جس کیلئے کارپوریشن کا قیام عمل میں آیا۔ کام سے استفادہ کر چکنے کے بعد وہ اس کا معاوضہ ادا کرنے سے انکار نہیں کر سکتی۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ کسی انجینیر سے اس کو ملازم رکھنے کے لئے کئے ہوئے تکمیل شدنی غیر مہری معاہدے کی خلاف ورزی کی جائے تو صاف ظاہر ہے کہ انجینیر یا کارپوریشن کو نالش کا حق نہیں پیدا ہوتا۔[1]
یہ معلوم ہو گا کہ کارپوریشن نے وہ کام انجام دیا جو اسے کسی سادہ معاہدے کے تحت انجام دینا تھا تو وہ اسی طرح فریق ثانی کے خلاف کار مفوضہ کی عدم تعمیل کی نالش دائر کر سکتی تھی۔[2] (Lawford) بنام (Billericay) R. D. C کے فیصلے سے وہ طریقہ معلوم ہوتا ہے جس کے ذریعے سے عدالتوں نے قانون غیر موضوعہ کے قاعدے کی قطع و برید کی کوشش کی جب کہ اس قاعدے کا سختی سے اطلاق صریح ناانصافی کا موجب ہوتا۔ مگر وہ صورت بالکل جدا ہے جہاں ایسا قاعدہ قانون موضوعہ کا مقرر کردہ ہو۔ پبلک ہلتھ ایکٹ بابت ۱۸۷۵ء کی دفعہ ۱۷۴ کی رو سے اگر کوئی شہری مقتدر جماعت اس قانون کے اختیارات کے اندر اور اغراض کے تحت کوئی معاہدہ کرے اور وہ پچاس پونڈ سے زیادہ حیثیت یا مالیت کا ہو تو ایسا معاہدہ مہری ہونا چاہیے۔ قانون موضوعہ کی اس صریح ہدایت کے مقابل قانون غیر موضوعہ کے

[1] Clarke بنام Cuffield Union (21 L.J.Q. B.349)
[2] فش مانگرس کمپنی بنام رابرٹسن (m.&Gr. 192)

مستثنیات کوئی اطلاق نہیں پا سکتے اسی لئے شہری مقتدر جماعت ایسے معاہدات سے پورا استفادہ بھی کر سکتی ہے اور بعد میں جہری کی غیر موجودگی کو اپنا مکمل جواب دعویٰ بھی بنا سکتی ہے۔ مگر عدالتوں نے اس پر آمادگی نہیں ظاہر کی ہے کہ ایک ایسے اصول کو وسعت دیں جس کی بنا پر مقامی مقتدر جماعت کو اپنے قرضوں کی عدم ادائی کا موقع ملتا ہو۔ اور مقدمۂ لافورڈ بنام طبری کے آرڈی سی[1] کا فیصلہ شہری اقتدار کے مقدمات سے بھی متعلق ہے جن میں نالش ایسے معاہدے کے متعلق ہو جو خصوصی قانون کے ذریعے سے محصلہ اختیارات کے تحت کیا گیا ہو اور ۱۸۷۵ء کے قانون کے تحت نہ بھی ہو۔

سادہ معاہدات

(۳) سادہ معاہدات کا تحریری ہونا ضروری ہے۔

ان معاہدات کا اب ذکر ہو چکا جن کی صحت صرف ان کے ضابطے کے باعث ہوتی ہے۔ اب ان معاہدات کی طرف توجہ کی جاتی ہے جن کی صحت بدل کی موجودگی پر منحصر ہوتی ہے۔

دوسرے الفاظ میں ہم باضابطہ معاہدات سے گزر کر سادہ معاہدات کی طرف آتے ہیں یعنی معاہدات مہری کو ختم کر کے معاہدات زبانی (Parol) پر توجہ کرتے ہیں۔ ان کو زبانی معاہدات اس لئے کہا جاتا ہے کہ بجز چند مستثنیات کے جن کا ذکر ابھی ہوگا، یہ الفاظ زبان کے ذریعے سے کہے جا سکتے ہیں۔

چند کے لئے تحریر ضروری ہے

چند سادہ معاہدات کی تعمیل اس وقت تک نہیں کرائی جا سکتی جب تک کہ شرائط اور فریقین معاملے کی شہادت پیش نہ کی جائے لیکن یہاں تحریر کی اس لئے ضرورت نہیں کہ معاہدے کو

[1] Donglas بنام Rhyl (U.D.C. [1913] 2Ch. 407)

موثر بنایا جائے لیکن اس کا منشا اس کے وجود کی شہادت ہوتا ہے بدل کی ویسی ضرورت ہے جیسی ان مقدمات میں جن میں تحریر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر معاہدات صرف تحریری ہوں اور مہری نہ ہوں تو وہ زبانی ہیں (Parol) اور بدل ثابت ہونا چاہئیے۔

اسی بنا پر یہ بہر حال سادہ معاہدات ہیں کیونکہ ایک خاص قسم کی تحریری شہادت ان کے متعلق ضروری ہے۔

۶ ضروریات مقرر کردہ قانون۔

معاہدات سادہ کے ضابطے کے متعلق ضروریات مقرر کردہ قانون مختصراً یہ ہیں:۔

(۱) بل آف ایکسچینج کے لئے رواج تاجران کے باعث تحریری ہونا ضروری ہے اور اسے قانون غیر موضوعہ نے بھی تسلیم کر لیا ہے پرامیسری نوٹ کے متعلق بھی (3 & 4 Anne, C.S. کے لحاظ سے) تحریری ہونا ضروری تھا ان دونوں قسم کے دستاویزوں کے لئے اب ۱۸۸۲ء کا بلس آف ایکسچینج ایکٹ میں احکام صادر کئے گئے ہیں اس قانون کے لحاظ سے مزید حکم یہ ہوا کہ بل آف ایکسچینج کی قبولیت بھی تحریر ہو۔

(۲) کاپی رائٹ ایکٹ ۱۹۱۱ء کے تحت حقوق تصنیف کی تفویض بھی تحریری ہونی چاہئیے۔

(۳) بحری بیمے کے معاہدات پالیسی کی صورت میں ہونی چاہئیں[۱]۔

(۴) کسی کمپنی کے حصص کی قبولیت یا منتقلی عادۃً ایک خاص ضابطے پر ہونی ضروری ہے جس کے لئے پارلیمنٹ کے مقرر کردہ قوانین ہیں۔ ان قوانین میں سے بعض عام طور سے تمام شراکتوں کے متعلق ہیں اور بعض خاص خاص شراکتوں سے متعلق ہیں۔

(۵) اگر کسی دین پر قانون میعاد سماعت کے تحت تمادی عارض ہو گئی ہو اور اسے کوئی شخص تسلیم کرنا چاہے تو مدیون یا اس کا وہ کارندہ جو خاص

---

[۱] 54 & 55 Vict. C. 36.S. 93.

اس کام کے لئے مجاز ہو اپنی دستخط سے تحریر لکھ دے[۱]۔

(۶) چند خاص معاہدات میں قوانین موضوعہ نے تحریر کی ضرورت رکھی ہے۔ چنانچہ ریلوے کمپنیوں سے حمل ونقل اسباب کے خصوصی معاہدات کے لئے ریلوے اینڈ کنال ٹرافک ایکٹ ۱۸۵۴ء دفعہ ۷ کا حکم۔

(۷) قانون فریب (Statute of Frauds) بابت ۱۶۷۷ء دفعہ ۴ کے لحاظ سے بھی چند خاص معاہدات میں تحریری شہادت ضروری ہے۔

(۸) قانون بیع اشیا (Sale of Goods Act) ۱۸۹۳ء دفعہ ۴ کی روسے چند خاص شرائط کی غیر موجودگی کی صورت میں معاہدہ بیع اشیا میں دس پونڈ یا اس سے زیادہ مالیت کے لئے تحریری شہادت ضروری ہے۔

قانون فریب (Statue of Frands) قانون بیع اشیار کے مقرر کردہ ضروریات اس قابل ہیں کہ ان پر خاص طور سے بحث کی جائے۔

قانون فریب ۱۶۷۷ء دفعہ نمبر ۴

کوئی نالش اس غرض سے نہ کی جاسکے گی کہ کسی منتظم یا منصرم کو کسی نقصان کا ہرجہ دینے کے لئے اپنی ذاتی جائداد سے ادائی کے متعلق خصوصی عہد کرنے کی بنا پر مجبور کیا جائے نہ اس غرض سے کہ کسی مدعیٰ علیہ نے کسی دین، ناادہندگی یا شخص دیگر پر غلط طور سے قسم حاصل کرنے کی بنا پر معاوضہ دینے کا خصوصی عہد کیا ہے۔ یا کسی شخص کو اس بنا پر ماخوذ کیا جائے کہ اس نے بدل نکاح کے طور پر کوئی معاملہ کیا (یا کسی معاہدۂ بیع

[۱] 9 Geo. 4 c. 14. S. I. 19 & 20 Vict. C. 97. S. 13.

اراضی جائداد مستقلہ (tenements) یا موروثی جائداد
(heriditaments,) یا ان کے یا ان کے متعلقہ کسی
مفاد کے متعلق؛ یا کسی ایسے معاملے کے متعلق جو تاریخ انعقاد
سے ایک سال کی مدت کے اندر سر انجام نہیں پاتا ہے؛
جب تک کہ وہ معاملہ جس کی بنا پر ایسی نالش کی جائے
یا اس کی کوئی یادداشت یا نوٹ تحریری نہ ہو اور اس پر
اس فریق کے دستخط نہ ہوں جسے اس کی بنا پر ماخوذ
کیا جاتا ہے یا کوئی اور شخص جسے اس نے جائز طور پر
اس کے لئے مجاز کیا ہو۔"

دفعہ مذکور میں جو الفاظ قوسین میں ہیں وہ منسوخ کر دئے گئے ہیں اور اس کی جگہ لا آف پروپرٹی ایکٹ بابت ۱۹۲۵ء کے تحت مندرجہ ذیل الفاظ نے لے لی ہے:۔

"کوئی معاہدہ اراضی یا حقیت در اراضی کی بیع یا کسی اور طرح
ان کی منتقلی۔"

ہمیں تین امور پر غور کرنا ہے:۔

(۱) معاہدات متذکرہ کی ماہیت۔

(۲) ان کے لئے کس قسم کا ضابطہ ضروری ہے۔

(۳) اس قسم کے معاہدات میں اگر قانون موضوعہ کے احکام کی پوری تعمیل نہ ہو تو اس کا کیا اثر ہوگا۔

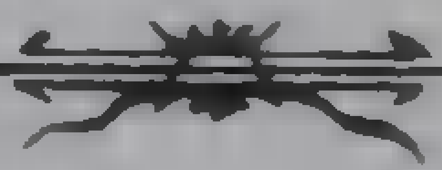
(۱) ہم پہلے متذکرہ پانچ معاہدات کے خصوصیات بیان کرتے ہیں۔

کسی منتظم یا منصرم کا خصوصی عہد کرنا کہ وہ اپنی ذاتی جائداد سے ہرجہ دیگا

نوعیت ذمہ داری منتظم | کسی منتظم یا منصرم پر شخص متوفی کی جائداد کے متعلق دو قسم کی

ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ قانون غیر موضوعہ کے تحت وہ نمائندہ شخص متوفی ہوتا ہے۔ اور اسی حیثیت میں وہ نالش کرسکتا ہے اور اس پر نالش کی جاسکتی ہے۔ بصفت میں وہ شخص متوفی کی خاص وصیتوں کی تعمیل کرنے یا غیر وصیتی جائداد کی تقسیم میں قواعد قانونی کو ملحوظ رکھنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ مگر کسی صورت میں بھی وہ اس کا پابند نہیں ہے کہ اپنی جیب سے کوئی ادائی کرے۔ اس کی ذمہ داریاں شخص متوفی کے ترکے کی حد تک ہی محدود ہیں۔ لیکن اگر وہ شخص متوفی کی ساکھ کو محفوظ رکھنے یا جبری بیع سے بچنے یا کسی اور وجہ کی بنا پر اس بات کو پسند کرتا ہے کہ ہرجوں کی ادائی اپنی ذاتی جائداد سے کرنے کا عہد کرے تو ایسا عہد اور اس کا بدل (مثلاً اُن کا جائداد کی نالش کرنے سے اجتناب کرنا) تحریری ہونا چاہئے اور اس پر اس کے یا اس کے کارندے کے دستخط ہونے چاہئیں۔ یہ بیان کرنا تقریباً بیکار ہے کہ اس معاہدے میں اور ان تمام معاہدات میں جو اس دفعہ کے تحت ہیں تحریر کی موجودگی سے بدل کی غیر موجودگی کا معاوضہ نہیں ہوسکے گا۔

کسی کے قرضے نادہندگی یا بدعنوانی کے جوابدہ ہونے کا عہد



یہ گیارنٹی یا ضمانت (Suretyship) کا عہد ہے۔ اس کے متعلق ہمیشہ یوں سوال کیا جاسکتا ہے کہ "بکر سے معاملہ کرو اور اگر وہ ادائی نہ کرے تو میں کرونگا۔"

عہد ضمانت اور ابرا میں فرق ہے

(د) اس عہد اور معاہدۂ ابرا (Indemnity) میں احتیاط سے فرق کرنا چاہئے جس میں کوئی شخص ایک بے قصور شخص کو اس معاملے کے نتائج سے محفوظ رکھنے کا عہد کرتا ہے جو اس نے معاہد کے کہنے سے کیا تھا۔ ان کا فرق عملاً بڑی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ

معاہدۂ ابراء میں معاہدۂ ضمانت کے برخلاف کسی قسم کی تحریری شہادت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

معاہدۂ ضمانت میں ہمیشہ تین فریق ضروری ہیں یعنی ایک اصل مدیون (جس کی ذمہ داری موجودہ ہوگی یا حالیہ) اور ایک دائن اور ایک فریق ثالث جو دائن کے کسی فعل یا عہد کے بدل میں مدیون کی ذمہ داری کو خود پورا کرنے کا عہد کرتا ہے بشرطیکہ مدیون ایسا کرنے میں ناکام رہے۔

مقدمہ (Guild) بنام (Conrad) میں ضمانت اور ابرا دونوں کی اچھی مثال ملتی ہے۔

مدعی نے مدعیٰ علیہ کی درخواست پر تاجران ڈمیرارا (Demerara) کی ایک فرم کے بلس آف اکسچینج کو قبول کرلیا تھا اور مدعیٰ علیہ نے ضمانت دی تھی کہ اگر ضرورت پڑے تو وہ ان بلوں کو ختم مدت پر خود ادا کرے گا۔ کچھ دنوں بعد فرم مشکلات میں پھنس گئی اور مدعیٰ علیہ نے مدعی سے عہد کیا کہ اگر وہ ان کے بل قبول کرلے تو رقم بہرحال ادا کردی جائے گی۔ پہلا عہد ضمانت اور دوسرا ابرا ہے۔

"Davey, L. J. نے کہا:- میری رائے میں ان دونوں میں صاف فرق ہے کہ کوئی شخص اس بات کا عہد کرے کہ اگر اصل مدیون ادائی میں قصور کرے تو خود ادا کرے گا اور اس بات کا عہد کرے کہ کسی شخص کو معاہدۂ ذمہ داری سے جو وہ کرچکا یا کرنے والا ہے بری رکھے بلالحاظ اس کے کہ کوئی تیسرا شخص ادائی میں قصور کرے یا نہیں۔"

فی الحقیقت اس بات کی توقع ہونی چاہیئے کہ "دوسرا شخص" وہ دین ادا کرے گا جس کے متعلق معاہد اپنے آپ کو ذمہ دار گردانتا ہے اور اس قسم کی

ا ۱۸۹۴ء 2. Q.B. 884.

توقع کی غیر موجودگی میں معاہدہ، معاہدۂ ضمانت نہیں ہے۔[1]

بکر جو ایک کاونٹی کورٹ کا تحویلدار (بیلیف) تھا، ایک مدیون کو گرفتار کرنے والا تھا۔ زید نے عہد کیا کہ اگر بکر گرفتاری سے اجتناب کرے تو وہ دَین ادا کر دے گا۔ قرار دیا گیا کہ اس طرح زید نے بکر سے معاہدۂ ابرا کیا کیونکہ مدیون بکر کا دین دار نہ تھا اور دائن نے بکر کو اس انتظام کا مجاز نہیں کیا تھا۔[2]

مگر یہ ملحوظ رہے کہ کسی اور کے دَین کی ادائی کا عہد اس صورت میں اندرون دفعہ ہذا نہیں قرار دیا جائے گا جب کہ ضمانت کسی بڑے معاہدے کے ضمن میں ہو نہ کہ فریقین معاملہ کا اصلی مقصد۔ چنانچہ (Sutton) بنام (Grey) میں[3] زید نے ایک کمیشن ایجنٹ (Stock-broker) سے زبانی طے کیا اس کے لئے کاروبار مہیا کرے گا بشرطیکہ زید کو کمیشن محصلہ کا نصف دیا جائے اور اس سے نصف رقم وصول کی جائے اگر اس کے تعارف کرائے ہوئے گاہک کی عدم ادائی سے نقصان ہو۔ قرار دیا گیا کہ اس قسم کے گاہک کے دَین کی ادائی کا عہد اس دفعہ کے اندر نہیں آتا۔

فریق ثالث پر اولاً ذمہ داری ضروری ہے

(ب) ایک موجودہ یا آئندہ ذمہ داری فریق ثالث پر ہو جس کے لئے معاہد نے ادائی کا اقرار کیا ہے۔ اگر معاہد خود ہی کو اولاً ذمہ دار گردانتا ہے تو وہ اندرون قانون ہذا نہیں اور اس کا تحریری ہونا ضروری نہیں،

مثلاً اگر دو شخص کسی دوکان پر آئیں۔ ایک خریداری کرے اور دوسرا اس کو ساکھ حاصل ہونے کے لئے بائع سے عہد کرے کہ "اگر وہ آپ کو رقم ادا نہ کرے تو

[1] ہاربرگ انڈیا ربڑ کومب کمپنی بنام مارٹن سنہ ۱۹۰۲ء (1 K.B. 778)

[2] Reader V. Kingham, 13 C.B., N.S. 344.

[3] سنہ ۱۸۹۴ء (1Q.B. 285)

میں کرونگا" تو ایسا کہنا ایک متوازی اقرار ہے اور
جب تک تحریری نہ ہو، قانون فریب کی رو سے
کالعدم[۱] ہے۔ لیکن اگر وہ یہ کہے کہ "اسے سامان دیجئے
میں آپ کو ادا کرونگا" یا یہ کہ میں آپ کی ادائی کا
بندوبست کرونگا" یہ اقرار اپنی ذات کے لئے ہے
اور اسی کو اصلی خریدار اور دوسرے کو اس کا محض
خادم سمجھا جائے گا[۲]"

واقعی ذمہ داری

(ج) عہد کرتے وقت ہو سکتا ہے کہ ذمہ داری موجودہ نہ ہو آئندہ پیدا ہونے والی ہو۔ مثلاً زید نے بکر سے عہد کیا کہ اگر محمود نے بکر کو ملازم رکھا تو وہ (زید) خدمات سرانجام دادہ کی اجرت کی ادائی کا ضامن ہوگا۔ پھر بھی ایک اصل دائن کی کسی نہ کسی وقت ضرورت ہے ورنہ ضمانت نہ ہوگی اور ایسا عہد گو تحریری نہ ہو قابل نالش ہوگا۔ چنانچہ اگر بکر نے زید سے کہا "اگر میں یہ کام محمود کے واسطے کروں تو کسی شخص کو مجھے ادائی کی ضمانت دینی چاہئیے"۔ اور زید نے کہا "ہاں کام کرو میں اس کی ادائی کا انتظام کروں گا[۳]" اس سے ضمانت اس وقت تک پیدا نہیں ہوتی جب تک محمود کام کا حکم دے کر ذمہ داری نہ لے لے۔ اگر وہ کوئی حکم نہیں دیتا اور اس کے باوجود بکر کام سرانجام دیتا ہے تو زید ذمہ دار ہوگا مگر نہ اس لئے کہ وہ ضامن تھا بلکہ اس لئے کہ وہ اپنے زبانی عہد کے باعث اصل دائن ہو گیا۔

(د) اگر کسی دین موجودہ کے لئے ایک فریق ثالث ذمہ دار ہو اور معاہد اس کی ادائی کا ذمہ لیتا ہے تو بھی ضمانت وقوع میں نہیں آتی اگر شرائط انتظام ایسے ہوں کہ ان سے اصل ذمہ داری کو باطل کیا جا رہا ہو[۴]۔ زید نے بکر سے کہا "محمود کو

[۱] "کالعدم" غلطی سے "ناقابل نفاذ" کے معنوں میں برتا گیا ہے۔

[۲] Per curiam in Birkmyr V. Darnell I Sm. L.C, 12th Ed. 335

[۳] Lakeman بنام Mount Stephen (L.R. 7 H. L. 17 and see L.R. 7Q. B 202)

[۴] Goodman بنام Chase (1 B. & Ald. 297

اپنے پورے دَین کی رسید دیدیجئے میں آپ کو ادائی کو دوں گا"۔ ایسا عہد اس قانون کے اندر نہیں آتا، کیونکہ اس میں کوئی ضمانت نہیں بلکہ ایک مدیون کی جگہ دوسرا مدیون لے رہا ہے، شخص ثالث کی ذمہ داری ذمہ داری مستمرہ (Counting liablity) ہونی چاہیئے۔

(ھ) دَین، عدم ادائی (default) اور بدعنوانی میں جن کا قانونِ موضوعہ میں ذکر ہے۔ فعل ناجائز (تعدی) سے پیدا ہونے والی ذمہ داریاں بھی اسی طرح شامل ہوں گی جس طرح معاہداتی ذمہ داریاں چنانچہ کرک ہام (kirkham) بنام مارٹر[1] میں محمود نے ناجائز طور پر بکر کے گھوڑے پر اس کی اجازت کے بغیر سواری کی جس سے گھوڑا ہلاک ہوگیا۔ زید نے وعدہ کیا کہ اگر بکر، محمود پر نالش کرنے سے اجتناب کرے تو وہ (زید) بکر کو اس کے بدل میں ایک خاص رقم دیگا۔ قرار دیا گیا کہ یہ قانون موضوعہ کے معنے کے اندر بدعنوانی کے معاوضے کا عہد ہے۔

(و) اس قسم کے معاہدے میں یہ بتانا ضروری ہے کہ الفاظ قانون موضوعہ کا صرف انہیں عہود پر اطلاق ہوتا ہے جن پر کوئی قانونی نالش دائر کی جاسکتی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ضمانت اس طرح دی جائے کہ اس کا نفاذ صرف نصفتی چارہ ہائے کار کے ذریعے سے کیا جاسکے جیسے تسرکار[2] کے اندر ایسی صورت میں بھی وہ قانون کے اندر نہیں آتی۔

بدل کا اظہار ضروری نہیں

(ز) یہ معاہدہ اس عام قاعدے کا ایک استثنا ہے کہ "معاملہ یا اس کی کوئی یادداشت یا نوٹ" (جس کے متعلق قانون نے تحریری ہونے کی ضرورت بتائی ہے)، بدل اور عہد پر[3] مشتمل ہوں، Mercentile; Law Amendinent Act 1856.

[1] (2 B & Ald.)

[2] دیکھو (Hayle) سنہ ۱۸۹۳ء (i ch.p.97)

[3] تفصیل پانچ چھے صفحوں بعد آتی ہے۔

معاملات بطور بدل نکاح

یہاں جو معاملہ مراد ہے وہ نکاح کرنے کا عہد نہیں ہے (جس کا بدل فریق ثانی کا عہد ہوگا) بلکہ اس بات کا عہد ہے کہ نکاح کے واقعی طور پر وقوع میں آنے کے بدل یا اس کی شرط پر کچھ رقم ادا کی جائے گی۔ یا کوئی جائداد پابند وابستہ کیا جائے گا۔

اراضی یا ان کی کسی حقیت کی بیع یا کسی اور طرح منتقلی[1]

حقیت سے کیا مراد ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ قانون فریب کی قدیم عبارت پر جو فیصلے ہوئے ہیں وہ اب بھی اس معاہدے سے متعلق ہو سکتے ہیں۔ یہ دفعہ ان معاملات سے بحث کرتی ہے جو پٹوں یا بیعوں کیلئے کئے جائیں۔ مگر یہ کہنا ہمیشہ آسان نہیں کہ اراضی میں حقیت رکھنے سے کیا مراد ہے۔ جو معاہدات حصول حقیت سے پہلے ہوتے ہیں یا ایسے ہیں جو بعید اور ناقابل لحاظ حقیتوں سے متعلق ہیں تو وہ اس دفعہ سے غیر متعلق ہیں۔ مثلاً کسی عطائے حق کے لئے ادائی کا معاملہ[2] کسی خاص حقیت دار کے لئے گھر کی مرمت کرنا، کسی ریلوے کمپنی کے حصص منتقل کرنا جو اگرچہ اراضی کی مالک ہوتی ہے مگر اپنے حصہ داروں کو کوئی قابل لحاظ حقیت اراضی میں عطا نہیں کرتی۔

اس دفعہ کی تعبیر میں جو مشکلات پیدا ہوئے ہیں ان کا اندازہ ان مثالوں سے ہو سکتا ہے جن میں زرعی پیداوار کی بیع کے معاہدے ہوں۔

---

[1] لا آف پروپرٹی ایکٹ سنہ ۱۹۲۵ء دفعہ ۴۰ (۱) الف

[2] Boston بنام Boston سنہ ۱۹۰۴ء 1 K.B. 124

پیداوار محنتی اور قدرتی۔

دونوں قسم کی پیداوار اراضی (emblements) میں فرق کیا جاتا ہے۔ جو پیداوار زراعت کرنے سے ہوتی ہے اسے پیداوار محنتی (fructus industriales) کہا جاتا ہے۔ اور اگنے والی گھاس، چوبینہ یا درختوں کے پھل ہوئے قدرتی پیداوار (fructus naturales) کہلاتے ہیں۔ قانون نے اب طے کر دیا ہے کہ اگر جائداد اس وقت منتقل کی جاتی ہے جب پیداوار زمین سے جدا کی جا چکی ہے تو محنتی اور قدرتی دونوں قسم کی پیداوار قانون بیع اراضی ۱۸۹۳ء کی دفعہ ۶۲ کے تحت آتی ہے۔ لیکن اگر جائداد جدا کرنے سے پہلے منتقل ہو رہی ہے تو محنتی پیداوار کو تو اسباب قرار دیا جائے گا مگر قدرتی پیداوار کو حقیت ارضی۔

معاملات جو تاریخ انعقاد سے ایک سال کے اندر سرانجام نہیں پاتے ہیں

اس قسم کے معاملات میں دو ممتاز چیزیں ہیں اگر معاہدہ غیر متناہی وقت کے لئے ہے لیکن کوئی فریق معقول نوٹس دے کر اسے اندرون سال ختم کر سکتا ہے تو یہ قانون اس سے متعلق نہیں[1] کسی بچے کی پرورش کے لئے میعادوار کچھ رقم ادا کرنے کا، یا کسی شوہر سے جدا شدہ عورت کے نفقے کا معاہدہ اسی بنا پر اس دفعہ کے باہر قرار دیا گیا ہے۔

عدالتی مقولے کا مطلب یہی ہے کہ معاہدے کو قانون کے عمل کے اندر لینے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ معاملہ اپنے مقصد اور غرض کے اعتبار سے ایسا ہو کہ اسے ایک سال کے بعد پورا ہونا چاہئے[2] اگر معاہدے کسی معینہ

[1] mc Gregor بنام میک گریگر 21 Q.B.D. 429

[2] Hanua بنام Ehrlich سنہ ۱۹۱۱ء

مدت کے لئے ہے مگر زاید از یک سال کے لئے تو اگرچہ فریقین میں سے کسی کی بھی اطلاع سے اسے ایک سال کے اندر ختم کیا جا سکتا مگر اس پر قانون کا عمل ہوگا۔

اگر کسی فریق کا پورا فریضہ صرف یہ ہے کہ کام ایک سال کے اندر کرنا چاہئے اور کیا جاتا ہے تو قانون اس سے متعلق نہیں۔ زید بکر کا پٹہ دار تھا اور پٹہ بیس سال کے لئے تھا۔ اس نے زبانی عہد کیا کہ وہ بقیہ مدت کے لئے مزید پانچ پونڈ سالانہ[1] ادا کرے گا بشرطیکہ اس کے بدل میں زید پچاس پونڈ ترمیمات پر صرف کردے۔ بکر نے ایسا ہی کیا۔ قرار دیا گیا کہ زید اپنے عہد کی بنا پر ذمہ دار ہے۔

لیکن اگر کسی فریق کا فریضہ ایک سال میں انجام نہیں پا سکتا اور گو دوسرے فریق کا ہو سکتا ہے۔ مگر ارادہ ایک سال میں انجام دینے کا نہیں ہے تو معاہدہ اس قانون کے تحت آئے گا[2]۔

آخر میں یہ معلوم کرنا چاہئے کہ جہاں خدمات ایک ایسے معاہدے کے تحت انجام دئے گئے ہیں جو اس دفعہ کے تحت ناقابل نفاذ ہے تو ان کا معاوضہ ادا کرانے کے معنوی عہد کے تحت خدمات کی واقعی قدر و قیمت کے مطابق دعویٰ دائر کیا جا سکتا ہے۔ ایسی نالش اس معاہدے پر مبنی نہیں ہوتی جو فریقین میں ہونا بیان کیا گیا ہے اور جو ناقابل نفاذ ہے بلکہ ایسی نالش اس معنوی معاہدے پر مبنی ہوتی ہے جو قانون فریق کے طرز عمل سے مستنبط کرتا ہے پلیڈنگ کی قدیم صورتوں کے لحاظ سے ایسی نالش خلاف ورزی معاہدہ دین[3] (indebitatus assumpsit) کے عنوان پر کی جاتی ہے۔

ضابطے کی ضرورتیں — (۲) دوسری غور طلب چیز یہ ہے کہ کس قسم کا ضابطہ مطلوب ہے۔ ضرورت بتائی گئی ہے کہ معاملہ یا اس کی کوئی

---

[1] Donellan بنام Read 8 B. & A. 944

[2] Reeve بنام Jenn-ings سنہ ۱۹۱۰ K.B. 522

[3] دیکھو حصہ ۶ باب ۲

یادداشت یا نوٹ تحریری ہوگا اور اس پر اس شخص کے دستخط ہوں گے جس پر رقم عائد کی جائے گی یا اس شخص کے دستخط ہوں گے جسے اس نے قانوناً اس بات کے لئے مجاز کیا ہو۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

اس حصۂ مضمون کے متعلق ہم مندرجۂ ذیل قاعدے بنا سکتے ہیں:-[1]

ضابطہ صرف شہادت کے لئے ہے۔

(۱) ضابطہ مطلوبہ معاہدے کے وجود سے متعلق نہیں ہوتا ہے۔ معاہدہ موجود ہو سکتا ہے خواہ اسے ضروری ضابطے کا جامہ نہ پہنایا گیا ہو۔ اور شرائط مقررکردۂ قانون کی عدم تعمیل کا اثر صرف یہ ہوتا ہے کہ فروگزاشت کی تکمیل تک نالش نہیں کی جا سکتی۔

اس قاعدے کی مثال دینی کچھ مشکل نہیں چنانچہ تحریری نوٹ اس طرح مرتب ہو سکتا ہے کہ وہ انعقاد معاہدہ سے لے کر ابتدائے عمل تک کسی وقت میں شرائط مقررۂ قانون کے مطابق کر لیا جا سکے۔ یا اس فریق کے دستخط جسے رقم ادا کرنی ہے تکمیل معاہدہ سے قبل لے لئے جا سکتے ہیں۔

نیز[3] معاہدے کا ایک فریق معاہدے کے مسودۂ شرائط پر دستخط کر سکتا ہے اور اپنے دستخط کو مسودے کی اصلاح کے بعد تکمیل معاہدہ کے ذریعے سے تسلیم کر سکتا ہے۔

جس ایجاب[4] میں فریقین کے نام ہوں اور شرائط ایجاب جس پر ایجاب کنندہ کے دستخط ہوں، اس کے لئے قابل پابندی ہوں گے اگرچہ معاہدہ بعد میں زبانی قبول کے ذریعے سے طے شدہ ہو۔ ان میں سے پہلی صورت میں جو

---

[1] یہ استثناء قاعدہ (د) اس عنوان کے تحت جو کچھ بیان ہوا ہے وہ قانون بیع اراضی کی دفعہ ۴ اور نیز قانون فریب کی دفعہ ۴ سے متعلق ہو سکتا ہے۔

[2] Stewart بنام Eddowes L.R. 9 C.P. 311

[3] Koenigs blatt بنام Sweet سنہ ۱۹۲۳ 2 Ch. 314

[4] Reuss بنام Picksley L.R. 1 Exch. 342

فریق ماخوذ کیا جاتا ہے اس کے دستخط - اور تیسری صورت میں نہ صرف دستخط بلکہ پوری یادداشت - تکمیل معاہدہ سے قبل وقوع پذیر ہوئی - یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی معاہدے کا کوئی ایک فریق جس نے دستخط نہ کئے ہوں ایک خط میں اس کو تسلیم کر کے دستخط مہیا کر دے[1] اور ساتھ ہی اپنے اس ارادے کا اعلان کر سکتا ہے کہ وہ معاہدے کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے۔ اس طرح قانونی شہادت مہیا ہو جائے گی اور چونکہ معاہدہ ہو چکا تھا اس لئے اس کا قبولیت سے انکار بیکار ہوگا۔

فی الحقیقت یادداشت کے لئے ضروری نہیں[2] کہ دستاویز (جسے معاہدہ ریکارڈ کی غرض سے تیار کیا گیا ہو) ہو - اور یہ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی بالکل مختلف مقصد کے لئے ہو - چنانچہ کسی نالش کا جواب جس پر مدعیٰ علیہ کے مشیر قانونی کے دستخط ہوں اور جس میں جملہ شرائط معاہدہ شامل ہوں تو اس کے متعلق قرار دیا گیا ہے کہ وہ کافی یادداشت ہے جس پر ایسے کارندے کے دستخط ہیں جسے[3] قانوناً اس بات کے لئے مجاز کیا" گیا تھا

فریقین ظاہر ہوں

(ب) یادداشت میں فریقین اور موضوع بحث کو ظاہر کیا جائے۔

فریقین کا نام یا ایسی تفصیل ہونی چاہئے کہ وہ بہ آسانی اور یقین کے ساتھ متعین کئے جا سکیں - ایک خط "جناب" سے شروع کیا جاتا ہے اور اس فریق کے اس پر دستخط ہوتے ہیں جسے ماخوذ کیا گیا ہے لیکن مکتوب الیہ کا نام اس پر نہیں ہوتا۔ ایسے خط کو متعدد مرتبہ قانون کے شرائط کی تکمیل کے لئے ناکافی قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اگر بتایا جائے کہ خط ایک ایسے لفافے میں تھا جس پر نام درج تھا تو دونوں کاغذات کو ایک دستاویز قرار دیا جائے گا اور

---

[1] Buxton بنام Rust L.R. 7 Exch 1 & 272

[2] Thirkell بنام Cambe سنہ ۱۹۱۹ ؁ 1 K.B. 590

[3] Grindell بنام Bass سنہ ۱۹۲۰ ؁ 2 Ch. 487

قانونی شرائط کی تکمیل ہو جائے گی۔

لیکن جب ایک فریق کے نام کی جگہ اس کا تفصیلی تذکرہ ہو تو زبانی شہادت تعین شخص میں قابل ادخال ہو گی بشرطیکہ تذکرہ تفصیلی کسی خاص شخص کی جانب اشارہ کرتا ہو۔ دوسری صورتوں میں نہیں۔ اگر زید بکر سے اپنے ہی نام سے معاہدہ کرتا ہے مگر وہ فی الحقیقت محمود کا کارندہ ہے تو بکر یا محمود ثابت کر سکتے ہیں کہ یادداشت میں زید کی صورت میں محمود کا تذکرہ ہے۔

اگر کسی کارندے نے "مالک" یا "منتظم" (پروپرائٹر) کی جانب سے جائداد بیع کی تو زبانی طور سے یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ بکر جائداد کا مالک یا منتظم تھا۔[1] لیکن اگر کارندہ اپنے "موکل" (Client) کے "بایع" (Vendor) یا اپنے "دوست"[2] کی جانب سے بیع کرے تو اس بیان میں کوئی ایسا تعین نہیں ہے کہ زبانی شہادت قابل ادخال قرار دی جا سکے۔

یہی اصول موضوعِ معاہدہ کے تذکرے سے متعلق کیا جا سکتا ہے۔

اگر بکر نے (۲۴) ایکڑ اراضی مع اس کے متعلقہ حقوق کے خریدی جو معافی ہے اور ضلع اسٹاٹ فورڈ کے تعلقہ ڈرے کاٹ میں ٹاٹ ہینسلو میں واقع ہے۔ بیع کرنا چاہا اور زید نے اس سے خریدنے کا معاملہ کیا تو زمین کو متعین کرنے کے لئے زبانی شہادت قابل ادخال قرار دی گئی۔[3] لیکن ایک اور صورت میں زید نے بکر کو ایک رقم کی رسید دی جو اس کے معدن ٹوڈیل کے حصے کے متعلق تھی تو قرار دیا گیا کہ وہ فریقین کے حقوق و فرائض کے متعلق اتنا غیر معین تذکرہ کرتا ہے کہ اس کے متعلق زبانی شہادت ناقابل ادخال ہے۔[4]

(ج) یادداشت خطوط اور کاغذات پر مشتمل ہو سکتی ہے۔ لیکن ان میں

---

[1] Commins بنام Scott, L.R. 20 Eq. 15 & 16

[2] Rossiter بنام miller (3 Appca 1141)

[3] Peant بنام Bourne (2 Ch 1897)

[4] Caddick بنام Skidmore (2 De G. & 52)

باہمی تعلق ہونا چاہیئے اور ان کو مکمل ہونا چاہیے۔
قانون کا اقتضا ہے کہ شرائط اور معاہدے کے تمام شرائط تحریری ہوں۔ مگر ان کا ایک ہی دستاویز میں ہونا ضروری نہیں۔ کوئی یادداشت متعدد کاغذوں یا ایک پوری خط و کتابت کے ذریعے سے ثابت کی جا سکتی ہے لیکن باہمی تعلق خود سے خود ظاہر ہونا چاہیے[1]۔
دو دستاویزوں کا باہمی تعلق بتانے کے لئے زبانی شہادت قابل ادخال ہے جب کہ ایک دوسرے کی جانب اشارہ واضح ہوتا ہو اور ان دونوں کا اس طرح تعلق بتانے سے مزید تشریح کے بغیر معاہدہ ثابت ہو جاتا ہے۔ یہ اصول Long بنام miller[2] میں قایم کیا گیا اور بعض جدید مقدمات میں بھی قبول کیا گیا۔ اس میں اور کثیر الاستناد مقدمۂ Boydell بنام Drummond[3] میں کوئی تناقض نہیں۔ اس میں مدعی نے قواعد شراکت کے دو فارم جاری کئے تھے اور شیکسپیر کے ایک باتصویر ایڈیشن کے لئے حصہ داروں کو مدعو کیا گیا تھا۔ حصہ دار مجاز تھے کہ صرف مطبوعہ حصے خریدیں یا پوری کتاب بہ حیثیت مجموعی۔ مدعی علیہ نے اپنا نام مدعی کی دوکان میں ایک کتاب میں لکھا جس پہ لکھا ہوا تھا "حصہ داران شیکسپیر ان کے دستخط" بعد میں اس نے خریدنے سے انکار کیا اور قرار دیا گیا کہ دستخط کی کتاب اور قواعد شراکت میں دستاویزی شہادت سے کوئی تعلق باہمی نہیں۔ اور یہ کہ ان کا تعلق بتانے کے لئے زبانی شہادت ناقابل ادخال ہے۔ گو زبانی شہادت کے ادخال کا قاعدہ ۱۸۰۹ء سے بلاشک و شبہ نظرانداز سا ہو چلا ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی بائڈل بنام ڈرمنڈ میں کوئی مختلف فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ جس شہادت کے ادخال کی اجازت چاہی گئی تھی وہ دو دستاویزوں کا صرف تعلق بتانے سے بہت آگے

[1] Stokes بنام Whicher(1920 1 Ch. 411)
[2] (4C. P.D. 454.
[3] 11 East, 142.

بڑھتی تھی اور مدعی علیہ کی ذمہ داری کی نوعیت اور وسعت سے بحث کرتی معلوم ہوتی تھی۔

شرائط مکمل ہوں

پھر شرائط کو مکمل طور سے تحریری ہونا چاہئے۔ جہاں معاہدہ اس قانون کے اندر نہیں آتا تو فریقین کو اجازت ہے کہ (۱) اپنا معاہدہ تحریر میں لائیں (۲) صرف زبانی معاہدہ کریں (۳) چند شرائط کو تحریر میں لائیں اور بقیہ کو زبانی طے کریں۔ آخری صورت میں اگر تحریری حصہ زبانی شہادت سے بدلا نہیں جا سکتا تاہم زبانی طے شدہ شرائط زبانی شہادت سے ثابت ہوتے ہیں اور تحریری کا ضمیمہ بنتے ہیں اس طرح سب مل کر ایک کامل معاہدہ بناتے ہیں۔[1] لیکن جب معاہدہ زیر بحث قانون کے اندر آتا ہو تو اس کے تمام شرائط کا تحریری ہونا ضروری ہے اور غیر محررہ شرائط کی زبانی شہادت کے پیش کرنے سے فوراً یہ ظاہر ہوگا کہ معاہدہ اس سے مختلف تھا جو کہ یادداشت سے نظر آتا ہے۔

بدل کا ذکر تحریری ہو

(د) بدل کا تذکرہ تحریر میں ہونا چاہئے ونیز شرائط عہد جس پر نالش کی جائے گی۔ یہ قاعدہ ۱۸۰۴ء سے تصفیہ پا چکا ہے۔ اس کا پوری طرح بیع اشیا (دیکھو چھ سات صفحے بعد) پر اطلاق نہیں ہوتا۔[2] اور ایک استثنا کے تحت ہے جو ۱۸۵۶ء میں تجارتی سہولت کی غرض سے ترمیم قانون تجارت (مرکنٹائل لا امنڈمنٹ ایکٹ) کی دفعہ ۳ میں قایم کیا گیا جو "کسی دوسرے کے قرض عدم ادائی یا بدعنوانی پر معاوضہ دینے کے عہد" سے متعلق ہے۔ ایسے عہد کے متعلق ہرگز نہ

سمجھا جائے گا کہ جو مقدمہ یا نالش یا دیگر کارروائی
کسی ایسے شخص کو ذمہ دار گردانے کے لئے ہو جس
سے اس قسم کا عہد لیا گیا ہو تو ایسا عہد محض

---

[1] Greaves بنام Ashlin (3 Camp. 426)

[2] Wain بنام Warlters (5 East, 10)

اس بنا پر اس کی تائید کے ناقابل ہے کہ اس میں عہد کا
بدل تحریر میں نظر نہیں آتا یا کسی تحریری دستاویز سے بداہتہً
مستنبط نہیں ہوتا۔"

دستخط فریق یا کارندہ

(ہ) یادداشت پر دستخط اس فریق کے ہونے چاہئیں جس پر دعویٰ کیا گیا ہے یا ایسا کوئی اور شخص جسے اس نے اس کام کیلئے قانوناً مجاز کیا ہو۔

اسی بنا پر معاہدے کا دونوں فریقین کی نالش پر قابل نفاذ ہونا ضروری نہیں۔[1] یہ دستخط نہ کرنے والے فریق کا اختیاری امر ہو سکتا ہے کہ دستخط کرنے والے فریق کے خلاف اسے نافذ کرائے۔ دستخط میں یہ ضروری نہیں کہ فریق کا نام واقعی طور سے لکھا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ صرف کوئی علامت ہو۔ نہ یہی ضروری ہے کہ وہ تحریری ہو۔ وہ مطبوعہ یا مہری ہو سکتا ہے نہ یہی ضروری ہے کہ وہ دستاویز کے آخر میں ہو۔ شروع یا وسط میں بھی ہو سکتی ہے۔

مگر یہ ضروری[2] ہے کہ اس کا منشا دستخط کرنا ہی ہو اور اس طرح معاہدے کو تسلیم کرنا ہو۔ نیز اسے چاہئے کہ پورے معاہدے پر موثر ہو۔

یہ قواعد متعدد نظائر نے قائم کئے ہیں جن کا شہادت و تعبیر کے مشکل سوالات پر مدار تھا۔ ان پر مزید بحث یہاں بے محل ہوگی۔

قانون معاہدے کو کالعدم نہیں کرتا۔

(۳) ابھی اس بات پر غور کرنا باقی ہے کہ ان فریقوں کی حیثیت کیا ہوتی ہے جو معاہدۂ متذکرۂ دفعہ ۴ کرتے ہیں لیکن شرائط دفعات کے مطابق پابندی نہیں کرتے۔ ایسا معاہدہ نہ کالعدم ہے نہ ممکن الانفساخ۔ مگر اس کا نفاذ اس طرح نہیں ہو سکتا کہ یادداشت پر دستخط نہ کرنے والے فریق کے خلاف دعویٰ دائر کیا جائے۔ کیونکہ اس کا ثبوت ممکن نہیں۔ اس کے برخلاف وہ فریق جس نے یادداشت پر

---

[1] Daniels بنام Trefusis (1914, 1 Ch. 788)

[2] Hacklesby بنام Hook 83 L.T. 117

دستخط نہ کیے ہوں معاہدے کو دستخط کرنے والے فریق پر نافذ کرا سکتا ہے۔[1] یہ کہنے کے بھی وجوہ ہیں کہ مدعی علیہ ایک زبانی معاملہ اندرون قانون بغرض جواب دہی ترتیب دے سکتا ہے[2] کیونکہ یہ کسی کو معاہدے کی بنا پر چارج کرنا نہیں ہے۔

یہ بتایا جاچکا ہے کہ یادداشت مقررہ فارم پر خواہ واقعۂ معاملت کے پہلے ہوا ہو یا بعد قانون کے شرائط کو پورا کرے گی۔ لیکن ان شرائط کو ملحوظ نہ رکھنے والے فریقین کی مشکلات کی نوعیت ان مقدمات میں واضح ہوتی ہے جو عدالت میں آگئے ہوں اور ان میں مطلوبہ ضابطہ موجود نہ ہو۔

معاہدہ ثابت نہیں کیا جاسکتا

مقدمہ (Leronx) بنام براون[3] میں مدعی نے ایک ایسے معاہدے کی نالش کی جو ایک سال میں تعمیل نہیں پانے والا تھا۔ یہ فرانس میں ہوا تھا اور قید تحریر میں نہیں لایا گیا تھا۔ قانون فرانس ایسی صورت میں تحریر کو ضروری نہیں قرار دیتا۔ اور خصوصی قانون بین الاقوام (پرائیویٹ انٹرنیشنل لا) کے قاعدوں کے لحاظ سے کسی معاہدے کا جواز مقام معاہدہ کے قانون (lex loci contractus) کے لحاظ سے متعین کیا جاتا ہے۔ طریقۂ اثبات معاہدہ البتہ (جو محض ضابطے کی ایک چیز ہے) قانون مقام نالش (lex fori) کے مطابق ہوتا ہے۔ اسی بنا پر اگر دفعہ ۴ ان معاہدات کو کالعدم کردے جو اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے منعقد ہوئے ہوں تو مدعی معاوضہ پاسکے گا کیونکہ معاہدہ فرانس میں جہاں کہ وہ منعقد ہوا صحیح تھا۔ اور قانون مقام معاہدہ کا عمل ہوگا۔ لیکن اگر اس کے برخلاف دفعہ ۴ صرف طریقۂ اثبات کو متاثر کرتی ہے تو معاہدہ اگرچہ کالعدم نہیں ہے لیکن انگلستان میں اسے ثابت نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ضروری شہادت موجود نہیں ہے۔

[1] Laythorp بنام Bryant 785 (2 Bing. N.C.)

[2] ہالس بنام نیوزی لینڈ اینڈ ریورپلیٹ لینڈ کمپنی (23 Ch.D. per Northp. 279)

[3] (12 C.B. 801)

لیرو Leroux نے یہ بتانے کی کوشش کی کہ یہ دفعہ اس کے معاہدے کو کالعدم کردیتی اگر وہ انگریزی معاہدہ ہوتا۔ وہ جیت جاتا کیونکہ وہ دونوں امور کو ثابت کرسکتا تھا اولاً اپنے معاہدے کو اور پھر یہ کہ فرانیسی قانون نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ مگر عدالت نے قرار دیا کہ دفعہ ۴ صرف امور ثبوت سے متعلق ہے اور معاہدے کو کالعدم نہیں کرتی بلکہ اسے ناقابل اثبات بنادیتی ہے بجز اس کے کہ اس کی کوئی یادداشت پیش کی جائے۔ چونکہ لیرو کوئی یادداشت نہ پیش کرسکا اس لئے وہ مقدمہ ہار گیا۔

ناقص تعمیل

جزئی تعمیل کے نصفتی کلیے نے عدالتوں کو مجاز کیا کہ بعض صورتوں میں معاہدے کے متعلق خواہ وہ اسی نوعیت کا جس کے متعلق تحت قانون فریب تحریر ضروری ہے اس بات کی اجازت دیں کہ زبانی شہادت سے ثابت کیا جائے جب کہ ایک فریق نے اس کے اپنے وجوبات کی تعمیل میں کچھ افعال کئے ہوں۔ مگر یہ کلیہ نہایت محدود ہے اور اس کے اطلاق کے شرائط فرائی Fry نے اپنی کتاب Specific Performance (اشاعت ششم صفحہ ۲۷۶) میں درج کئے ہیں۔ جن کو عدالتوں نے بھی تسلیم کرلیا ہے[1]۔ اور وہ یہ ہیں:۔

> معاہدے[2] کو قانون کے عمل سے اس طرح نکال لینے کے لئے چند حالات کی موجودگی ضروری ہے: اولاً جزئی تعمیل کے افعال ایسے ہوں کہ ان سے کسی اور حقیت کا تعلق نہ ہو۔ دوسرے وہ ایسے ہوں کہ معاہدے کے تحریری نہ ہونے سے مدعیٰ علیہ فائدہ اُٹھانا چاہے تو وہ فریب ہو۔ تیسرے وہ جس معاہدے کی جانب اشارہ کرتے ہوں وہ بذات خود ایسا ہو کہ

---

[1] Chaproniere بنام Lambert سنہ ۱۹۱۷ (2 Ch. P. 361)

[2] Rawlinson بنام Ames سنہ ۱۹۲۵ (1 Ch. P. 114)

عدالتیں اسے نافذ کر سکیں۔ اور چوتھے مناسب زبانی
شہادت معاہدہ ہو جو جزئی تعمیل کے افعال سے ثابت
ہو سکے۔"

ان میں سے پہلی شرط کا مطلب یہ ہے کہ افعال جن کی بنا پر کسی معاہدے کو قانوناً مستنبط کیا جا سکتا ہے ایسے ہوں کہ خود ان سے معاہدے کا جس کا ثبوت مطلوب ہے وجود ثابت ہو جائے۔ مثلاً ایک قدیم مقدمے[1] میں مدعی نے ایک پٹے کے زبانی معاملے کے سلسلے میں مدعیٰ علیہ کے موصی (testator) کی زمین پر داخل ہوا۔ ایک مکان توڑ ڈالا اور اس کی جگہ نئے مکانات تعمیر کرائے۔ دار الامرا نے حکم دیا کہ مدعیٰ علیہم پٹے کا نفاذ کریں۔ ایک حالیہ مقدمے[2] میں فریقین نے ایک ایک کمرے (Flat) کے کرائے پر دئے جانے کا زبانی معاہدہ کیا اور مدعیہ (کرائے پر دینے والی) نے کمرے میں چند تبدیلیاں کرائیں جن کے متعلق راضی نامہ ہو چکا تھا۔ یہ خود کوئی ایسی چیز نہ تھی جس سے مقدمہ قانون کے باہر ہو جاتا کیونکہ مدعیہ نے غالباً اپنی جائداد کی ترقی ہی چاہی ہو گی خواہ وہ اسے کرائے پر دیتی یا نہ دیتی۔ مگر یہ تبدیلیاں مدعیٰ علیہ کی درخواست پر کرائی گئیں تھیں جس نے کام ہوتے وقت اس کا معائنہ کیا اور مشورے دئے تھے۔ جج رومر (Rromer) نے قرار دیا کہ ان حالات میں مدعیہ کے افعال کو اگر مدعی کے افعال کی روشنی میں دیکھا جائے تو خود بخود نتیجہ نکلتا ہے کہ مدعیٰ علیہ نے معاہدہ کر کے اسے (مدعیہ کو) کچھ جائدادی منفعت عطا کی ہو گی اسی بنا پر وہ جزئی تعمیل کے افعال تھے جو کسی کرائے کے معاملے کی شہادت زبانی کے ادخال کی اجازت دینے کے لئے کافی ہیں۔ اس تحدید (اور قید) کی وجہ یہ ہے کہ نصفتی کلیے سے سوائے اس کے کچھ اجازت نہیں ملتی کہ یادداشت مطلوبہ قانون کی جگہ ایک دوسری چیز پیش کی جائے۔ یادداشت کے متعلق دیکھا گیا ہو گا کہ اس کی

---

[1] Lester بنام Foxcroft سنہ ۱۷۰۱ء (Colle's P.C. 108)

[2] Rawlinson بنام Ames سنہ ۱۹۲۵ء (1 Ch. 45)

ضرورت قانون نے بطور شہادت معاہدہ کے قرار دی ہے۔ اور نصفت کا اقتضا ہے کہ جن افعال کے بطور جزئی تعمیل کے ہونے کا یقین کیا گیا ہو وہ بھی یہ کام انجام دیں۔

اس کے برخلاف جن افعالِ تعمیل سے خود یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ معاہدہ موجود ہے ان کے باعث کلیۂ بالا عمل میں نہیں آئے گا۔ Maddison بنام Alderson[1] کے مستند مقدمے میں دار الامرا نے اس کلّیے پر مکمل بحث و تنقید کی ہے اس میں مرافعہ کرنے والی نے آلڈرسن کے محافظ مکان کی حیثیت سے کئی سال تک بلا اجرت خدمات انجام دیں۔ اور دعویٰ کیا کہ چونکہ مرافع علیہ نے اس سے زبانی عہد کیا تھا کہ وہ اس کے متعلق وصیت کرے گا کہ اسے (مرافعہ کو) حق حین حیاتی حاصل ہو اور اسی زبانی عہد کے بدل کے طور پر اس (مرافعہ) بلا اجرت خدمات انجام دیں۔ آلڈرسن بلا وصیت کئے مر گیا۔ اور مرافعہ کے قبضے میں چونکہ (فارم مذکور کے) دستاویزات حقیت موجود تھے اس لئے متوفا کے جانشین قانونی نے ان کی بازیافت کا دعویٰ دائر کیا۔ دار الامرا نے قرار دیا کہ چونکہ مرافعہ کا آلڈرسن کی خدمت کرتے رہنا آلڈرسن کی اراضی کے متعلق کسی معاہدے کے بغیر بھی بہ آسانی معقول معلوم ہو سکتا ہے۔ اس لئے وہ کوئی ایسا فعل نہ تھا جس سے معاہدۂ مزعومہ کو اس قانون سے باہر لے جایا جائے۔ اور اسی وجہ سے یہ اچھی طرح تصفیہ پا چکا ہے کہ کسی مقدار رقم کی ادائی کو خواہ وہ زرِ ثمن ہو یا پیشگی کرایہ، جزئی تعمیل کا کافی فعل نہیں قرار دیا جا سکتا کیونکہ رقم کی ادائی بطور خود ایک ایسا فعل نہیں سمجھی جا سکتی جس کے معنے واضح اور معین ہوں جب تک کہ زبانی شہادت کے ذریعے سے ایسا تعلق نہ ثابت کر دیا جائے جو معاہدۂ اراضی کا پتہ دے۔"

اطلاق کلیۂ بالا کے شرائط میں سے دوسری شرط یہ ہے کہ مدعی کو جو دوسرے فریق کے عہود پر اعتبار کرتا ہے، چاہئے کہ اس نے اپنی حالت میں ایسی

[1] (8 App: .467

تبدیلی پیدا کی ہو کہ فریق دیگر کو پابند معاہدہ نہ ٹھیرانا ظلم معلوم ہو اس کے بغیر کوئی وجہ نہ ہوگی کہ عدالت "نصفت" تعمیل کا حکم دے[1]۔ جزئی تعمیل کے قابل اور خالص افعال کے سلسلے میں ادائی رقم کو بھی اسی بنا پر خارج کیا گیا ہے کہ اگر معاہدے کی تعمیل نہ ہو تو رقم کی دعوے کے ذریعے سے بازیافت ہو سکتی ہے۔

تیسری شرط خود اس کلیے کی تاریخ سے پیدا ہوئی ہے اور محض عدالت ہائے نصفت کی پیدا کردہ ہے۔ اگرچہ جوڈیکیچر ایکٹ کے نفاذ سے ہر عدالت نصفت پر عمل کر سکتی ہے مگر پھر بعض تحدیدات ہیں جو اس کی ماہیت کے باعث عائد کئے گئے ہیں جو عدالتوں کے انضمام (amalgamation) سے قبل معاہدات کے متعلق نصفتی اقتدارات عدالت (Equitable jurisdiction) کی تھی۔ چنانچہ Britain بنام Rossiter میں[2] ایک شخص کو ناجائز طور پر خدمت سے الگ کر دیا گیا اور اس معاہدۂ ملازمت کی خلاف ورزی کی گئی جو باقی تھا اور ایسی چیز کے متعلق تھا جو ایک سال میں تمیں نہیں پانے والی تھی معاہدے کی جزئی تعمیل ہو چکی تھی۔ اور کلیات نصفت کی استمداد اس لئے کی جا رہی تھی کہ تحریر کی ضرورت باقی نہ رہے عدالت مرافعہ نے قرار دیا کہ کلیۂ مذکور کا یہاں اطلاق نہیں ہوتا۔ چونکہ نصفتی عدالتوں نے اس کا خصیص صورتوں میں استعمال کیا تھا جو اراضی سے متعلق تھیں اور کبھی معاہدات ملازمت کے متعلق تعمیل مختص روا نہیں رکھی۔ لارڈ سلبورن نے میڈیسن بنام آلڈرسن میں نظائر کو دیکھ کر یہ بھی قرار دیا کہ جزئی تعمیل کے افعال پوری طرح نہیں تو تقریباً پوری طرح صرف اراضی کے قبضے یا استفادے یا پٹے سے متعلق ہیں۔ اور یہ بھی امتیاز کیا جا سکتا ہے (اگرچہ اسے عملاً زیادہ اہمیت نہیں) کہ اس کلیے کی صحیح تحدید جسٹس Kay. J. نے مقدمہ Mc Manus بنام Cooke میں

---

[1] Chaproniere بنام Lambert سنہ ۱۹۱۷ء (2 Ch. 356)

[2] 11 Q.B.D, 123

اس طرح کی ہے کہ "غالباً یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ جزئی تعمیل کا کلیہ ان تمام متقدمات سے متعلق ہوگا جن میں کوئی عدالت نصفت تعمیل مختص کی نالش کو سننا منظور کرے اگر معاہدۂ مزعومہ تحریری ہوتا"
جوڈیکیچر ایکٹ (Judicature Acts) نے اس چارۂ کار کو تو نہیں[1] البتہ اختیار سماعت کو وسیع کیا ہے جس سے چارۂ کار حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اور چونکہ چانسری کورٹ اس قانون سے پہلے تعمیل مختص کی جگہ ہرجہ نہیں دلا سکتی تھی اس لئے ہرجہ اب بھی ان صورتوں میں نہیں دلایا جائے گا جہاں زبانی شہادت تحت کلیۂ مذکورہ قابل ادخال ہے۔

قانون فریب سے کس طرح تطابق کیا جائے۔

کلیۂ تعمیل جزئی کو درست قرار دینے کے لیئے کہا جاتا ہے کہ "عدالت ہائے نصفت اس بات کی اجازت نہ دیتیں کہ اس قانون کو فریب کا ذریعہ بنا لیا جائے" مگر یہ کوئی ایسا استدلال نہیں جو صحیح بنیادوں پر قائم ہو یا (اس کلیے کے) مسلمہ حدود کے اندر ہو۔ عدالت ہائے قانون کی طرح عدالت ہائے نصفت بھی اس بات کی قدرت نہیں رکھتیں کہ کسی قانون موضوعہ کے خلاف فیصلہ کریں۔ کیونکہ اس سے وہ نتائج پیدا ہوں گے جو ضمیر کے خلاف ہیں۔ مزید براں ایسی توضیح کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہر وہ فعل جس کے ذریعے سے کسی فریق نے معاہدۂ زبانی پر یقین کرکے اپنی حالت میں تبدیلی پیدا کی ہو، مقدمے کو اس قانون کے باہر کردے گا خواہ وہ فعل خود معاہدۂ مزعومہ کے وجود کی شہادت ہو یا نہ ہو کیونکہ اخلاقی نقطۂ نظر سے بہر صورت فریب یکساں ہے۔ مگر ہم دیکھ چکے ہیں کہ یہ قانون نہیں ہے۔ لارڈ سلبورن نے (Maddison) بنام (Alderson) میں ایک زیادہ موزوں توضیح پیش کی ہے۔

جو نالش ایسی جزئی تعمیل پر مبنی ہو تو مدعی علیہ فی الحقیقت
ان نصفتوں کی بنیاد پر چارج کیا جاتا ہے جو نفاذ معاہدہ

---

[1] Lavery بنام Pursell (39 Ch.D. 508, atp. 519)

کی غرض سے کئے ہوئے افعال سے پیدا ہوتی ہیں۔ خود معاہدے کی بنیاد پر (اندرون منشائے قانون) نہیں خارج کیا جاتا۔ اگر اس قسم کی نصفیتیں خارج کردی جائیں تو ایک ایسی ناانصافی ہوگی جو ہرگز قانون کے پیش نظر نہیں ہوسکتی …… یہ قرار دینا بے سبب نہیں کہ جب قانون یہ کہتا ہے کہ کسی شخص کو معاہدہ متعلق بہ اراضی کی بناپر خارج کرنے کے لئے کوئی نالش نہیں دائر کی جاسکتی تو اس وقت اس کے پیش نظر فقط وہ سادہ صورت ہوتی ہے جس میں اسے صرف معاہدے کی بناپر خارج کیا جاتا ہے نہ کہ وہ صورت جس میں معاہدے کے بعد اور معاہدے کی بنیاد پر امور انجام دادہ Res gestæ کی بنا پر پیدا ہونے والی نصفیتیں پائی جائیں۔ جب تک ان امور انجام دادہ اور مزعومہ معاہدہ کا تعلق محض زبانی شہادت پر موقوف نہیں رہتا بلکہ وہ معقول طور سے خود امور انجام دادہ سے مستنبط کیا جاسکتا ہے، اس وقت تک انصاف کا اقتضا یہ معلوم ہوتا ہے کہ قانون کی گنجائش میں اس قسم کی کوئی تحدید ہو اور نہ کسی غیر دستخطی تعمیل شدہ معاملۂ متعلق میں پیدا ہونے والی مادی غلطیوں کی تصحیح تک میں رکاوٹیں حائل کریں گی خواہ ان کو کتنا ہی واضح طور سے ثابت کیوں نہ کردیا جائے۔"

اس کے برخلاف، اسی مقدمے میں لارڈ بلیک برن نے اس خیال کی جانب میلان ظاہر کیا کہ کلیۂ مذکور ایک "بہم چیز ہے جو الفاظ قانون سے مطابق نہیں کی جاسکتی" مگر انھوں نے یہ بھی کہا کہ "اگر وہ اصل میں کوئی غلطی تھی تو اب وہ میری رائے میں غلط العوام ہے اور خود قانون ہے۔"

قانون بیع اشیا ۱۸۹۳ء دفعہ ۴

(۱) دس پونڈ یا اس سے زیادہ مالیت کے اسباب کو بیع کرنے کا معاہدہ اس وقت تک بذریعہ نالش نافذ نہیں کرایا جائے گا جب تک کہ مشتری اس طرح بیع شدہ اشیا کا حصہ قبول نہ کرے اور عملاً اس کو حاصل نہ کرے یا کچھ بیعانہ دے کہ معاہدہ کو پابند نہ کرے، یا جزئی ادائی عمل میں نہ لائے یا کم از کم کوئی تحریری نوٹ یا یادداشت نہ دے جو معاہدۂ مجوزہ کے متعلق ہو اور جس پر شخص مسئول یا اس کی جانب سے کوئی کارندہ دستخط نہ کرے[1]

(۲) اس دفعہ کے شرائط ہر ایسے معاہدے سے متعلق ہوں گے خواہ وہ اسباب کسی آیندہ تاریخ پر حوالے کیا جانے والا ہو یا بوقت انعقاد معاہدہ حوالگی کے لئے فی الحقیقت تیار، یا حاصل شدہ، یا فراہم کردہ، یا مکمل یا مستعد نہ ہو یا اس کی تیاری یا تکمیل میں یا اس کو حوالگی کے لئے مکمل کرنے میں کسی چیز کی احتیاج ہو[2]۔

(۳) اس دفعہ کے الفاظ کے تحت قبولیت اسباب اس وقت ہوتی ہے جب کہ مشتری کوئی ایسا فعل اسباب کے متعلق کرتا ہے جس سے معاہدۂ بیع کے موجود ہونے کو تسلیم کیا جاتا ہے خواہ تعمیل معاہدہ کے لئے قبولیت ہو یا نہ ہو۔

یہاں ہمیں اب مثل دفعہ ۴ قانون فریب کے مندرجۂ ذیل امور پر غور کرنا چاہئے۔

---

[1] اس ذیلی دفعہ میں قانون فریب کی دفعہ ۱۷ کا جو اب منسوخ ہو گیا ہے اصل جز موجود ہے۔ الفاظ بدل دئے گئے ہیں تاکہ اس بات میں کوئی شبہ باقی نہ رہے کہ عدم مطلوبہ اور اس کی غیر موجودگی کے نتائج جو اس دفعہ کے تحت پیدا ہوں گے وہ قانون فریب کی دفعہ ۱۷ کے مماثل ہیں۔

[2] اس ذیلی دفعہ میں لارڈ ٹنٹرڈن کے قانون کی منسوخہ دفعہ شریک کر دی گئی ہے جس میں قانون فریب کی دفعہ ۱۷ کے معاملات بیع پر عمل کرنے میں شبہ کو دور کیا گیا تھا۔

(۱) ماہیت معاہدہ۔
(۲) ضابطۂ مطلوبہ۔
(۳) ضروریات قانونی کی عدم پابندی کے اثرات۔

معاہدات بیع

(۱) قانون بیع اشیاء سے بحث کی گئی ہے اور اشیاء سے مراد اس میں "اشیائے مشخصہ" ہیں نہ کہ اشیاء کا وہ وجود ذہنی جو نعل یا رقم کے اندر پایا جاتا ہے" لیکن الفاظ "معاہدۂ بیع" میں دو قسم کے معاملات شامل ہیں۔ "بیع" اور "معاملہ بیع"۔ دفعہ ۱ دونوں سے بحث کرتی ہے۔ ان کا اصل فرق ایک ماسبق دفعہ قانون میں یوں بیان ہوا ہے:۔

جہاں تحت معاہدۂ بیع، جائداد اسبابی کو بایع سے مشتری کی جانب منتقل کیا گیا ہو تو اس معاہدے کو "بیع" کہتے ہیں۔ لیکن جہاں جائداد اسبابی کی منتقلی کسی آیندہ رقت وقوع میں آنے والی ہو تو یا چند ایسے شرائط کی تابع ہو جن کا آیندہ ایفا ہونے والا ہو تو معاہدہ "معاملۂ بیع" کہلاتا ہے"۔

بیع اشیا کے معاملے میں فوری یا مستقبلی یا مشروطی انتقال جائداد اسباب کو ملحوظ رکھا جا سکتا ہے۔ ایک مابعد دفعہ قانون سے وہ معیار معلوم ہوتا ہے جس کے ذریعے سے یہ بات متعین کی جاسکتی ہے کہ کوئی معاہدہ "بیع" ہے یا "معاملۂ بیع"۔

اس میں بیع بھی شامل ہے۔

بیع ہونے کے لئے، اشیائے مبیعہ کا متعین ہونا، قابل حوالگی حالت میں ہونا اور بیع کا غیر مشروط ہونا ضروری ہے۔

اور معاملۂ بیع بھی۔

اگر زید نے بکر کے منڈے میں سے کسی دس بکروں کی فرمائش دی تو اسباب متعین نہیں سمجھا جاسکتا۔ اگر وہ بکر کی دوکان میں ایک زیر تیاری میز کو دیکھ کر فرمائش دیتا ہے تو اسباب نامکمل ہے۔ اگر وہ بکر کی گھاس کے ذخیرے کو اتنے (روپے) فی ٹن کے حساب سے خریدتا ہے اور زرثمن اس وقت متعین ہوتا ہے جب گھاس اتار کر تولی جائے تو اس صورت میں بھی

ایک چیز کا سر انجام دیا جانا باقی ہے جس سے قیمت مقرر کی جا سکے۔
اگر شرائط بیع پورے ہوں تو اس معاہدے کا بھی جائداد کو منتقل کرنے میں وہی عمل و اثر ہوگا جو انتقال جائداد (Conveyance) کا۔ جب اور جونہی کہ فریقین میں معاملہ ہو جائے، جائداد اشیاء مشتری کی جانب منتقل ہو جاتی ہے اور اسے خود ان اشیاء میں مالک کے جملہ چارہ ہائے کار حاصل ہو جاتے ہیں نیز ایک حق بربنائے معاہدہ بھی بایع کے خلاف ہو جاتا ہے اگر وہ تکمیل معاملہ میں ناکام رہے یا اسباب کسی تیسرے شخص کو دیدے۔ لیکن اشیا کے متعلق ذمہ داری (خطرہ) اسی کے سر ہوتی ہے اور اگر وہ تلف ہو جائیں تو نقصان اس پر عاید ہوتا ہے۔ بایع پر نہیں۔
بیع اور معاملۂ بیع میں وہی فرق ہے جو انتقال جائداد اور معاہدے میں۔ مگر معاملۂ بیع شرائط کی تکمیل پر بیع بن جاتا ہے جس سے حقیت اشیا مشتری کی جانب منتقل ہو جاتی ہے۔
عام طور سے اس بات کے یقین میں دقت نہیں پیش آتی کہ آیا فی الحقیقت یہ شرائط پورے کئے گئے ہیں یا نہیں۔ مگر بعض وقت ایسے سوالات اٹھتے ہیں۔ جن سے ان مقدمات میں کچھ شبہ پیدا ہوتا ہے جہاں اشیائے غیر متعینہ کی خریدی کا معاملہ ہوتا ہے اور بایع ہی کو اشیائے معاہدہ کی تخصیص کرنی پڑتی ہے ایسی تخصیص کے ساتھ معاہدہ "بیع" ہو جاتا ہے۔ اسی بنا پر یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ کس خاص لمحے میں جائداد اور ذمہ داری خطرہ مشتری کی جانب منتقل ہوتی ہے۔[ل]
اگر مشتری تخصیص طلب اشیا کو خود مشخص کرتا ہے، یا بایع کی تخصیص کو منظور کرتا ہے، یا مشتری کے حکم سے اسباب کسی برندہ (Carrier) کے حوالے کر دیا جاتا ہے، تو منظوری یا حوالگی کے لمحے میں تخصیص وقوع میں آتی ہے۔ لیکن اگر بایع نے مشتری کے حکم سے تخصیص کی ہے اور مشتری کی صریح منظوری حاصل نہیں ہوئی ہے تو

ل باب ۱۲ فصل ۲ بھی دیکھو۔

یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ آیا یہ تخصیص مشتری کے لئے ناقابل رد طور پر پابندی عاید کرے گی، یا اس سے صرف ایک ارادہ ظاہر ہو گا جسے وہ بدل سکے گا۔ یہ سوال ایسا ہے جس پر یہاں بحث کی ضرورت نہیں۔ یہ خصوصی معاہدۂ بیع کا ایک جزو ہے۔

ایک دوسری قسم کا سوال ان مقدمات میں پیش ہوتا ہے جہاں معاہدے کے سلسلے میں شئے مبیعہ پر محنت کی گئی ہو اور ابھی جائداد منتقل نہ ہوئی ہو۔ یہ سوال کیا جاتا ہے کہ معاہدہ معاہدۂ بیع ہے یا خدمات کو کرایہ پر دینے کا معاہدہ۔ قانون کو اب اس بارے میں طے شدہ سمجھنا چاہیئے کہ محنت اور مواد کی انفرادی مالیت خواہ کچھ ہی ہو، اگر فریقین بالآخر شئے کی حوالگی کا ارادہ رکھتے ہیں تو معاہدہ بیع ہو گیا۔

جسٹس بلیک برن نے مقدمۂ لی بنام گریفن میں کہا کہ اس قسم کے مقدمات میں یہ معیار متعلق کرنا چاہیئے کہ آیا محنت کی مالیت اس مواد سے زیادہ ہے جو اس کے نفاذ میں برتا گیا۔ کیونکہ اگر کسی صنم ساز کو صناعی کے لئے ملازم رکھا جائے تو اگر اس (صنم ساز) کی مہارت اور محنت بہترین قسم کی فرض کی جائے تو ظاہر ہے کہ ایسی محنت اس سنگ مرمر کے ٹکڑے سے زیادہ ہو سکتی ہے جس پر وہ کام کر رہا تھا۔ گو پھر بھی میری رائے میں معاہدۂ بیع اشیا کے لئے ہو گا۔"

ضابطے کے متعلق قانون فریب کی دفعہ ۴ سے اختلاف۔

(۲) ضابطے کی حد تک یہ کہنا کافی ہے کہ کسی جزئی قبول اور وصولی یا جزئی ادائی کی غیر موجودگی میں ایک تحریری نوٹ یا یادداشت کی ضرورت ہو گی قانون فریب کی دفعہ ۱۷ کے تحت کئے ہوئے معاہدات سے جو قاعدے متعلق ہوں گے وہی ان معاہدات سے بھی متعلق ہوں گے جو قانونِ بیع اشیا کے تحت کئے جائیں۔ البتہ ایک استثنا ہے۔

بیع کے بدل کو اس دفعہ کے تحت تحریری ہونا ضروری نہیں بجز اس کے کہ فریقین نے زرثمن مقرر کردیا ہو وہ اس وقت جزء معاملہ ہو جاتا ہے اور اس کا تذکرہ یادداشت میں ضروری ہوتا ہے۔ قانون وضع شدہ کا چونکہ صرف معاہدات بیع اشیا پر اطلاق ہوتا ہے اس لئے اگر بیع کے لئے کوئی بدل تجویز نہ کیا جائے تو بھی یہ فرض کرلیا جائے گا کہ معقول زرثمن ادا کرنے کا عہد کیا گیا ہے مگر یہ فرض کرنا اس طرح غلط قرار دیا جاسکتا ہے کہ زرثمن کے متعلق کوئی صریح زبانی معاملہ ثابت کیا جائے تاکہ یہ معلوم ہو کہ یادداشت جس میں زرثمن کا ذکر نہیں ہے ناکافی ہے[1]

قبولیت ذیلی دفعہ ۳ میں قبولیت کی جو تعریف کی گئی ہے وہ قابل ذکر ہے۔ ذیلی دفعہ بیان کرتی ہے کہ اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ "تعمیل معاہدہ" کی قبولیت پائی جائے (جس کی اس قانون کی دفعہ ۳۵ میں تعریف بیان کی گئی ہے) مگر دفعہ ۴ کے معنوں کے اندر اس وقت ایک قبولیت پائی جاتی ہے جب کہ مشتری اشیا کے متعلق کوئی ایسا کام کرے جس سے معاہدۂ بیع کے پہلے ہی سے موجود ہونا ظاہر ہو"۔[2] ایک مثال[3] سے اس کی وضاحت ہوگی۔ زید نے ایک قسم کی گھاس کے متعلق دس پونڈ سے زیادہ کی مالیت کی فرمائش کی۔ اس کے آنے پر اس نے اس کا وصف پرکھنے کے لئے کچھ نمونہ لیا اور پرکھنے کے بعد کہا "یہ گھاس میرے نمونے کے مطابق نہیں ہے۔ میں اسے نہیں لوں گا"۔ قرار دیا گیا کہ اس فعل سے "معاہدۂ بیع کے وجود سابق کا اظہار ہوتا ہے"۔ یعنی وہ صرف اس مفروضے پر درست قرار دیا جاسکتا ہے کہ ایک معاہدہ موجود تھا۔ چنانچہ اس نے ضروری شہادت فراہم کردی جس سے وجود معاہدہ ثابت کیا جاسکتا ہے، اگرچہ اسے ہرگز

---

[1] Hoadley بنام (10 Bing. 482, Me Laine

[2] باب ۱۲ فصل ۲ دیکھو

[3] Abbott & Co. بنام Wolsey ۱۸۹۵ء (2 Q.B. 97)

اس بات سے نہیں روکا جائے گا کہ اگر ممکن ہو تو وہ ثابت کرے کہ گھاس اس کے نمونے کے مطابق نہیں ہے۔[1]

یہ معلوم ہو گا کہ قانون فریب کی دفعہ ۴ جہاں تک ان معاہدات سے متعلق ہے جو ایک سال میں تعمیل نہیں پاتے ہیں وہ قانون بیع اشیا کے ذریعے منسوخ نہیں کیا گیا ہے جس میں بیع اشیا کے معاہدات کا ذکر ہے۔ ان حالات میں قبولیت یا وصولی اشیا سے اس بات کی ضرورت مرتفع نہیں ہو جاتی کہ تحریری نوٹ یا یادداشت ہو جس کی سابقہ قانون نے ضرورت جتائی تھی۔

عدم پابندی شرائط دفعہ ۴ کے اثرات

(۳) یہ معلوم کرنا باقی ہے کہ اگر کوئی قبولیت اور وصولی نہ پائی جائے نہ کوئی جزئی ادائی عمل میں آئی ہو، نہ کوئی تحریری نوٹ یا یادداشت ہی ہو تو دفعہ حکم دیتی ہے کہ ایسا معاہدہ بذریعۂ نالش نافذ نہیں کرایا جا سکے گا۔

قانون بیع اشیا کے ذریعے سے اس طرح ایک اور سوال بھی طے ہو گیا جو اگرچہ عملاً تصفیہ پا چکا تھا مگر عرصہ دراز تک قانون فریب کی دفعہ ۱۷ کے متعلق غیر متعین رہا۔ اس قانون کی دفعہ ۴ کی طرح قانون بیع اشیا کے ضروریات سے جواز معاہدہ پر اثر نہیں پڑتا صرف اس کے ثبوت پر شرائط عاید ہوتے ہیں۔[2]

فصل چہارم۔ بدل

یہ پہلے ہی بیان ہو چکا ہے کہ بدل معاہدات غیر مہری کے لئے ہمیشہ

---

[1] Page بنام morgan (15 Q.B.D. 228)

[2] Prested بنام Gardner {(1910) 2 K. B. 776}

ضروری ہے۔ یہ اس قسم کے معاہدات کے متعلق عموماً صحیح ہے۔ اگرچہ صورتیں وہ ہوں جن میں قانون نے ان کے اظہار کے لئے ضابطہ مقرر کیا ہے۔ البتہ شرط یہ ہے کہ ضابطہ، دستاویز کا نہ ہو۔ مناسب ہوگا کہ پہلے بدل کی تعریف کی جائے۔ ہم مقدمہ Currie بنام Misa سے[1] دی ہوئی تعریف لے سکتے ہیں:۔
"قانون کی نظروں میں مالیتی بدل میں یا تو ایک فریق کے لئے کچھ حق، مفاد، نفع یا فائدہ حاصل ہونا چاہئے یا دوسرے فریق کو کوئی ترک فعل، مضرت، نقصان یا ذمہ داری کرنا یا برداشت کرنا یا لینا چاہئے۔"

بدل کے معنی کسی چیز کا فعل یا ترک فعل یا کچھ برداشت کرنا یا کسی فعل یا ترک فعل یا برداشت کا وعدہ کرنا ہے۔ یہ معاہدلہ کی جانب سے فریق دیگر کے عہد کے متعلق ہوتا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ وہ عہد کے متعلق ہو۔ کیونکہ بدل سے عہد کو پابند کنندہ قوت عطا ہو جاتی ہے۔

فریق ثانی نے اگر کسی عہد کے متعلق یا اس کے معاوضے میں کوئی منفعت عطا یا کوئی نقصان برداشت نہیں کیا ہے تو پھر بدل نہیں سمجھا جائے گا اسی نقطے کو مقدمہ Wigan بنام انگلش اینڈ اسکاٹش لائف انشورنس ایسوسی ایشن میں عجیب طور سے واضح کیا گیا ہے Hackblock نامی ایک شخص نے مدعی علیہ کمپنی سے اپنی جان کا بیمہ کرایا تھا۔ اس کی پالیسی کالعدم ہوسکتی تھی "اگر وہ شخص جس کی جان کا بیمہ ہوا ہے، اپنے ہاتھوں خود مرے۔" مگر اس شرط کا برا اثر اشخاص ثالث کی نیک نیتی سے حاصل کئے ہوئے حقوق پر جو مالیتی بدل پر مبنی ہیں "نہ پڑے گا۔ ہیک بلاک کو ویگان نے ایک دین کی ادائی پر مجبور کیا تو اس نے ویگان کے حق میں پالیسی رہن کردی مگر اسے اپنے ہی مشیران قانونی کے حوالے کیا جنھوں نے دین کی ادائی کے لئے مزید مہلت حاصل کی اور رہن کو نہ تو استعمال کیا نہ اس کا تذکرہ کیا انھوں نے بعد میں ہیک بلاک کی درخواست پر رہن کو منسوخ کردیا۔ مدعیوں (ویگان کے منتظموں) کو اس کی اطلاع اس وقت

[1] ل۔ ر۔ سنہ ۱۹ (1 Ch. 291)

ہوئی جب وہ خودکشی کر چکا تھا۔ اس پر مدعیوں نے بیمہ کمپنی سے پالیسی کی رقم کا مطالبہ کیا۔ جٹس پارکر نے قرار دیا کہ دیگان نے اگر پالیسی کو رہن کرنے سے کوئی مفاد حاصل کیا تھا تو اس کا بدل نہیں دیا تھا۔

میری رائے میں یہ بات معقول طور سے واضح ہے کہ زید کے بکر پر دین[1] کا محض وجود اس بات کا کافی مالیتی بدل نہیں سمجھا جائے گا کہ زید بکر کو دین کے اطمینان کے لئے کوئی ضمانت دے۔ اگر ایسی کوئی ضمانت دی گئی ہو تو وہ اس بات کے صریح معاملے پر دی جا سکتی ہے کہ ادائی دین کے لئے مہلت دی جائے یا ضمانت کا کسی نہ کسی طریقے سے بدل عطا کیا جائے یا اگر کوئی صریح معاملہ نہیں ہوا ہے تو قانون خود پوری مستعدی سے یہ خیال کرے گا کہ مہلت دینے کا معاملہ ہوا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ وقت معینہ نہ ہو لیکہ ضمانت دینے کے معاوضہ میں غیر معینہ وقت تک اجتناب کرنا ہو۔ مزید براں اگر کوئی صریح معاملہ نہ ہو اور معنوی معاملہ بھی اس اور ان حالات میں مستنبط نہ کیا جا سکتا ہو جب اور جن میں ضمانت مزید کی دستاویز (indenture) کو نافذ کیا گیا لیکن تاہم وہ ضمانت ایسی ہو کہ اس کی اطلاع نہ دینے سے کوئی شخص نالش دین کر سکتا تھا اور محض اس ضمانت کے بھروسے پر اس نے دین کی نالش سے اجتناب کیا ہو تو وہ (دائن) یہ مہلت اسی غرض کے لئے دیتا ہے

[1] اس اصول کا قانون نے ایک استثنا بلس آف ایکسچینج ایکٹ دفعہ ۲۷ بابت ۱۸۸۲ء میں قائم کیا ہے۔ کسی بل کا مالیتی بدل اس صورت میں سمجھا جائے گا جب :- (۱) کوئی بدل جو کسی معاہدۂ سادہ کی تائید کے لئے کافی ہے (۲) کوئی دین یا ذمہ داریِ سابق۔

جس کے حصول کے لئے ضمانت کا دینا ظاہر ہوتا ہے
(اور) اسی پر میری رائے میں نظائر کے دیکھنے سے
پتہ چلتا ہے کہ ایسا بدل کافی ہے گو وہ ایک معنے میں
ضمانت عطا شدہ کے لئے ایک بدل بربنائے
واقعات مابعد (ex Post facto) ہے۔
اس کے برخلاف میری رائے میں اگر کسی صورت
میں ضمانت کی اطلاع نہ دی جائے، جہاں کوئی صریح
معاملہ نہ ہو۔ اور کوئی ایسے حالات نہ ہوں جن سے
عدالت یہ استنباط کر سکے کہ معاملہ ہوا ہے، تو انصافاً یہ
نہیں کہا جاسکتا کہ کوئی بدل فی الحقیقت دیا گیا ہے۔"

اب ہم چند عام قاعدے بدل کے متعلق وضع کر سکتے ہیں:۔
۱۔ ہر غیر مہری عہد کے جواز کے لئے اس کی ضرورت ہے۔
۲۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ عہد کے مناسب ہو مگر یہ ضروری ہے کہ قانونی نقطۂ نظر سے اس میں کچھ مالیت ہو۔
۳۔ وہ جائز ہو۔
۴۔ وہ موجود ہو یا مستقبل میں ہونے والا ہو۔ بہرحال وہ ماضی نہ ہو۔

(۱) ہر سادہ معاہدے کے لئے بدل ضروری ہے

مقدمہ Van mierop بنام Pillans سے[1] معلوم ہوتا ہے کہ ۱۷۶۵ء تک بھی قاعدہ متذکرہ صدر میں کلام کی گنجائش تھی۔ لارڈ (Lord) (Mansfield) نے قرار دیا کہ اگر تجارتی رواج یا ضروریات قانون کی بنا پر شرائط معاہدہ قید تحریر میں لائے گئے ہوں تو یہ شہادت بدل کی ضرورت کو مرتفع کردیتی ہے۔

[1] 3 Bum. 1663

۱۷۷۸ء میں مکرر یہ سوال اٹھا۔ ران (Rann) بنام ہیوز (stnghes) میں مسز ہیوز نے جو ایک اراضی (estate) کی منتظمہ تھی۔ تحریری عہد کیا کہ اپنی جیب سے وہ رقم ادا کرے گی جو اراضی سے مدعی کو قابل ادا تھی۔ اس عہد کا کوئی بدل نہ تھا۔ اور طے کیا گیا کہ قانون فریب دفعہ ۴ کے لحاظ سے جس ضابطے کی ضرورت ہے اس سے بدل کو غیر ضروری قرار دے دیا گیا ہے مقدمہ دارالامرا میں گیا۔ ججوں کی رائے لی گئی اور فیصلہ (Skynner, C.B.) نے یوں سنایا:۔

"یہ بے شبہ صحیح ہے کہ ہر شخص قانون قدرت کے تحت اپنے عہود و مواثیق کی ایفا کا پابند ہے۔ اسی طرح یہ بھی صحیح ہے کہ اس ملک کے قانون نے ان معاملات کی جبری تعمیل کے لئے جو بلا کافی بدل کئے گئے ہوں کوئی ذریعہ یا کوئی چارۂ کار نہیں مہیا کیا ہے۔ ایسا معاملہ جس سے نالش کا حق نہیں پیدا ہوتا Nudum paetum ex quo non Oritur adio اس کلمۂ قانون کے معنی قانون دیوانی میں خواہ کچھ ہوں ہمارے قانون میں وہ صرف آخر الذکر مفہوم میں سمجھا جائے گا...... تمام معاہدات قانون انگریزی کے لحاظ سے معاملات خصوصی (مہری) (Specialty) اور معاملات زبانی (parol) میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ ایسی کوئی تیسری قسم نہیں ہے جیسے بعض وکیل ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے یعنی معاہدات تحریری۔ اگر وہ صرف تحریری ہوں اور مہری نہ ہوں تو وہ اقرارات زبانی ہی سمجھے جائیں گے اور ان کے لئے بدل کا وجود ثابت کرنا پڑے گا۔"

قاعدۂ عام کا استثنا

اس طرح ہمیں ایک قاعدہ ملا جس کا ہمہ گیر اطلاق ہو سکتا ہے اور جو ہر زبانی کئے ہوئے عہد کے قابل نالش ہونے کا معیار ہے۔

ہر مقدمے میں ہم کو یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ کیا معاہد نے کوئی استفادہ کیا ہے یا معاہدلۂ پر عہد کی بنا پر کوئی بار اب یا آئندہ وقت میں عاید ہوتا ہے اگر نہیں تو عہد بلا بدل ہے اور قابل پابندی نہیں اس کلیے کے اطلاق میں بے شبہ دقت یہ ہوئی ہے کہ عدالتوں نے ایسے معاہدے کو ناجائز قرار دیا جسے فریقین قابل پابندی بنانے کا ارادہ رکھتے تھے یا بدل جس فائدے یا نقصان پر مشتمل ہوتا تھا اس کی قلت کے باعث یہ ضرورت مضحک بننے لگی۔ چنانچہ ہم ایک لائق قانونی لارڈ (Law Lord) سے دوچار ہوتے ہیں جس کی تربیت ایک دوسرے نظام قانون میں ہوئی۔ دارالامرا میں جب ایک مقدمہ اس کے سامنے پیش ہوا تو اس نے یہ تنقید کی:۔

> مجھے اقرار ہے کہ یہ مقدمہ میری رائے میں اس ابھرتی ہوئی شفقت کو مس ڈالے گا جو کلیۂ بدل کے متعلق کسی کے دل میں ہو کیونکہ اس مقدمے میں اس کلیے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ کسی شخص کے لئے یہ بات ممکن ہو جاتی ہے کہ وہ اس معاملے کو اپنی انگلیوں سے نوچ ڈالے جو بالارادہ منعقد کیا گیا تھا اور جو ابھی نہ تھا اور جس کے نفاذ میں نفاذ خواہ کو جائز مفاد حاصل تھا؛ ان ملحوظات کے باوجود میں نہیں کہہ سکتا کہ میں نے کبھی بھی اس میں شبہ کیا کہ عدالت مرافعہ کا فیصلہ صحیح تھا۔"

مگر اس قاعدے کی قدر و قیمت کا اندازہ اس کی عملی سہولت سے کرنا چاہیئے۔ ہمیں ایسے ذرائع تحقیق کی ضرورت ہوگی جن سے معلوم کیا جا سکے کہ آیا معاہد اور معاہدلہ نے کسی قانونی ذمے کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تھا قاعدہ یا کلیۂ بدل سے اس غرض کے لئے ایک یکساں معیار حاصل ہوتا ہے۔ اور سوال ہو سکتا ہے کہ آیا سہولت عامہ کے اغراض، اس معیار کو اس کی منطقی مکمل حالت میں لینے پر زیادہ عمدگی سے پورے نہ ہوں گے بہ نسبت اس کے کہ امتیازات اور نزاکتوں کے ذریعے سے قاعدے کا قصہ ہی پاک کر دیں۔ اسس قاعدے کی عمومیت کے

دو مستثنیات قابل ذکر ہیں :-

(۱) خدمات بلا بدل کا عہد اگرچہ عہد کے طور پر نافذ نہیں کیا جا سکتا لیکن اس سے یہ ذمہ داری پیدا ہو جاتی ہے کہ معمولی احتیاط اور مہارت کے ساتھ خدمات انجام دئے جائیں۔[1]

(۲) جو معاملات تمسکات قابل بیع و شریٰ[2] (Negotiable instruments) مثلاً بل آف ایکسچینج اور پرامیسری نوٹ سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں ادائی رقم کے عہد کی جبری تعمیل ہو سکتی ہے اگرچہ عہد کی بنا پر معاہد کو کچھ حاصل نہیں ہوتا اور معاہد لہٗ کچھ عطا نہیں کرتا۔

یہ دو مستثنیات ان قانونی وجوہات کو ظاہر کرتے ہیں جنھیں عدالتیں کلیۂ بدل کے پوری طرح صورت گیر ہونے سے پہلے تسلیم کرتی تھیں ان کا قانون غیر موضوعہ پر جو قلم لگایا گیا وہ پہلی صورت میں تاریخی حالات معاہدہ (antecodents of contract) کی بنیاد پر اور دوسری صورت میں قانون تجارت (Law merchant) پر تھا۔ بہتر یہ ہے کہ ان مستثنیات کو تسلیم کیا جائے اور ان کی تعریف بتائی جائے اور ان کی اصلیت معلوم کی جائے بہ نسبت اس کے کہ کلیۂ بدل کا جبری اور مصنوعی استدلال کے ذریعے سے ان قانونی رشتوں پر اطلاق کیا جائے جو اس (بدل) سے باہر پیدا ہوتے ہیں

(۲) بدل کا عہد کے مناسب ہونا ضروری نہیں۔ صرف کچھ قانونی قدر و قیمت رکھنا کافی ہے۔

مقدار بدل عدالتیں فریقین نالش کے لئے معاملہ نہیں کرتیں۔ اور اگر کسی نے وہ شے حاصل کر لی جس کے لئے اس نے معاہدہ کیا تھا تو

[1] دیکھو آٹھ دس صفحے بعد

[2] دیکھو باب ۷ فصل ۱

عدالتیں یہ نہیں پوچھتیں کہ آیا وہ اس وعدے سے متناسب ہے جو اس نے اس شئے کے معاوضے میں کیا، ہو سکتا ہے کہ بدل، معاہد کے حق میں منفعت ہو یا کسی شخص ثالث کے لئے۔ یا بظاہر کسی کے لئے بھی نہ ہو اور صرف معاہد لہ کے لیے ایک نقصان ہو۔ بہر صورت" بدل کی مناسبت پر فریقین بوقت انعقاد معاملہ غور کریں گے نہ کہ عدالت جب اس سے اس کے نفاذ کی استدعا کی جائے"[1]

مندرجہ ذیل مقدمات اس قاعدے کی توضیح کریں گے:۔

بین برج کی ملکیت میں دو بائلر (boilers) تھے[2] اس نے فرم اسٹون کی استدعا پر اسے اجازت دی کہ وہ ان کو تولے بشرطیکہ وہ اسی عمدہ حالت میں واپس کئے جائیں جن میں مستعار دیتے وقت تھے فرم اسٹون نے ان کو تولنے کے لئے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کردئے اور اسی حالت میں ان کو واپس کیا۔ بین برج نے اس کی عہد شکنی کی بنا پر نالش دائر کی۔ مدعیٰ علیہ کو ذمہ دار قرار دیا گیا۔

بدل یہ ہے کہ مدعی نے مدعیٰ علیہ کی استدعا پر بائلروں
کو تولنے کی اجازت دینی منظور کی تھی۔ میں سمجھتا ہوں
مدعیٰ علیہ نے خیال کیا کہ اسے کوئی فائدہ حاصل ہوگا
کم از کم یہ مدعی کے حق میں ایک نقصان ہے کہ اپنی
ملکیت سے خواہ اتنے تھوڑے وقت ہی کے لئے ہو
جدا کیا جائے"

(Haigh) بنام (Brook) میں[3] چند بلوں کی ادائی کے عہد کا بدل یہ تھا کہ ایک دستاویز حوالے کردی جائے جس کے متعلق سمجھا جاتا تھا کہ ایک ضمانت ہے۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ ناقابل نفاذ تھی۔ طے ہوا کہ دستاویز حوالہ شدہ کا بے قیمت ہونا، نالش بربنائے عہد کا کوئی جواب نہیں"۔ مدعیوں کو مدعیٰ علیہ کے

---

[1] از جسٹس بلاک برن در مقدمہ Bolton بنام (L. R. 9Q B.55)

[2] (Bainbridge بنام Firm Stone (8A & E. 743)

[3] (10 A & E 309)

اس عہد نے ترغیب دلائی کہ وہ ایک ایسی چیز سے دست بردار ہو جائیں جو وہ (مدعی) اپنے پاس رکھ سکتے تھے۔ اور مدعیٰ علیہ نے اس عہد کے ذریعے سے شئے مطلوبہ حاصل کی۔

(Williams, L.J. Vanghan) میں (Pearson) بنام (De la Bere)[1] [2]

نے اس معاہدے کا جس کی نالش ہوئی تھی یوں تذکرہ کیا ہے:۔

> مدعیٰ علیہم نے اشتہار دے کر ایجاب کیا کہ وہ کاروبار میں رقم لگانے کے متعلق (investments) مشورے دیں گے۔ مدعی نے اس ایجاب کو قبول کیا۔ مشورہ چاہا اور ایک اچھے دلال (Stock-droker) کا نام دریافت کیا۔ سوالات وجوابات کے متعلق طے ہوا تھا کہ مدعیٰ علیہم چاہیں تو اپنے پرچے میں شایع کر سکتے ہیں ایسی اشاعت میں بہ ظاہر یہ خواہش ہو سکتی تھی کہ مدعیٰ علیہم کے پرچے کی اشاعت بڑھے میں سمجھتا ہوں کہ اس ایجاب کو قبول کرنے سے ایسا معاہدہ پیدا ہو گیا جس میں قانونی بدل موجود تھا۔"

بدل کی نامناسبت نصفت کے خیال میں فریب یا دابِ ناجائز کی شہادت کو قوی کرنے والی چیز ہے جس سے معاہدہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ تعمیل مختص کی نالش کو منظور کرنے سے انکار کرے یا اپنے عہد کو منسوخ کردے۔ لیکن لارڈ ایلڈن کے الفاظ میں محض بدل کی نامناسبت جب تک اتنی زیادہ نہ ہو کہ اس سے ضمیر کو دھچکا لگے یا فی نفسہ اس بات کی قطعی شہادت ہو کہ فریب کیا گیا ہے[2] اس وقت تک اسے ایسا امر نہیں قرار دیا جا سکتا جس کی بنیاد پر معاہدے کی تعمیل مختص سے انکار کیا جائے۔

---

[1] ۱۹۰۶ء (IK. B. 280 at p. 287)

[2] Cole بنام Freeothick (9 Ves. 246)

گو بدل کے لئے مناسب ہونا ضروری نہیں مگر اس کا حقیقی ہونا ضروری ہے۔ جب ایسا ہے تو سوال کیا جا سکتا ہے کہ پھر اس بات کے کیا معنے ہوں گے کہ بدل کو "ایک ایسی چیز ہونا چاہیئے جو قانونی قدر و قیمت رکھے"۔

کورٹ آف ایکسچیکر چیمبر نے مقدمہ (Currie) بنام (Misa)[1] میں بدل کی جو تعریف کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ۔ بدل ایک شئے ہے جسے معاہد لۂ عہد کے سلسلے میں کرتا۔ یا برداشت کرتا ہے یا ایسی شئے ہے جس کے انجام دینے اجتناب کرنے کا یا برداشت کرنے کا عہد کیا جاتا ہے۔ اسی بنا پر ہو سکتا ہے کہ وہ (۱) ایک موجودہ فعل، اجتناب یا برداشت (Sufferance) ہو جو کسی ایک فریق کے ایجاب یا قبول پر مشتمل ہو یا ایسی کوئی شئے ہو جس کا اس سے تحت معاہدہ مطالبہ کیا جا سکتا ہو۔ یا (۲) کسی فعل، اجتناب یا برداشت کا عہد ہو جو اسی قسم کے عہد کے عوض کیا جائے۔ پہلی صورت میں بدل، موجود یا تکمیل شدہ ہے۔ دوسرے میں آیندہ یا تکمیل شدنی۔

ایک اطلاع دہی کے لئے انعام کا ایجاب جسے مطلوبہ اطلاع کی فراہمی کے ذریعے قبول کیا گیا ہو، ایجاب اشیا جسے استعمال یا صرف کے ذریعے قبول کیا گیا ہو۔ یہ تکمیل شدہ بدل کی مثالیں ہیں۔ ازدواج کا باہمی عہد عہد ادائی کے عوض میں کسی کام کی انجام دہی کا عہد۔ یہ تکمیل شدنی عہد کی مثالیں ہیں۔ عہد کے عوض کئے ہوئے عہد کا کسی شرط پر مبنی ہونا، اس کے بدل جائز ہونے پر اثر نہیں رکھتا۔

بدل کے واقعی ہونے کا معیار کیا ہے۔

اس قاعدے کے اطلاق کے وقت اگر نالش بر بنائے عہد ہو تو ہمیں دریافت کرنا چاہیئے کہ:۔

(ا) آیا معاہد لۂ نے اس عہد کے سلسلے میں جو اس سے ہوا کوئی فعل، یا اجتناب یا برداشت یا عہد کیا؟

(ب) کیا اس کے فعل، یا اجتناب، برداشت یا عہد کی کوئی قدر و قیمت مشخص کی جا سکتی تھی؟

[1] (L.R. 10 E x Ch 162)

(ج) کیا وہ اس چیز سے زیادہ تھا جس کے انجام دینے اجتناب کرنے یا برداشت کرنے کا وہ اس وقت بھی قانوناً پابند تھا؟

ان سوالوں کے جواب پر بدل کی واقعیت مبنی ہے۔

(د) علاوہ اس رائے کے جو لارڈ Mansfield نے ظاہر کی[1]، ہمیں ایسے حالیہ مقدمات بھی ملتے ہیں جن میں اس بات کا شبہ اُٹھایا گیا کہ آیا بعض حالات میں کسی عہد کو قابل نالش بنانے کے لئے بدل کی ضرورت ہے۔

ان مقدمات سے جو قاعدے بن گئے ہیں:—

۱۔ وجہ تحریک اور بدل ایک چیز نہیں ہیں

۲۔ بدل معاہدلہ کی جانب سے پیش کیا جانا چاہیئے

وجہ تحریک (Motive) اور بدل میں امتیاز

ٹامس بنام ٹامس[2] میں ایک بیوہ نے اپنے شوہر کے منتظم پر نالش کی کہ اس کو ایک گھر میں رہنے دینے کے معاملے کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ یہ اس کے شوہر کی جائداد تھی اور معاملہ ایک قلیل المقدار کرایۂ ارضی کی ادائی پر ہوا تھا۔ منتظم معاملہ کرتے وقت شخص متوفی کے ایک منشا کو پورا کر رہا تھا کہ اس کی بیوی کو گھر کا استعمال کرنے دیا جائے۔ عدالت نے قرار دیا کہ شخص متوفی کے منشا کو بر لانے کی خواہش بدل نہیں سمجھی جائے گی۔ وجہ تحریک (Motive) اور بدل ہم معنے نہیں ہیں۔ بدل کی تحریک مدعی کی جانب سے ہونی چاہئے اور قانون کی نظر میں اس کی کچھ قیمت ہو۔ مگر ضروری

[1] دیکھو چند صفحات پہلے۔

[2] 2 Q. B. 851

یہ بھی قرار دیا گیا کہ مدعیہ کا کرایۂ ارضی کو ادا کرنے کا اقرار کرنا مدعیٰ علیہ کے عہد کا بدل تھا اور یہ کہ معاملہ قابل پابندی ہوگیا۔

درست بدل

وجہ تحریک اور بدل میں اور طور پر بھی اشتباہ کیا گیا ہے۔ اچھے بدل اور قیمتی بدل کا امتیاز (یا خاندانی شفقت بخلاف رقمی قدر و قیمت کے) صرف قانون جائداد اصلی (Real Property) کی تاریخ میں دیکھ سکتے ہیں۔ بعض وقت وجہ تحریک۔ بدل کی شکل اختیار کرتی ہے یہ شکل اس وقت پیش آتی ہے جب کہ گزشتہ منفعت کا معاوضہ دینے کی اخلاقی ذمہ داری ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ ہمارے اغراض کے لئے کسی محسن کو معاوضہ ادا کرنے یا بدلہ دینے کی خواہش میں اور اس خواہش میں امتیاز نہیں کیا جاسکتا جو کوئی منتظم کسی متوفی دوست کے منشا کو برلانے کے متعلق رکھتا ہے۔ یا جو کوئی باپ اپنے بیٹے کے دیون کے ادا کرنے کے متعلق رکھتا ہے۔ ایسی خواہش کا محض پورا کرنا جب کہ اس سے معاہد کو کوئی موجودہ یا آیندہ فائدہ نہ ہوتا ہو یا معاہد لہٗ کو کوئی نقصان نہ ہوتا ہو قانون کی نظر میں کچھ نہیں سمجھا جاسکتا۔

بدل سابق

اٹھارھویں صدی کے اواخر اور انیسویں صدی کے اوائل میں احسانات سابقہ کا بدلہ دینے کا اخلاقی وجوب عدالتی زبان میں بدل کا مرادف قرار پاچلا تھا۔ یہ موضوع بدل سابق سے تعلق رکھتا ہے اور یہ کہ وہ بدل تکمیل شدہ یا موجود سے کس طرح مختلف ہے۔ تاہم یہاں اس حقیقت پر اصرار کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ بدل سابق کوئی بدل نہیں اور یہ کہ معاہد کو ایسی صورتوں میں جو کچھ ملتا ہے وہ محرکات غرور یا شکرگزاری کو برلانا ہوتا ہے۔ یہ سوال پہلی اور آخری مرتبہ (Eastwood) بنام (Kenyon) میں طے کردیا گیا ہے اور اس کلیے پر آخری وار کردیا گیا ہے کہ احسانات سابقہ معاہد کے اخلاقی وجوب کی بنا پر کسی عہد مابعد کی تائید کرسکتے ہیں۔ لارڈ (Den Man) نے کہا کہ یہ کلیہ ضرورت بدل کو

ل Mortimore بنام Wright (6 M. and W. 482)

۲ 11 A. & E. 438

بالکل نابود کردے گا۔ کیوں کہ اس سے کسی عہد کے کرنے کا محض واقعہ اس کی تعمیل کا اخلاقی وجوب پیدا کر دے گا۔"

بدل معاہدلہ کی جانب سے پیش ہو

بدل معاہدلہ پیش کرے اس کے معنے یہ ہیں کہ جو فریق کسی معاہدے کو نافذ کرانا چاہتا ہے اس کا فریضہ ہوگا کہ یہ بتائے کہ آیا اس نے دوسرے فریق کو اس عہد کا بدل ادا کیا ہے۔

یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جب دو اشخاص کوئی ایسا معاہدہ کرتے ہیں جس میں شخص ثالث اس معاہدے کی بنا پر نالش کر سکتا ہے جس میں اس بات کا معاملہ کیا گیا تھا کہ وہ رقم یا دیگر استفادہ حاصل کرے۔

یہ معاملہ زیادہ تر تعمیل معاہدہ سے متعلق ہے مگر یہ ظاہر ہے کہ اگر اس قسم کا ادعا صحیح ہو تو کوئی شخص ایسے عہد کی بنیاد پر نالش دائر کر سکے گا جو نہ اس سے کیا گیا تھا اور نہ اس نے کوئی بدل ادا کر کے اس کی تائید کی تھی۔

پہلے یہ قرار دیا گیا تھا کہ اگر زید نے بکر سے یہ معاہدہ کیا کہ وہ بکر کے لڑکے یا لڑکی کے فائدے کے لئے کوئی کام انجام دے گا تو رشتہ داری کی قربت اور یہ واقعہ کہ معاہدہ قدرتی شفقت کے باعث ہوا تھا، (دونوں مل کر) شخص مفاد دار کو حق نالش عطا کریں گے۔[1]

مگر اب یہ قانون باقی نہیں ہے۔ "ہمارا قانون کسی معاہدے سے پیدا ہونے والے شخص ثالث کے حق حصول (Jus quæsitum tertio) کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس قسم کا حق بطور جائداد عطا کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً امانت (trust) میں مگر اس سے کسی ایسے شخص کو جو معاہدے کے لئے اجنبی ہے، یہ حق عطا نہیں ہوتا کہ

[1] Dutton بنام Poole (2 Lev. 210)

معاہدے کو نافذ کرا سکے[1]۔

یا اس کا کارندہ

لیکن اگر کسی کارندے کو اپنے اصل کے لئے قبولیت حاصل کرنے اور بدل مہیا کرنے کے ہدایات دیئے گئے ہوں تو بدل اصل ہی کی جانب سے پیش شدہ سمجھا جائے گا، کارندے کی جانب سے نہیں[2]۔

اسی بنا پر یہ قاعدہ درست قرار دیا جا سکتا ہے کہ کسی معاہد پر اس کے عہد کی بنا پر نالش نہیں دائر کی جا سکتی اگر اس نے وہ عہد محض کسی تحرک (motive) یا خواہش کو پورا کرنے کے لئے کیا تھا۔ نہ کوئی ایسا شخص اس پر اس کے عہد کی بنا پر نالش دائر کر سکے گا جس نے وہ بدل مہیا نہیں کیا ہے جس پر عہد مبنی ہے[3]۔

(ب) اب ہم ان معاملات سے بحث کریں گے جن کا بدل ناقابل تشخیص قدر و قیمت رکھتا ہے۔

بادی النظری عدم امکان

اگر معاہدہ اپنی صورت ہی سے طبعی یا قانونی عدم امکان پیش کرتا ہے تو بدل غیر حقیقی (unreal) ہو جاتا ہے۔ عدم امکان کو بین ہونا چاہئے مثلاً ایسا ہو کہ "وہ موجودہ حالات کے لحاظ سے اتنا احمقانہ ہو کہ فریقین کے متعلق اس قسم کے معاہدے کو فرض ہی نہیں کیا جا سکتا[4]"، لیکن اگر وہ کوئی موجودہ یا آئندہ عملی محالات سے ہو، مثلاً جو موضوع معاہدہ کی ہلاکت یا تباہی سے پیدا ہو اور فریقین کو بوقت معاہدہ اس کا علم یا اس کی توقع ہی نہ ہو۔ تو اس کا اثر مختلف ہو گا۔ پہلی صورت میں غلطی کی بنیاد پر معاہدہ کالعدم کر دیا جا سکے گا۔ یا دوسری صورت میں عدم امکان لاحقہ کے باعث اسے ختم کر دیا جائے گا۔

طبعی عدم امکان

لیکن اگر رقم دینے کا عہد اس عہد کے بدل میں ہو کہ جادو کے ذریعے خزانے کا پتہ چلایا جائے، یا زمین کے گرد ایک دن میں

[1] لارڈ ہالڈین درمقدمہ ڈنلاب بنام سلفرج سنہ ۱۹۱۵ (A.C. 847; 853)

[2] فلیمنگ بنام بنک آف نیوزیلینڈ سنہ ۱۹۰۰ (A.C. 577)

[3] مزید تفصیل باب آٹھ فصل دو میں دیکھو

[4] (Clifford بنام Walts (L.R. 5 C.P. 577, 588)

گھوم آئے' یا معاہد کے لئے ایک عنقا مہیا کیا جائے' تو ایسا عہد اس لئے کالعدم ہوگا کہ بدل پیش شدہ غیر حقیقی ہے۔

یا قانونی عدم امکان

ایک قدیم مقدمے میں قانونی عدم امکان کی مثال دستیاب ہوتی ہے۔ ایک تحویلدار (بیلف)[1] سے اس عہد کے بدل میں چالیس پونڈ دینے کا اقرار کیا گیا تھا کہ وہ اس دین کو خارج کر دے گا جو اس کے آقا کو ادا طلب ہے۔ عدالت نے قرار دیا کہ بیلف کو نالش کا حق نہیں اور یہ کہ بدل پیش شدہ غیر قانونی (ناجائز) تھا کیونکہ ملازم وہ دین خارج نہیں کر سکتا جو اس کے آقا کو ادا طلب ہے۔ "غیر قانونی سے" ظاہر ہے کہ' عدالت نے قانوناً غیر ممکن مراد لیا۔

عدم تعیّن

نیز جو عہد' بدل کے طور پر کیا گیا ہے' وہ ہو سکتا ہے کہ اتنا مبہم اور غیر مادی نوعیت کا ہو کہ اسے نافذ نہ کیا جا سکے۔

ایک شخص نے اپنے باپ کو ایک پرامیسری نوٹ دیا۔ باپ کے منتظموں نے اس نوٹ کی بنا پر اس پر نالش دائر کی۔ اور اس نے ادعا کیا کہ اس کے باپ نے اسے اس ذمہ داری سے بیٹے کے عہد کے بدل میں سبکدوش کرنے کا عہد کیا تھا۔ بیٹے کا عہد آئندہ شکایتیں نہ کرنے کے متعلق تھا کہ اسے (بیٹے) اس کے بھائیوں کے برابر فوائد حاصل نہیں ہوئے۔ کہا گیا کہ بیٹے کا عہد باپ کو شکایت کرکے تکلیف نہ دینے کے عہد سے زیادہ نہ تھا۔ اور اتنا مبہم تھا کہ باپ کے اس عہد کا بدل نہیں بنایا جا سکتا کہ وہ (باپ) اس (بیٹے) کو اپنے حقوق مندرجہ نوٹ سے سبکدوش کر دے گا[2]۔

اسی طرح وہ عہود کہ "ایسا معاوضہ دیا جائے گا جو درست معلوم ہو" یا کسی پیشے کے کاروبار سے علیحدگی اس حد تک اختیار کی جائے گی جس حد تک قانون اجازت دیتا ہے" ان کے متعلق قرار دیا گیا ہے کہ یہ[3] عدالتوں پر تعبیر کی ذمہ داری عائد کرتے ہیں

[1] Harvey بنام Gibbons (2 Lev. 161)

[2] White بنام Bluett (23 L.J. Ex Ch. 36)

[3] Taylor بنام Brewer (1 M. & S. 290) بنام Davies (36 Ch. D. 359)

جسے قبول کرنے کو وہ تیار نہیں ہیں۔ یہ معاملات ان ایجابات سے مماثل ہیں جو قانونی رشتے پیدا کرنے کے ناقابل قرار دئے گئے ہیں جیسا کہ باب ۳ فصل ۱ کے آخر میں بتایا گیا۔

بعض ایسے مقدمات ملتے ہیں جن میں یہ متعین کرنا مشکل ہوتا ہے کہ آیا بدل حقیقی ہے یا نہیں۔ اس قسم کے مقدمات کی ایک اچھی مثال اس وقت ملتی ہے جب حق نالش کے استعمال سے اجتناب کرنے کے عہود یا کسی نالش میں مصالحت کا معاملہ ہو جائے۔

اجتناب از نالش

کسی نالش سے اجتناب خواہ تھوڑے ہی عرصے کے لئے ہو، ایک عہد سمجھا گیا ہے خواہ کوئی دست برداری دہندہ نہ ہو۔ نہ حق نالش کی مصالحت عمل میں آئی ہو۔ (Alliance Bank) بنام (Broom) [1] میں مسٹر بروم سے کہا گیا تھا کہ وہ اس رقم کی ضمانت دیں جو انھیں بنک کو دینا ہیں۔ انھوں نے عہد کیا کہ وہ بعض چیزوں کے دستاویزات حقیت کی تحویل کریں گے۔ انھوں نے ایسا نہ کیا تو بنک نے عہد کی تعمیل مختص کا دعویٰ دائر کیا۔ عدالت نے قرار دیا کہ

> "اگرچہ بنک نے اس بات کا کوئی عہد نہ کیا تھا کہ وہ کسی عرصے کے لئے نالش دین سے اجتناب کرے گا مگر واقعہ یہ ہے کہ حد اجتناب کا فائدہ بنک نے عطا اور کمپنی نے حاصل کیا جو بے شبہ کسی معین عرصے کے لئے نہ تھا لیکن بہر حال کسی حد تک اجتناب ضروری ہوا۔"

ایک اسی قسم کے مقدمے میں عدالت نے ایک جملہ استعمال کیا تھا کہ ضمانت دینے کے عہد نے "دائن کے ہاتھ باندھ دیئے۔"

مگر اجتناب کو بدل بننے کے لئے یہ بتانا چاہئے کہ کچھ ذمہ داری موجود تھی یا معقول طور پر فریقین موجود خیال کر سکتے تھے (Jones) بنام Ash-burnham- میں دعویٰ اس عہد کی بنا پر کیا گیا تھا کہ مدعی کو بیس پونڈ اس بات کے بدل سے کے

---

[1] 2 Dr. Jym. 289

طور پر دیئے جائیں گے کہ وہ اس قرضے کی نالش سے باز رہے جس کے متعلق اس کا ادعا تھا کہ اسے پلیڈنگ میں یہ بات نہیں بتائی گئی تھی کہ آیا شخص متوفی کا کوئی نمائندہ موجود تھا جس کے حق میں یہ اجتناب عمل میں لایا گیا۔ نہ یہی بتایا گیا کہ اس (متوفی) نے کوئی ایسا کافی ترکہ چھوڑا ہے جو اس کے مطالبے کی پابجائی کر سکے۔ وہ فقط اس بات کا عہد تھا کہ نامعلوم اشخاص پر ایک ایسی رقم کی بابت نالش دائر نہ کی جائے گی جو نہیں کہا جا سکتا کہ موجود یا قابل بازیافت تھی۔ قرار دیا گیا کہ وہ بدل نہیں۔ لارڈ الن برا Ellen-borough نے کہا: "مدعی کس طرح ظاہر کر سکتا ہے کہ اسے اجتناب نالش سے کوئی ہرجہ ہوا جب ایسی کوئی رقم ہی موجود نہ تھی جس کے حصول کے لئے نالش کی جاتی، اور ایسا کوئی شخص نظر نہیں آتا تھا جو اس کا بہ حیثیت وارث ذمہ دار ہو۔

مصالحت نالش کسی نالش سے مصالحت کرنا اسی قسم کا بدل ہے۔ اجتناب کی صورت میں ایجاب یوں کیا جا سکتا ہے: "میں آپ کا دعویٰ تسلیم کرتا ہوں لیکن اگر آپ ابھی دعویٰ نہ کریں تو کوئی چیز دیتا ہوں یا دینے کا عہد کرتا ہوں" مصالحت کی صورت میں ایجاب یوں ہوتا ہے۔ "میں آپ کا دعویٰ (یا جواب "جیسی کہ صورت ہو) تسلیم نہیں کرتا لیکن اگر آپ اس سے دست بردار ہو جائیں تو میں کوئی چیز دیتا ہوں یا دینے کا وعدہ کرتا ہوں"

مگر یہ بحث اٹھائی گئی ہے کہ اگر دعویٰ یا جواب غیر مادی نوعیت کا ہو تو بدل بیکار ہو گا اس کا جواب (Callisher) بنام (Bischoffsheim) میں (Cockburn C. J) کا فیصلہ دے گا:۔

"ہر روز اس بنیاد پر مصالحت کی جاتی ہے کہ مصالحت کنندہ فریق اس میں کامیاب ہونے کا موقع رکھتا ہے اگر وہ نیک نیتی سے عمل کرے کہ اسے کامیاب ہونے کا اچھا موقع ہے وہ نالش کی معقول بنیاد رکھتا ہے اور اس کا نالش سے اجتناب کرنا ایک درست بدل ہو گا جب ایسا شخص نالش سے اجتناب

کرتا ہے تو وہ اس چیز سے دست بردار ہو جاتا ہے
جو حق نالش سمجھتا تھا۔ اور فریق دیگر کو ایک فائدہ حاصل
ہوتا ہے اور کسی نالش سے پریشانی اٹھانے کی جگہ وہ
اس سے پیدا ہونے والی تکلیفوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔
یہ بالکل دوسرا مسئلہ ہوگا کہ کوئی شخص ایسا دعویٰ کرے
جس کے بے بنیاد ہونے کا اسے یقین ہو اور اس کے
تحت مصالحت کے ذریعے سے کوئی فائدہ حاصل کرے۔
اس صورت میں اس کا طرز عمل پُر فریب ہوگا۔"

اسی بنا پر اگر یہ واضح ہے کہ فریقین مصالحت کو کوئی حقیت حاصل نہ تھی اور وہ یہ جانتا ہو کہ اسے حقیت حاصل نہیں تو معاملہ مصالحت قابل پابندی نہ ہوگا۔[1]

بلا بدل تحویل امانتی

مقدمات "تحویل امانتی بلا بدل" "گروہ اشیا" اور "ملازمت بلا بدل" میں اور ہی قسم کی شکل پیدا ہوتی ہے۔ ان میں قانون گردہ دار اور شخص ملازم پر ایک ذمہ داری عائد کرتا ہے جو معاہدے پر موقوف نہیں ہوتی ہے۔ اسی بنا پر فریقین کے تعلقات کبھی تو معاہدے میں پیدا ہوتے ہیں اور کبھی فریق ذمہ دار کے برضا و رغبت افعال میں۔ ان مقدمات کا غور سے مطالعہ کرنا چاہیئے تاکہ ان تعلقات کی صحیح نوعیت معلوم کی جائے۔ جن سے عدالت بحث کرے گی۔

کوئی شئے مختلف اغراض کے لئے امانۃً تحویل کی جائے یا تحویلدار (bailee) یا گرودار (Depositary) کے قبضے میں رکھی جائے محض بطور امانت (Custody) یا قرض یا کرایے یا رہن کے یا بغرض حمل و نقل یا کسی ایسے طور پر جس کے متعلق کارروائی ہوسکتی ہو یا کام کیا جاسکتا ہو۔ ہوسکتا ہے کہ تعلقات فریقین معاہدے میں پیدا ہوں، ہوسکتا ہے کہ نہ ہوں۔ لیکن بہرحال معقول احتیاط برتنے کی ذمہ داری قانوناً تحویلدار (bailee) پر عائد ہوتی ہے۔ اور ایسی احتیاط کو نہ برتنے سے

---

[1] L. R. 5Q.B. 449

[2] Wade بنام Simeon (2 C.B. 548)

یہ تعدی (فعل ناجائز یا (wrong) پیدا ہوتی جو معاہدے سے جداگانہ ہوتی ہے۔
تحویل کنندہ (bailor) کو ہمیشہ اس وقت چارۂ کار حاصل رہتا ہے جب احتیاط نہ برتی جائے۔ اور وہ غفلت کے باعث ایک نالش بربنائے تعدی (ex delicto) دائر کر سکتا ہے۔ اگر امر شکایتی اس سے زیادہ وسیع ہو تو اسے شرائط معاہدہ پر تکیہ کرنا چاہیئے اور اگر تحویل امانتی (bailment) خود بلا بدل ہے اور نالش بربنائے معاہدہ دائر کی گئی ہو تو ہم کو وہ بدل معلوم کرنا چاہیئے جو معاہدے کی تائید کرتا ہے۔

چنانچہ زید نے اجازت دی کہ دو ہنڈیاں بکر کے قبضے میں رہیں[1]۔ اس پر بکر نے عہد کیا کہ اگر وہ ہنڈیاں سکھاری جا سکیں تو انھیں سکھارے گا اور رقم محصلہ زید کے حساب میں ادا کرے گا۔ قرار دیا گیا کہ یہ عہد بدل درست یعنی اسی اجازت پر مبنی ہے جو بکر کو ہنڈیوں کو امانت میں رکھنے کے متعلق دی گئی۔
یہ معلوم ہوگا کہ یہاں تحویلدار (بیلی) نے محض امانت رکھنے سے کچھ زیادہ کا وعدہ کیا اور یہ کہ نالش بربنائے عہد تھی اور اسی بنا پر بدل کا بتایا جانا ضروری تھا۔
کسی شئے کی تحویل امانتی کے معاملات میں بعض وقت بدل اس طرح ہوتا ہے کہ مالک تحویلدار (بیلی) کی استدعا پر قبضے سے جدائی اختیار کر لیتا ہے۔ گر بلا بدل ملازمت کی صورتوں میں ایسا بدل نہیں پایا جاتا۔

بلا بدل ملازمت

زید نے ایجاب کیا کہ وہ بکر کے بعض خدمات بلا بدل انجام دے گا۔ ایجاب کو قبول کر لیا گیا۔ اگر خدمات انجام نہ دئے جائیں تو کوئی نالش نہیں ہو سکے گی کیوں کہ زید کے عہد کا کوئی بدل نہیں ہے گر پھر بھی یہ کہنے کے لئے کثیر سندیں ہیں کہ اگر خدمات فی الحقیقت شروع کی گئیں اور ایسی غفلت کے ساتھ انجام دی گئیں کہ بکر کو اس سے نقصان یا مضرت پہنچی تو[2]

---

[1] Turner بنام Stallibrass (۱۸۹۸ء) (I Q.B. 60)

[2] Hart بنام miles (4 C.B. N.S. 571)

ایسی صورت میں ذمہ داری پیدا ہوتی ہے جسے عدالتیں تسلیم کرتی ہیں۔

زید نے بکر کے لئے ایک دکان (warehouse) ایک خاص تاریخ تک بنا دینے کا عہد کیا بکر نے زید پر دکان کے وقت معینہ کے اندر تکمیل نہ پانے کی بنا پر نالش دائر کی اور نیز اس بنا پر کہ پرانے کی جگہ نیا سامان استعمال کر کے عمارت کے مصارف میں اضافہ کر دیا حالانکہ اسے حکم دیا گیا تھا کہ جہاں تک ہو سکے پرانا سامان لگایا جائے۔

زید کا عہد بلا بدل تھا اور اسی بنا پر عدالت نے قرار دیا کہ وہ وقت معینہ تک تکمیل کے متعلق اپنے عہد کی بنا پر ذمہ دار نہیں۔ بلکہ اس بنا پر ذمہ دار ہے کہ کام شروع کر کے احکام کی عدم تعمیل کے ذریعے سے مصارف میں اضافہ کیا۔ بد عملی (misfeasance) کی بنا پر ذمہ دار ہے۔

یا تو ہمیں ان مقدمات میں معاملے کے تصور کو برطرف کر دینا اور ان کو ان وسیع بنیادوں پر قائم کرنا چاہیے جو جسٹس (Willes) نے (Skelton) بنام ال اینڈ این ڈبلیو ریلوے میں اختیار کئے کہ "اگر کوئی شخص بلا اجرت کسی فعل کی انجام دہی کا ذمہ لیتا ہے تو وہ ذمہ دار قرار دیا جائے گا اگر وہ نامناسب طور پر کام انجام دے۔ لیکن اگر وہ انجام دہی ہی میں غفلت کرے تو ذمہ دار نہ ہوگا"۔

یا ہمیں معاہدۂ ابتدائی (Mandatum) کی مثال پر عمل کرنا چاہیے[۲] اس معاہدے میں کوئی ذمہ داری اس وقت تک وقوع میں نہیں آتی جب تک کہ خدمت مطلوبہ شروع نہیں کی جاتی۔ اس کے بعد سے ایک فریق پابند ہے کہ تعمیل میں معقول احتیاط برتے اور دوسرا فریق پابند ہے کہ خدمات کی انجام دہی میں جو نقصان لاحق ہو اس سے بری رکھے۔ ایسی ذمہ داریاں گو اپنی حد تک کافی معقول ہیں ان میں اور انگریزی کلیہ بدل کے متعلق استعمال میں تطابق کرنا مشکل ہے وہ بہ آسانی اس قاعدے کے قانون معاہدہ میں

---

[۱] Elsee بنام Gatward (5 T.R. 143)

[۲] Coggs بنام Bernard (1 Sm.L.C. 191

عام استعمال سے مستثنیٰ قرار دئے جا سکتے ہیں۔

(ج) اگر معاہد کو اس کے عہد کے بدل میں سوائے اس چیز کے کچھ نہیں ملتا جس کا وہ اب بھی قانوناً حقدار ہے تو بدل غیر حقیقی ہوگا۔

فرائض عامہ کی انجام وہی

یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے جب معاہد لہ کا فرض منصبی ہو کہ وہ کام انجام دے جس کے انجام دینے کا وہ عہد کرتا ہے جہاں کسی گواہ کو کسی مقدمے میں حاضر ہونے کا تحریری حکم (Subpœna) پہنچے تو اس سے اس کے اخراجات سے زیادہ ادائی کا عہد کرنا کسی بدل پر مبنی نہ ہوگا۔[۱]

لیکن جب نالش کنندہ پولیس کانسٹیبل نے یہ ایجاب کیا تھا کہ کوئی ایسی اطلاع ہم پہنچائے گا جو قابل یقین ہو تو وہ ایسے خدمات انجام دینا تصور کیا جائے گا جو اس کے معمولی فرائض منصبی کے باہر ہیں اور قرار دیا گیا کہ وہ رقم پانے کا حقدار ہے۔[۲]

اسی اصول پر کسی ایسے کام سے اجتناب کا عہد جو قانوناً ممنوع ہو غیر حقیقی بدل ہے۔ مقدمۂ ویڈ بنام سیمکول[۳] جس کا اجتناب کے بہ حیثیت بدل ہونے کے سلسلے میں اوپر تذکرہ ہوا، اس بات کی کافی مثال ہے۔

معاہدہ موجودہ کی تعمیل کا عہد

اسی طرح اس صورت میں بھی بدل غیر واقعی ہوگا جب معاہد لہ نے معاہد سے ایک ایسے عہد کے شرائط کی تعمیل کی مزید ذمہ داری لی ہو جو منعقد ہو چکا تھا۔

لندن تا بالٹک اور واپسی کے ایک سفر کے دوران میں دو ملاح بھاگ گئے اور کپتان ان کی جگہ کسی کو بھرتی کرنے کے ناقابل تھا۔ اور اس نے بقیہ ملاحوں سے عہد کیا کہ اگر وہ جہاز کو وطن واپس لے جائیں تو دونوں مفرور ملاحوں

---

[۱] Collius بنام Godefroy (1B. & A. 950)

[۲] انگلینڈ بنام ڈیوڈسن (11A. & E. 856)

[۳] (2C.B. 548)

کی تنخواہ انھیں میں تقسیم کردی جائے گی۔ قرار دیا گیا کہ عہد پابندی نہیں عائد کرتا:۔

"یہ معاملہ بدل کی غیر موجودگی کے وجہ سے کالعدم ہے[1]
ملاحان غیر مفرورہ سے جس آیندہ ادائی کا عہد کیا گیا
تھا اس کا کوئی بدل نہ تھا۔ لندن سے چلنے کے قبل
انھوں نے ذمہ لیا تھا کہ سفر کے ناگہانی ضروریات میں
وہ حتی الامکان کام انجام دیں گے۔۔۔ بعض ملاحوں کی
موت کی طرح ان کا فرار بھی سفر کی ایک ناگہانی
ضرورت سمجھی جائے گی اور بقیہ ملاح شرائط معاہدہٴ اصلی
کے پابند ہیں کہ جہاز کو صحیح سلامت اس کی
منزل مقصود تک لائیں۔"

فیصلہ اس کے برخلاف ہوتا اگر غیر متوقعہ خطرات پیش آتے۔ ملاح جو عموماً معاہدہ کرتے ہیں اس میں یہ معنوی شرط ہوتی ہے کہ جہاز قابل سفر (Scawortty) ہو[2] چنانچہ اگر کسی ملاح نے شرائط معاملہ پر دستخط کئے کہ جہاز کو جزائر فاک لینڈ سے انگلستان لانے میں مدد دے اور ثابت ہوا کہ خود جہاز ہی سفر کے ناقابل ہے تو انعام مزید کا عہد' ان کو ان کے معاملے پر قائم رکھنے کی ترغیب میں کرنا قابل پابند قرار دیا گیا[3]

فریق ثالث کا کام انجام دینے کا عہد

یہ معلوم کرنا مشکل نہیں کہ بدل اس صورت میں غیر حقیقی سمجھا جائے گا جب فرض منصبی ہی کو انجام دینے کا عہد کیا جائے' یا اس معاہدے کو انجام دینے کا عہد کیا جائے۔ جو اس وقت موجود ہے۔ مگر یہ بتانا کسی قدر مشکل ہے کہ آیا کسی موجودہ معاہدے کی جو شخص ثالث کے لئے ہے تعمیل یا عہد تعمیل کوئی حقیقی بدل بن سکے گا

---

[1] Stilk بنام myrick (2 2 Camp. 317)
[2] Hartley بنام Ponsonby (7 E. & B. 872)
[3] Turner بنام Owen (3 F. & F. 176)

اس قسم کے بدل کے متعلق دو مقدمات قابل ذکر ہیں :-

(Shadwell) بنام (Shadwell) میں[1] زید نے مدعی کو جو اس کا بھتیجا تھا لکھا کہ "میں تمہارے ہندہ کے ساتھ نکاح کرنے کی تجویز کو سن کر خوش ہوا۔ چونکہ ابتدائے کار میں میں نے تمہیں مدد دینے کا عہد کیا تھا میں بمسرت تمہیں اطلاع دیتا ہوں کہ میں تمہیں ڈیڑھ سو پونڈ سالانہ اس وقت تک دیتا رہوں گا جب تک میں زندہ رہوں یا خود تمہاری آمدنی چانسری میں وکالت کرنے کے پیشے سے سالانہ چھ سو گنی ہو جائے۔"

مدعی نے ہندہ سے نکاح کر لیا۔ سالانہ ادائی بقایا رہنے لگی چچا نے انتقال کیا اور مدعی نے اس کے متعلقین پر نالش کی۔ عدالت میں اس بات پر اختلاف رائے رہا کہ آیا چچا کے وعدے کا کوئی بدل پایا جاتا ہے یا نہیں (Erle C. J.) اور (Keating, J.) نے یہ خیال کرنے پر میلان ظاہر کیا کہ وہ ایک عہد کا ایجاب تھا جو نکاح کے وقوع پر قابل پابندی معاہدہ بن جاتا (Byles, J) نے اختلاف کیا اور کہا کہ مدعی نے سوائے اُس کے کچھ نہ کیا جو وہ قانوناً کرنے پر پابند تھا۔ اور یہ کہ اس کا نکاح اسی بناپر اس کے چچا کے عہد کا بدل نہیں ہو سکتا۔[2]

(Scotson) بنام (Pegg) میں[3] اسکاٹ سن نے پیگ کے ایک جہاز کوئلہ حوالہ کرنے کا عہد کیا جو اسکاٹ سن کے مملوکہ جہاز میں تھا۔ اس کے بدل میں پیگ نے عہد کیا کہ جہاز وسچارج کے قابل ہونے پر روزانہ (۴۹) ٹن کے حساب سے

---

[1] 9C.B., N.S. I54

[2] دوسرے مقدمات میں جہاں عہد اس غرض سے کیا جاتا ہے کہ نکاح وقوع میں آئے تو عہد یا تو اقرار نکاح کا جز ہوتا ہے۔ جیسا کہ Synge بنام Synge میں ([1 Q.B. 466 :۱۸۹۴) ۔ یا اقرار نکاح کی ترغیب ہوتا ہے جیسا کہ Hawmersley بنام de Biel میں [12 Ch+F. 62:] ۔ یا کسی عہد کی فوری سرانجام دہی کے بدل میں کیا جاتا ہے جیسا کہ Skeete بنام Silberbeer میں [1T.L R. 491]

[3] 6 H.+N. 295

جہاز پر سے کوئلہ اتارے گا۔ وہ ایسا کرنے میں ناکام رہا۔ اور جب اس پر عہد شکنی کی نالش ہوئی تو پلیڈنگ میں جواب دیا کہ اسکاٹسن نے معاہدہ کیا تھا کہ کوئلہ بکر کو یا بکر کے حکم پر حوالے کرے گا۔ اور یہ کہ بکر نے پیگ کے حق میں حکم دیا تھا۔ اسکاٹسن نے معہودہ کوئلہ کی حوالگی کے عہد میں سوائے اس بات کے کسی چیز کا عہد نہ کیا جس کے انجام دینے کا وہ بکر کے عہد کی بنا پر پابند تھا۔ اور اسی بنا پر اس نے طریقۂ معینہ میں بار اتارنے کا جو عہد کیا تھا وہ بلا بدل تھا۔

عدالت نے قرار دیا کہ پیگ ذمہ دار ہے (Martin, B.) نے کہا کہ "یہ اعلان کے منافی نہ تھا کہ کوئلہ لینے کے متعلق مدعیٰ علیہ کے حق کے لئے نزاع ہو۔ یا یہ کہ مدعیوں نے ان کو بر وقت بار نہ اتارنے کا ہرجہ دینے پر مجبور کیا۔ بہرصورت اس بات کا کافی بدل ہوگا کہ مدعیان جو کوئلے پر قابض تھے مدعیٰ علیہ کو اس بات کی اجازت دیں کہ اسے جہاز پر سے اتار لے"۔ گر (Wilde, B.) (جج) نے کہا کہ "اگر کوئی شخص کسی سے کوئی رقم ادا کرنے کا عہد کرنا پسند کرے کہ وہ کسی دوسرے شخص سے جس سے وہ پہلے ہی معاہدہ کر چکا ہے اس معاہدے کی تعمیل پر ترغیب دے تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس معاہدے کی پابندی کیوں نہ کرائی جائے"۔

ان متعدمات میں سے کسی کو بھی مسئلہ زیر بحث میں سند نہیں قرار دیا جا سکتا۔

شیڈویل بنام شیڈویل میں اس بات کا شبہ کیا جا سکتا ہے کہ آیا وہاں فی الحقیقت کوئی معاہدہ بھی ہوا تھا یا محض کوئی ایسی چیز تھی جس کے عہد سے قانونی رشتہ پیدا کرنے کا ارادہ نہیں ہوتا۔ جیسا جسٹس ہائلس نے اختلافی فیصلے میں اشارہ کیا، "تمھیں ابتدائے کار میں مدد دینا" کے الفاظ سے قدرۃً بھتیجے کی وکالت کی جانب اشارہ سمجھنا زیادہ قرین قیاس ہے بہ نسبت اس کے نکاح کے۔ نکاح عہد کا موقع بنا نہ کہ باعث ترغیب عہد معاملہ اس کے برعکس ہوتا اگر (اس اشارے کو قبول کریں جو (Martin, B) نے اسکاٹسن بنام پیگ میں استدلال کرتے ہوئے کیا تھا) بھتیجا یہ خیال اپنے دل میں رکھتا کہ اپنا اقرار نکاح منسوخ کر دے گا اور چچا نے اس کو برقرار رکھنے کی ترغیب میں

عہد کیا کہ اسے سالانہ رقم ادا کرے گا۔

اسکاٹسن بنام پیگ میں واقعاتِ مقدمہ صاف طور سے بیان نہیں ہوئے ہیں۔ مگر بظاہر عدالت نے یہ خیال کیا کہ مدعیٰ علیہ کو کوئلہ حوالے کرنے کا عہد شخص ثالث سے کئے ہوئے معاہدہ موجودہ سے کچھ زیادہ کا عہد ہے اور یہ کہ ہو سکتا ہے کہ وہاں کوئی حق مرتفع یا مطالبہ نظرانداز کر دیا گیا ہو جسے پلیڈنگ میں نہیں بتایا گیا۔

بہرحال ان دو مقدموں میں بھی بعض ایسے کلیات قانون (dicta) ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ججوں نے پہلے مقدمے میں اور بیرن وائلد نے دوسرے میں یہ خیال ظاہر کیا کہ ایک وعدہ جو کسی معاہدے کی بجا آوری یا وعدہ بجا آوری کے صلے میں جو کسی شخص ثالث سے ہوا ہو کیا جائے ذمہ دار قرار دیتا ہے۔ بکر نے (۱) ایک وجوب کو جو پہلے ہی سے صرف اس کے اور زید کے درمیان موجود ہے۔ پورا کرنے کا عہد کیا۔

(۲) ایک فریق ثالث کے حق میں اپنے وجوب کو پورا کرنے کا عہد کیا جس سے زید کو کوئی واسطہ نہیں۔

بکر کے ان دونوں عہدوں میں کہا جا سکتا ہے کہ بڑا فرق ہے۔ اور دونوں عہد ایک دوسرے سے بالکل ممتاز ہیں اور یہ ہو سکتا ہے کہ زید کو مطلق علم نہ ہو کہ بکر پر کسی اور کے لئے کسی امر زیر بحث کے کرنے کا وجوب عائد ہے۔ نہ کسی فریق ثالث کے لئے معاہداتی وجوب کی تعمیل اور فرض منصبی کی تعمیل ایک ہو سکتے ہیں۔ اس کے برخلاف یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر ہم یہ کہیں تو گویا ایک سوال کی اجازت چاہتے ہوں گے کہ بدل معاہدلہ کے لئے ایک نقصان ہوگا اگر وہ عہد شکنی پر ایک کی جگہ دو نالشوں کا نشانہ بنے۔ کیونکہ یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ ایسے عہد کی بھی نالش ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر ہم یہ کہیں کہ بدل سے مراد معاہد کی اس خواہش کا ایفا کرنا ہے کہ معاہدہ پورا کیا جائے (یہ فرض کرتے ہوئے کہ اسے اس کے وجود کا علم ہے)، تو ہم محرک اور بدل میں خلط ملط کر دینے کی غلطی میں مبتلا ہوں گے۔

تاہم بہ حیثیت مجموعی یہ کہنا غیر معقول نہیں کہ کسی فریق ثالث کے لئے کسی تکمیل طلب معاہدے کی تعمیل، یا تعمیل کا عہد، کسی عہد کا درست بدل ہوسکتا ہے۔ کیونکہ، جیسا کہ (Martin, B.) نے اسکاٹسن بنام پیگ میں اشارہ کیا، مدعیٰ علیہ معاہدۂ ماسبق کے لئے ایک اجنبی ہے "ہمیں اس مقدمے کو اس نظر سے دیکھنا چاہئے کہ گویا کوئی معاہدہ ہوا ہی نہیں"۔ اس نکتے کے متعلق ابھی کسی مستند تعین کا انتظار ہے

بدل کے حقیقی نہ ہونے کا اثر

یہ اصول ہے کہ معاہد سے کئے ہوئے کسی عہد کی تعمیل کا عہد بدل غیر حقیقی ہے۔ اور اس کا اطلاق اختتام بذریعہ تعمیل پر کیا گیا ہے۔ اور اس سے یہ قاعدہ پیدا ہوگیا ہے کہ وائن کا کسی بڑی رقم کے ایفا میں چھوٹی سی رقم کا ادا کرنا کبھی دین کا درست اختتام نہیں[1]۔ اس قسم کی ادائی اس چیز سے زیادہ نہیں جس کا ایک شخص اب بھی پابند ہے اور بقیہ دین سے دست برداری عہد صریح یا معنوی کا بدل نہیں ہوسکتی ہے۔ شئے انجام دادہ یا عطا کردہ کو چاہئے کہ اس چیز سے کسی نہ کسی طرح مختلف ہو جس کے مطالبے کا حصول کنندہ (recipient) مستحق ہے ورنہ وہ عہد کی تائید نہ کرسکے گی۔ اگرچہ یہ واقعہ ہے کہ یہ اختلاف بہت معمولی ہے لیکن اس سے اس کا یہ اثر باطل نہیں ہوسکتا کہ وہ بدل ہے۔ کیونکہ اگر عدالتیں یہ سوال کریں کہ آیا کسی عہد کے عوض انجام دیا ہوا امر اس چیز سے کافی اختلاف رکھتا تھا جس کا معاہد پہلے ہی سے پابند ہے تو عدالتیں بدل کے مناسب ہونے کی بحث چھیڑ دیں گی۔ چنانچہ:۔

---

[1] یہ عجیب بات ہے کہ یہ قاعدہ ابھی Cumber بنام Wane کا [1 Sm.L.C. 376. ed. 12] بولا جاتا ہے اس مقدمے میں قرار دیا گیا کہ پانچ پونڈ کا پرامیسری نوٹ بندرہ پونڈ کے دین کا ایفا نہیں۔ مگر یہ اس لئے نہیں کہ اس میں کوئی بدل نہ ہو (کیونکہ ایک تمسک قابل بیع وشریٰ ایک دین کے عوض دیا گیا) بلکہ اس لئے کہ بدل غیر مناسب تھا۔ یہ فیصلہ اب مشکل ہی تائید پاسکتا ہے۔

[2] Foakes بنام Beer. (9 App. Cas. 605)

بطور ایفا کسی گھوڑے، شکرے یا لباس کا ہبہ درست ہے
کیونکہ اس سے مراد یہ ہوگی کہ گھوڑا، شکرا یا لباس مدعی
کے لئے بعض حالات میں رقم سے زیادہ مفید ہو سکتے ہیں
ورنہ مدعی ہرگز اسے بطور ایفا قبول نہ کرتا۔[1]

غالباً اس میں بہ مشکل شبہ کیا جا سکتا ہے کہ قانونی حقوق سے دست برداری کا عہد، جو غیر مہری ہے، اپنے جواز کے لئے لازماً انھیں قاعدوں کا محتاج ہوگا جو تمام عہود کے لئے مشترک ہیں۔ مگر اس قاعدے کی تفصیل میں بعض اختلافات اس بنا پر پیدا ہو جاتے ہیں کہ جب وہ معاہدہ توڑنے سے پہلے کیا جائے یا معاہدے کی خلاف ورزی کے بعد۔

تکمیل شدنی معاہدہ (۱) اگر کوئی معاہدہ پوری طرح تکمیل شدنی ہو اور ہر دو فریق کی ذمہ داریاں دوران تعمیل میں ہوں تو وہ باہمی رضامندی سے ختم کیا جا سکتا ہے ہر فریق کا دوسرے کے مطالبات سے رہائی پانا اس عہد کا بدل ہوگا کہ ہر فریق کے مطالبات کو فریق دیگر مرتفع کر دے۔

تکمیل شدہ معاہدہ ایک معاہدہ جس میں زید (ایک فریق) نے اپنا حصۂ کار انجام دے لیا ہے اور بکر (فریق دیگر) کی ذمہ داری باقی ہے تو (بل آف ایکسچینج اور پرامیسری نوٹ کی مستثنیٰ صورت کے ساتھ) وہ محض رضامندی سے ختم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے اختتام کے لئے ایک اور معاملہ اس کی جگہ کرنا ہوگا۔ زید نے بکر کو معاہدے کے مطابق اسباب فراہم کیا۔ بکر کو زید کے اسباب کا زرِ ثمن دینا ہے اگر زید اپنے حق رقمی سے دست بردار ہو جائے تو دست برداری کے عہد کا بدل کیا ہے؟[2] اگر زید و بکر ایک نیا معاملہ اس کی جگہ کریں جس کے لحاظ سے بکر نصف زرِ ثمن کی ادائی پر بقیہ کی ادائی سے بری ہو جاتا ہے تو زید کے نصف رقمِ ادا طلب سے دست برداری کے عہد کا بدل کہاں ہے؟

[1] مقدمہ Pinnel (5 Co. Rep. 117)

[2] Foster بنام Dawber دیکھئے صفحہ ۳۲۰ (6 Ex. 839)

جدید عہد کے لئے بدل کی ضرورت ہے۔ اور اس بات کی ضرورت ہے کہ زید کو کوئی فائدہ یا بکر کو کوئی نقصان زید کے عہد کے باعث ہو، اس رقم کی نصف ادائی میں (جس کی پوری ادائی پر اسے کسی وقت بھی مجبور کیا جا سکتا ہے۔) بکر کا نقصان تو کوئی نہیں ہو سکتا۔ زید کا بھی اس میں کوئی فائدہ نہیں کہ اس رقم کا صرف ایک حصہ وصول کرے جس کی ادائی پر وہ کسی وقت بھی مجبور کر سکتا ہے جب تک زید کوئی مختلف قسم کی چیز، کوئی سامان، یا کسی غیر متعین رقم کے عوض مقررہ رقم حاصل نہ کرتا ہو اس کا عہد[1] بلا بدل ہوگا اور اس کا مہری ہونا ضروری ہے۔

Goddard بنام O' Brien میں قرار دیا گیا کہ کسی بڑی رقم کے ایفا میں کوئی تمسک قابل بیع و شرا عطا کرنا، ایک مختلف قسم کی چیز ہے اور یہ کہ اسی بنا پر دین کے ایک جزو سے دست برداری کا بدل ہے[2]۔ مگر اس فیصلے کی صحت پر شبہ ظاہر کیا گیا ہے کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوگا کہ چک دین کی جگہ نہیں قبول کیا گیا تھا بلکہ محض اس شرط پر کہ اس کی پابندی کی جائے گی اور مقدمہ در اصل بالکل اسی حیثیت کا ہے جس میں تھوڑی رقم، بڑی رقم کے ایفا میں، دی جائے۔

عہد شکستہ (۲) اب ان مقدمات سے بحث کی جاتی ہے جن میں معاہدہ توڑا جاتا ہے اور ان حقوق سے دستبرداری کا عہد کیا جاتا ہے جو شکست معاہدہ سے پیدا ہوتے ہیں

جب حق کے متعلق خود نزاع ہو تو نالش کی مصالحت طریقۂ متذکرہ کے لحاظ سے ہوگی۔

جہاں حق کے متعلق نزاع نہ ہو، وہاں رقم غیر معین ہوگی یا معین،

اگر غیر معین ہے تو کسی مشخصہ (liquidated) یا معینہ رقم کی ادائی اس بات کا بدل سمجھا جائے گا کہ کسی بڑی مگر غیر معینہ رقم کی ادائی[3] سے دستبرداری دی جائے۔

---

[1] 9Q.B.D 37

[2] ہیرا چند نیم چند بنام ٹمپل سنہ ۱۹۱۱ (2K.B. 1P. 340)

[3] Wilkinson بنام Byers. (1A & E. 106.)

اگر وہ معین ہے تو مطالبے یا اس کے کسی جزو سے دستبرداری کی صرف اس وقت تائید کی جا سکے گی جب کوئی دوسری قسم کی چیز دی جائے یا معاملے میں جس طرح سے ادائی ہے اس سے مختلف طور سے ادائی عمل میں لائی جائے۔

بطور[1] ایک قاعدے عام کے معاہدہ شکنی سے پیدا ہونے والی بنائے نالش اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتی جب تک کہ ایفا تکمیل طلب رہتا ہے۔ یعنی جب تک کہ معاملہ پورا نہ کیا جائے۔ جیسا کہ ایک قدیم مقدمے[2] میں کہا گیا ہے۔ "تعمیل تکمیل شدہ (accord executed) بدل ہے۔ تعمیل تکمیل شدنی میں فقط ایک بنائے نالش دوسری بنائے نالش کی جگہ لے لیتی ہے اور یہ غیر متناہی حد تک چل سکتا ہے" مگر در اصل سوال معاملے کی تعبیر (Construction) کا ہے۔ اور محض عہد جو اس کی واقعی تکمیل سے ممتاز ہے ایک درست ایفا ہو سکتا ہے اور بنائے نالش کو ختم کر سکتا ہے اگر یہ واضح طور سے ظاہر ہو کہ فریقین کا یہی ارادہ تھا۔

ایک[4] چھوٹی رقم کی ادائی بڑی رقم کی ایفا میں ہو تو اس کا درست اختتام دین نہ ہونے کا قاعدہ کسی قدر انکار و مضحکہ کا نشانہ بنا ہے مگر جس طرح ایک فیصلے[3] میں دارالامرا نے اس قاعدے کی توثیق کی "فی الحقیقت یہ کوئی غیر معقول بات نہیں اور نہ عملاً غیر سہولت بخش کہ قانون بلا بدل معاہدے کو پابند کرنے والا و جوب عطا کرنے کے لئے چند خاص رسوم ضروری قرار دے"

معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ زید بکر سے بوقت مطالبہ پینتالیس پونڈ دینے کا عہد کرے اور زید بکر کو پچاس پونڈ میں سے جو اس وقت ادا طلب ہیں پینتالیس پونڈ معاف کرنے کا عہد کرے۔ اگر ایک صورت میں بدل کی ضرورت ہے تو دوسری میں بھی ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ قانون کیوں

---

[1] Peytœ کا مقدمہ (9 Rep. 77)

[2] Lynu بنام Bruce (2 H. Bl. 319)

[3] Morris بنام Baron ۱۹۱۸ء (A. C. I. 25)

[4] Foakes بنام Beer (9 App, Ca. 605) دیکھو تفصیل { باب ۲ فصل ۲ الف

ایسے شخص کے ساتھ زیادہ عنایات برتتے جسے وہ رقم معاف کردی گئی جو اسے ادا کرنی چاہئے تھی۔ اور اس شخص کے ساتھ کم جسے ایسی رقم دئے جانے کا عہد کیا گیا ہے جو اس نے کمائی نہیں ہے۔

دائنین سے مصالحت

دائنین سے مصالحت (Composition) (قوانین دیوالیہ کے قطع نظر) بظاہر اس قاعدے کی خلاف ورزی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ہر دائن اس بات کو قبول کرنے کو تیار ہوتا ہے کہ اسے ادا طلب رقم کا ایفا قلیل رقم سے ہو، خود دائنین کے مابین بدل کے متعلق کوئی مشکل نہیں یہ ظاہر ہے کہ یہ ان میں سے ہر ایک کی جانب سے پوری رقم دین کے مطالبے سے اجتناب ہے تاکہ کوئی ایک دائن دوسروں کے صرفے سے نفع نہ حاصل کرلے۔ مگر مدیون کے لحاظ سے عہد ادائی یا ادائی جز دین[1] ایسا بدل نہیں ہے جس پر دائن بقیہ کو منسوخ کردے۔ یہی بات مقدمہ Fitch بنام Sutton سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ اس میں مدعی علیہ (مدیون) نے اپنے دائنوں سے مصالحت کی اور انھیں فی پونڈ سات شلنگ ادا کئے۔ اس نے مدعی سے (جو دائنوں میں سے ایک تھا) عہد کیا کہ وہ (مدعا علیہ) اسے ممکن ہو تو بقیہ رقم بھی ادا کردے گا۔ مگر تاہم مدعی نے اسے اپنے جملہ مطالبات کی بیباقی کی رسید دے دی۔ جو اسے "ابتدائے آفرینش سے اب تک ہوں" مدعی نے بعد میں بقیہ مطالبے کے لئے نالش دائر کی۔ مدعی علیہ نے جواب دیا کہ مدعی نے سات شلنگ فی پونڈ کو اپنے جملہ مطالبات کے ایفا میں قبول کرلیا تھا۔ مگر لارڈ ایلن برا نے کہا:-

"یہ یقین کرنا ناممکن ہے کہ سترہ پونڈ دس شلنگ کا قبول کرنا
بچاس پونڈ کے دین کو قبول کرلینا ہے۔ بقیہ کی تنسیخ کا
کوئی نہ کوئی بدل ہونا چاہئے کوئی ضمنی (Collateral)

[1] Good بنام Cheesman (2B. & Ad.per Parkc,B,P .335)

[2] 5East 230

شے۔ تاکہ اس بات کا امکان ظاہر کیا جائے کہ اپنے حقوق
کو منسوخ کرنے والا فریق کچھ فائدہ حاصل کر رہا ہے۔ ورنہ
معاہدۂ کالعدم (Nudumpactum) ہوگا۔"

دائن اگر واقعی کوئی بدل مہیا کرتا ہے تو چاہیئے کہ وہ محض اس امر سے کوئی مختلف امر ہو کہ کثیر مطالبے کے مقابل قلیل رقم ادا کی جائے۔

اس کتاب کے سابقہ اڈیشنوں میں خیال ظاہر کیا گیا تھا کہ مدیون کا مہیا کردہ بدل، یہ ہے کہ ہر دائن کو اس کے دین سے کم کی قبولیت کے متعلق رضامندی حاصل کرتا ہے۔ اور اس طرح تمام دائنوں کو عام طور سے فائدہ ہوتا ہے۔ مشکلات کا یہ حل اس حد تک بالکل تشفی بخش ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایسا بدل کافی ہوگا۔ مگر اس کا اطلاق اس صورت میں نہیں ہوسکتا جب مدیون فی الحقیقت دائنوں سے رضامندی حاصل نہیں کرتا ہے۔ بمقدمہ گڈ بنام چینیر مین میں (جو اس خیال کی تائید میں پیش کیا گیا ہے) معاملہ فقط یہ نہ تھا کہ ہر دائن اپنے کثیر مطالبے کی ادائی میں قلیل تر رقم قبول کرے بلکہ "فریقان دستخط کنندۂ معاملہ نے رضامندی ظاہر کی کہ اپنے مطالبات کے نفاذ سے اس امر کے معاوضۂ بدل میں اجتناب کریں کہ انھوں نے باہم اجتناب کا اقرار کرلیا ہے۔ اور ساتھ ہی مدعیٰ علیہ نے عہد کیا ہے کہ اپنی آمدنی کا کچھ حصہ حوالے کرے گا اور حکم نامۂ اٹارنی کی تعمیل کرے گا جس سے امین (ٹرسٹی) کو ان کے استفادے کا فوری حق عطا کرے گا" فی الحقیقت یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ آیا مدیون واقعی طور سے یہ معاملہ طے کرسکتا تھا۔ مگر اس نے اسے منظور کرلیا تھا۔ اور یہ سمجھنا چاہیئے کہ اس نے محض معاملے میں شرکت کرنے سے زیادہ کام کیا جب اس نے اس بات کا ذمہ لیا کہ اپنی آمدنی کا ایک ثلث ایک امین کے حوالے کردے گا اور ایک مختارنامہ ذیلی ضمانت کے طور پر پیش کرے گا۔ اسی کی جانب

[1] 2B & A.D. 328

[2] Lord Tenterden برصفحہ (۲۲۲)

جسٹس ہارج نے مقدمۂ ویسٹ یارک شائر (W. Yarkshire Darracq Co.) کمپنی بنام کولرج[1] میں اشارہ کیا ہے۔ اس مقدمے میں اس کمپنی کے ڈائرکٹروں نے تصفیۂ حسابات (liquidation) کرتے ہوئے باہم معاملہ کیا کہ اپنی فیس کے مطالبے سے دست بردار ہوں تصفیہ کنندۂ حساب (liquidator) بھی فریق معاملہ بنایا گیا۔ بعد میں ایک ڈائرکٹر پر جب اس رقم کی نالش کی گئی جو اسے کمپنی کو ادا کرنی تھی تو اس نے مطالبۂ متقابل (counterclaim) کے ذریعے سے اپنی فیس طلب کی۔ قرار دیا گیا کہ چونکہ تصفیہ کنندۂ حسابات (liquidator) جو کمپنی کا نمائندہ تھا، فریق معاملہ تھا اس طرح اس نے اس بدل کا استفادہ کیا جو ہر ڈائرکٹر نے اپنے شریک ڈائرکٹر کو اپنے حقوق اجرت سے دست برداری دے کر عطا کیا۔ اور اسی بنا پر معاملہ ڈائرکٹر کے لئے قابل پابندی تھا۔ مگر یہ معلوم کرنا آسان نہیں کہ فیصلہ کنندۂ حسابات (لکویڈیٹر) اگر ایک فریق معاملہ بن جائے تو وہ کس طرح کوئی بدل مہیا کر سکتا ہے۔ اور نہ صرف یہ صورت بلکہ وہ صورتیں بھی جن میں دائنوں سے مصالحت کی گئی ہو ایک زیادہ قابل اطمینان بنیاد پر مبنی قرار دیجا سکتی ہیں جیسا کہ جسٹس ہارج (Horridge) نے بتایا ہے کہ اس قسم کے معاملے کا فریق اپنے اصلی دین کا مطالبہ نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا مطلب دیگر دائنوں سے فریب کا ارتکاب ہوگا۔

یہ اصول بعض اور قسم کے مقدمات سے بھی متعلق کیا گیا۔ ان کی مثالیں Welby بنام Drake اور ہیرا چند پونم چند بنام ٹمپل[2] ہیں۔ ویلبی بنام ڈریک میں دائن کو مدیون کے باپ سے نو پونڈ وصول ہوئے تھے جو اٹھارہ پونڈ کے دین کی ادائی میں تھے۔ چیف جسٹس Abbott (C.J) نے کہا کہ بقیہ دین کے لئے بیٹے کے خلاف کارروائی کرنا اس کے باپ سے فریب ہوگا اور قرار دیا کہ باپ کی جانب سے ادائی بیٹے سے بازیافت میں حائل ہے۔

---

[1] سنہ ۱۹۱۱ء 2 K. B. 323

[2] 2 K.B. 330 [سنہ ۱۹۱۱ء] I C. & P. 557

دوسرے مقدمے میں مدیون نے اپنے دائنون (مدعیوں) سے کہا تھا کہ وہ اس کے باپ سے درخواست کریں۔ باپ نے ان کے خط کے جواب میں ایک چیک بھیجا جو رقم دین کی کامل ادائی سے کم کا تھا۔ اور دائنوں سے درخواست کی تھی کہ اس چیک کے بدلے میں وہ اسے اس کے بیٹے کا پرامیسری نوٹ واپس کریں۔ دائنوں نے چیک سے رقم حاصل کرلی اور بقیہ رقم کے لئے بیٹے پر نالش دائر کردی۔ عدالت مرافعہ نے قرار دیا کہ دائنوں کے متعلق یہ خیال کیا جانا چاہیے کہ انھوں نے پوری ادائی کے طور پر چیک کو قبول کیا اور یہ کہ بیٹے کا دین ادا سمجھا جائے گا۔ عدالت نے جٹس ولیس Willes کا ایک قانونی مقولہ جو کک بنام لسٹر[1] میں قلمبند ہوا تھا، قبول کرلیا کہ:۔

"اگر کوئی اجنبی ایک دین کے کلی اختتام کے لئے دین کا کوئی جز ادا کرے تو قرض ختم ہوجائے گا کیونکہ مزید کارروائی اس اجنبی سے فریب ہوگی۔ اسی طرح جب ایک جماعت دائنین سے مصالحت کی جائے، تو رقم مصالحت وصول کرنے پر راضی ہونا، دین کو ختم کردیتا ہے ورنہ بقیہ دائنین سے فریب کا ارتکاب ہوگا۔"[2]

(۳) بدل کو جائز ہونا چاہیئے

جواز بدل یہ قاعدہ یہاں بیان ہونا چاہیئے مگر ہمیں مجبوراً اس بحث کو اس وقت کے لئے ملتوی کرنا پڑتا ہے جب ہم انعقاد معاہدہ کے

[1] B C. B. (N.S.) P. 545.

[2] ججوں نے عدالت مرافعہ میں کہا کہ ہمارے فیصلے کی تائید مزید بر آں دگر بنیادوں پر ہو سکتی ہے، مگر اس قرار داد میں ان میں اتفاق آرا تھا کہ جو اصول Cook بنام Lister میں وضع کیا گیا وہ منطبق ہوتا ہے۔

ایک عنصر کے طور پر اس بات سے بحث کریں گے کہ معاہدہ کرتے وقت فریقین میں اغراض جائز ہونے چاہئیں۔

(۴) بدل تکمیل شدنی یا تکمیل شدہ تو ہوسکتا ہے مگر سابقہ نہیں ہونا چاہئیے

ہم اب بدل اور عہد کے تعلق سے، بہ لحاظ وقت بحث کریں گے بدل تکمیل شدنی ہوسکتا ہے (اس وقت وہ عہد بعوض عہد ہوتا ہے) یا تکمیل شدہ ہوسکتا ہے (جس صورت میں وہ فعل یا ترک فعل بعوض عہد ہوتا ہے) یا سابقہ (Past) ہوسکتا ہے (جب کہ محض ایک جذبۂ شکر گزاری اور عزت نفس اس بات پر ابھارتا ہے کہ فوائد حصلہ کا بدلہ کریں۔ دوسرے الفاظ میں یہ کوئی بدل ہی نہیں۔)

بدل تکمیل شدنی میں اس بات کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ جو بات کہدی گئی ہے اس پر کوئی اضافہ کیا جائے۔ یہ بتایا گیا کہ ایک طرف عہد ہونا اس بات کا درست بدل ہے کہ دوسری طرف عہد ہو۔

بدل تکمیل شدہ سے عہد اس وقت پیدا ہوتا ہے جب فریقین میں سے کوئی فریق، اپنے کسی ایسے فعل کے ذریعے سے جو ایجاب بن سکتا ہو یا ایسے فعل سے جو قبول بن سکتا ہو، وہ تمام کام انجام دے دے جس کے کرنے کا وہ تحت معاہدہ پابند ہو۔ اس سے صرف ایک فریق پر تکمیل طلب ذمہ داری باقی رہ جاتی ہے۔

ایجاب فعل بعوض عہد

پہلی صورت میں کوئی شخص اپنی محنت یا مال ایسے حالات میں پیش کرتا ہے جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ان کے معاوضے کی توقع رکھتا ہے، معاہدہ اس وقت وقوع میں آتا ہے

جب محنت یا مال وہ شخص قبول کرے جسے وہ پیش کئے گئے ہیں اور وہ اپنے قبول کے ذریعے اس بات کا پابند ہو جاتا ہے کہ ان کے لئے کوئی معقول ثمن ادا کرے۔ چنانچہ Hart بنام mills میں مدعیٰ علیہ نے چار درجن شراب کی بوتل کی فرمائش کی تو مدعی نے آٹھ درجن بھیجے۔ مدعیٰ علیہ نے تیرہ بوتلیں رکھ لیں باقی کو واپس کر دیا۔ مدعی نے اس پر اصل معاہدے کے تحت جو چار درجن کی خریداری کے لئے تھا نالش دائر کی۔ قرار دیا گیا کہ تیرہ بوتلوں کا رکھ لینا اصل معاہدے کی بد تعمیلی (misperformance) کو تسلیم کر لینا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ ایک نیا معاہدہ ہے جو اسباب پیش شدہ کے قبول سے پیدا ہوا اور یہ کہ مدعی فقط تیرہ بوتلوں کی رقم پائے گا۔ "مدعیٰ علیہ ہر قسم کی شراب کے دو دو درجن بوتلوں کے لئے فرمائش دیتا ہے اور تم چار چار بھیجتے ہو۔ اسے تو حق تھا کہ سب ہی واپس کر دیتا۔ وہ ایک جزو کو واپس کرتا ہے۔ جو جزو روک رکھا گیا اس کی حد تک یہ ایک نئے معاہدے کے سوا کیا ہو سکتا ہے؟"

مگر یہ امر ذہن نشین رہے کہ جب کسی شخص سے اس قسم کا ایجاب کیا جائے اور اسے اشیائے ایجاب کردہ کے قبول یا رد کا موقع نہ ہو تو ایسا قبول اس کے لئے قابل پابندی نہ ہوگا جس پر وہ رضا مند نہیں۔ مقدمہ Taylor بنام Laird (جس کا اوپر بھی ذکر ہوا) اس تجویز (Proposition) کی مثال ہے۔ اگر اس قسم کے جبری قبول سے عہد پیدا ہونے لگے تو جو مشکلات پیدا ہوں گے ان کا پر زور طریقے پر تذکرہ Pollock, C.B نے کیا ہے:- "فرض کرو میں تمہارا مکان تمہارے علم کے بغیر صاف کرتا ہوں۔ کیا میں اس کے لئے تم سے ادائی کا مطالبہ کر سکتا ہوں؟ ایک شخص دوسرے کا جوتا صاف کرتا ہے۔ دوسرا شخص سوائے اس کے کیا کر سکتا ہے کہ انھیں پہنے۔ کیا وہ اس بات کی شہادت ہے کہ صفائی پر معاوضہ ادا کرنے کا معاہدہ ہوا تھا؟"

---

[1] باب ۳ فصل ۳ (ب)

ایجاب عہد بعوض فعل جو معاہدہ کسی ایجاب عہد کو بذریعہ تعمیل قبول کرنے سے وقوع میں آئے اس کی بہترین مثال یہ ہے کہ بعض خدمات کے لئے انعام کا اعلان کیا جائے جونہی خدمت انجام دیدی جاتی ہے تو یہ اعلان عطائے انعام کا عہد بن جاتا ہے۔ ان صورتوں میں ایجاب کنندہ نہیں بلکہ قبول کنندہ اپنا حصۂ فرض انجام دیتا ہے جب وہ معاہدے میں داخل ہوتا ہے۔ اگر زید کسی اطلاع کے لئے ایک انعام کا عام ایجاب کرتا ہے اور بکر وہ اطلاع مہیا کرتا ہے تو زید کا ایجاب، بکر کے فعل کے ذریعے سے عہد میں مبدل ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی بکر معاہدے کو مکمل اور اپنے حصۂ فرض کو ادا کر چکتا ہے[۱]

اس قسم کا بدل کسی ایسے معنوی یا صریح عہد کی تائید کرے گا جس میں کسی شخص سے درخواست کی جائے کہ وہ ایک ایسی خدمت انجام دے جس میں خطرہ یا خرچہ ہو۔ اس قسم کی درخواست میں صراحۃً یا معناً ایک عہد ہوتا ہے جو ذمہ داریاں یا اخراجات برداشت کر لینے پر پابندی عاید کرنے لگتا ہے ایک خاتون[۲] نے اپنی جائداد (estate) کی فروخت کے لئے ایک ہراج والے کو مقرر کیا۔ اسے اثنائے کارروائی میں چندر قوم سرکار کو ادا کرنے پڑے اور یہ قرار دیا گیا کہ واقعۂ تقرر میں معناً اس بات کا عہد ہے کہ اثنائے تقرر میں جو رقوم ادا کئے جائیں اس سے اسے بری رکھا جائے گا۔ چاہے درخواست صریح ہو اور مدعیٰ علیہ نے فریق سے صراحۃً ادائی کی خواہش کی ہو یا غیر صریح ہو اور اسے کسی ادائی کی ذمہ داری برداشت کرنی پڑے اور وہ اسے ادا بھی کرے ان دونوں صورتوں سے کوئی فرق نہیں پیدا ہوتا۔

غالباً اسی اصول پر کہ استدعا سے معناً عہد فرض کر لیا جائے گا ہم مقدمہ (Lampleigh) بنام (Braithwait)[۳] کی توضیح کر سکتے ہیں۔

---

[۱] England بنام Davidson (11 A & E 856)

[۲] Britain بنام Lloyd (14 M. & W. 762)

[۳] (1 SM. L. C. 12 ed. 159. Hob. 105)

اب تکمیل شدہ اور سابقہ بدل کا امتیاز دکھانا باقی ہے۔

موجودہ اور سابقہ بدل میں امتیاز

فی الحقیقت سابقہ بدل کوئی بدل ہی نہیں۔ یعنی اس سے معاہد کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور نہ معاہدلہٗ کو اس کے عہد کے باعث کوئی نقصان برداشت کرنا پڑ سکتا ہے۔

کسی زمانۂ ماضی میں کئے ہوئے فعل یا ترک فعل (اجتناب) کے ذریعے سے کوئی شخص فائدہ پہنچاتا ہے۔ بغیر اس کے کہ کوئی قانونی ذمہ داری عائد کرے بعد میں، بلا لحاظ اس کے کہ نیک نیتی سے ہے یا خود غرضانہ محرکات کے تحت، اگر وہ اس شخص سے کوئی عہد کرے جس کے فعل یا ترک فعل سے اسے فائدہ حاصل ہوا تھا اور یہ عہد کوئی اور بدل سوائے اس سابقہ استفادے کے نہیں رکھتا ہے، تو ایسا عہد بلا بدل (gratuitous) ہوگا اور اس کی جبری تعمیل نہیں کرائی جا سکے گی۔ وہ محرکات (motive) پر مبنی ہوتا ہے بدل پر نہیں۔

زید نے ایک گھوڑا بکر سے خریدا[1] جس نے بعد میں سابقہ بیع کے بدل میں اقرار کیا کہ گھوڑا تندرست اور عیوب سے پاک ہے مگر فی الحقیقت گھوڑے میں عیب تھا۔ عدالت نے قرار دیا کہ بیع سے اس بات کی کوئی معنوی ضمانت یا عہد نہیں پیدا ہوتا کہ گھوڑا عیب دار نہ تھا اور یہ کہ اس عہد کو بیع سے علیحدہ سمجھنا چاہیئے اور ایک صریح عہد خیال کرنا چاہیئے جو ایک سابقہ معاملے پر مبنی ہے۔ اسی بنا پر وہ اس عام قاعدے کے تحت آتا ہے کہ "کسی سابقہ یا تکمیل شدہ بدل سے سوائے اس عہد کے کسی کی تائید نہ ہوگی جو قانوناً مستنبط کیا جائے۔"

اس طرح جو عام قاعدہ وضع کیا گیا اس کے متعلق کہتے ہیں کہ بعض مستثنیات ہیں۔ لیکن وہ جتنا خیال کیا جاتا ہے غالباً اس سے بہت کم اور غیر اہم ہیں۔

(۱) بعض وقت کہا جاتا ہے کہ کسی سابقہ بدل سے کسی آئندہ عہد کی

[1] Roscarla بنام Thomas (3 Q. B. 234)

تائید ہوگی بشرطیکہ معاہد کو درخواست پر بدل دیا گیا ہو۔
لیمپلے بنام بریتھ ویٹ اس مضمون پر فیصلہ کن مقدمہ سمجھا جا سکتا ہے۔ اس میں مدعی نے مدعیٰ علیہ پر ایک سو بیس پونڈ کی نالش دائر کی جس کی ادائی کا مدعیٰ علیہ نے ان خدمات کے بدل میں عہد کیا تھا جو اس کی درخواست پر انجام دئے گئے تھے۔ عدالت نے یہاں اتفاق ظاہر کیا کہ:—

"محض برضا ورغبت کوئی مدارات (courtesy) اس بات کا بدل نہیں ہو سکتی کہ کوئی وعدہ خلافی (assumpsit) وقوع میں آئے لیکن اگر اس مدارات کا باعث فریق مقابل کی کوئی درخواست یا استدعا ہو تو وہ قابل پابندی ہوگا۔ کیونکہ عہد گو خالی خولی نظر آتا ہے مگر ایسا نہیں ہے۔ اس کے ساتھ اس سابقہ درخواست کو دیکھنا چاہئے اور اس فریق کے حقوق اصلی کو جس نے ان کو اس درخواست کے ذریعہ سے حاصل کیا۔"

مقدمۂ لیمپلے بنام بریت ویتھ ۱۶۱۵ء میں فیصل ہوا تھا۔ اور اس فیصلے سے کچھ پہلے اور بعد بھی ایسے نظائر ملتے ہیں جو مذکورۂ بالا قاعدے کی کم وبیش معین (اور یقینی) طور سے تائید کرتے ہیں[1]۔ مگر سترھویں صدی کے وسط سے اب تک کوئی صریح سند دستیاب نہیں ہوتی۔ صرف ایک مقدمہ Bradford بنام Roulston ہے جو ائرلینڈ کورٹ آف اکسچکر میں ۱۸۵۸ء میں فیصل ہوا[2]۔
Kennedy بنام Broum میں[3] Erle C.J نے ۱۸۶۳ء میں مقدمۂ لیمپلے بنام بریتھ ویٹ کی جدید نقطۂ نظر سے توضیح کی ہے:—

---

[1] دیکھو نظائر جو Bate بنام Hunt (3 Dyer. 272 a) کے نوٹ میں جمع کئے گئے ہیں۔
[2] 81 C.L.468., 432.
[3] 13C.P.N.S. 677

"یہ فرض کیا گیا تھا کہ مدعی نے مدعیٰ علیہ کی درخواست پر جو سفر کئے تھے اور نیز دیگر خدمات انجام دئے تھے وہ کسی عہد کو قابل پابندی بنانے کے لئے کافی ہوتے اگر وہ اس کے ذریعے سے ایک معاہدے کی شکل میں لائے جا سکتے۔ فیصلے کی خاص خصوصیت یہ ہے کہ ایک عہد مابعد کو ایک بدل ماسبق سے اس کے تکمیل پانے کے بعد متعلق کیا گیا ہے۔ غالباً آج کل ایسی خدمت سے جو ایسی درخواست پر کی جائے۔ خود بخود اس بات کے معنوی عہد پر دال سمجھی جائے گی کہ اس کی اصل مالیت ادا کی جائیگی۔ اور کسی معینہ رقم کا عہد مابعد جیوری کے لئے اس بات کی شہادت ہوگی کہ رقم کو معین کرے۔"

یہی غالباً Wilkinson بنام Oliveira[1] میں بنائے فیصلہ (ratio decidendi) ہوئی۔ چنانچہ اس میں مدعی نے مدعیٰ علیہ کی درخواست پر اسے ایک نالش قانونی کے اغراض کے لئے ایک خط لکھ دیا تھا۔ خط سے مدعیٰ علیہ کا دعویٰ ثابت ہوگیا جس کے ذریعے سے اس نے ایک بڑی رقم حاصل کی اور بعد میں اس نے مدعی سے ہزار پونڈ کا عہد کر لیا۔ یہاں یقیناً مدعی کو توقع ہوگی کہ استعمال خط کے لئے کوئی معاوضہ ملے گا۔ اور مدعیٰ علیہ کی درخواست اس کے لئے "فی الحقیقت" ایک ایجاب تھی کہ اگر مدعی اسے خط دیدے تو وہ ایک رقم دے گا جو آئندہ طے ہوگی۔

اس نقطۂ نظر سے دیکھنے پر قاعدۂ زیر بحث اس عام کلیۂ بدل سابق سے جدا نہیں ہوتا۔ جب ایک درخواست کی جاتی ہے جو در اصل ایک عہد کا ایجاب ہوتی ہے جس کے شرائط آئندہ متحقق ہونے والے ہوں، اور اس درخواست کے سلسلے میں خدمات انجام دئے جائیں تو رقم معینہ کی ادائی کا

[1] (1 Bing. N.C. 490)

عہد مابعد، اسی معاملے کا جز سمجھا جائے گا ورنہ اس بات کی شہادت جس سے جیوری کو معقول مقدار کے تعین میں مدد ملے۔

ایک جدید تر مقدمے میں اس کی تائید Bowen, L.J. کے فیصلے کے[1] الفاظ سے ہوتی ہے:—

"خدمت سابقہ کے واقعے سے یہ بات مستنبط کی جائے گی کہ
اس کی ادائی کے وقت اس کا معاوضہ ادا کرنا تھا۔
اور اگر وہ ایسی خدمت تھی جس کا معاوضہ ادا کرنا تھا
تو کسی دستاویز مابعد میں عہد ادائی نظر آئے تو اسے
یا تو اقرار (admission) قرار دیا جائے گا جو
عبارت سے ثابت ہے، یا ایک مستقل معاملہ جس کے
ذریعے سے اس معقول معاوضے کی مقدار مقرر کی جائیگی
جس کے تعین پر اصل میں خدمت انجام دی گئی تھی۔"

اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک زمانے میں لیمپلے بنام برتھ ویٹ سے جو قاعدہ وضع ہوتا سمجھا جاتا تھا اسے اب یہ مفہوم نہیں دیا جا سکتا کہ وہ اس اصول کا استثنا ہے جس کی رو سے کسی عہد کو قابل پابندی ہونے کے لئے ضروری ہے کہ معاہد کے لئے موجودہ یا آئندہ استفادے کا ارادہ پیش نظر ہو۔

غیر کے فریضے کو برضا و رغبت انجام دینا

(ج) ہمیں یہ قاعدہ طے شدہ معلوم ہوتا ہے کہ[2] "جب مدعی اپنے طور پر وہ کام انجام دے جس کے لئے مدعی علیہ قانوناً مجبور کیا جا سکتا تھا اور مدعی علیہ بعد میں اس کے عوض صراحۃً عہد کرے" تو وہ ایسے عہد کا پابند ہوگا۔ مگر یہ امر مسلمہ ہے کہ جو نظیر عام طور پر اس کی تائید میں پیش کی جاتی ہے وہ اپنے مقصد میں ناکام رہتی ہے مثلاً کلیسائی عہدہ دار ان کی ان مفلس لوگوں کے

[1] Stewart بنام Casey ۱۸۹۲ء (1Ch. 115)

[2] 1Sm.L.C. 12 th. ed. 167

طبی معائنہ کی ذمہ داری۔ جو ایک حلقے میں بود و باش اختیار کرنے کے باوجود دوسرے حلقے میں ساکن ہوں۔ اس ہی حلقے کے کلیسائی عہدہ داروں پر ہوتی ہے مگر فیصلوں سے یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ کن وجوہات سے ایسے صادر کئے گئے۔ بعض جملوں سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اخلاقی ذمہ داری سے عہد کی تائید ہو سکے گی۔ لیکن Eastwood بنام keuyon کے فیصلے کے[2] بعد سے یہ استنباط ممکن نہیں۔ دوسرے جملوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اقامتی حلقے کے کلیسا (parish) پر اس امر کے کرنے کی قانونی ذمہ داری ہے جس کے انجام دینے پر سکونتی حلقے کے کلیسا کو (parish of residence) قانوناً مجبور کیا جا سکتا ہے اور یہ کہ فریقین کے تعلقات معاہدتی نہ تھے بلکہ مماثل معاہدتی (quasi-coutractnal) اور اس صورت میں بدل کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا بعض اور جملوں سے معلوم ہے کہ عہد اس ذمہ داری کا اعتراف ہے جو ایسے معاہدے سے پیدا ہوتی ہے جو فریقین کے افعال سے استنباط کیا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی ذمہ داری کے وجود کے لئے کسی عہد مابعد کی ضرورت نہیں[4]۔

اس سے صاف طور سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صورتیں در اصل بدل سابق کے عام قاعدے کے مستثنیات نہیں بن سکتے۔

تجدید عہد

(ج) ایک اور استثنا[5] بعض وقت ان مقدمات میں ملتا ہے جن میں کسی شخص کو اس عہد کے دوبارہ زندہ کرنے کا مجاز قرار دیا گیا ہے جس سے اس نے استفادہ کیا تھا۔ اگرچہ بعض قاعدوں کے جن کی تنسیخ ہو چکی ہے، عدم قابلیت معاہدہ کے باقی نہ رہنے یا محض انقضائے میعاد کے

[1] Motson بنام Turner سنہ ۱۸۴۶ P. 114

[2] 11 A & E. 438 دیکھو باب "مماثل معاہدات"

[3] Faynter بنام Williams (1C & N. 810

[4] (1 Selwyn's Nisi Prinsch-v, Assumpsit)

[5] ملیں آئینہ کمپنیز ایکٹ کے ذریعے جو استثنا قانوناً پیدا کیا گیا اس کا ذکر اوپر باب فصل میں ہوا۔

باعث، یہ معاملہ اس کے خلاف قابل نفاذ نہیں رہا۔ جس اصول پر یہ صورتیں بنی ہیں وہ یہ ہے:-

"جہاں ابتداءً کوئی بدل وعدہ کرنے والے فریق کے مفید تھا۔ اگر وہ اس ذمہ داری سے کسی حکم قانون موضوعہ یا غیر موضوعہ کی وجہ سے محفوظ ہو سکتا ہو اور اس قانون کا منشا اس کی حفاظت ہو تو وہ اس قانون کے استفادے سے دست بردار ہو سکتا ہے، اور اگر وہ دین کی ادائی کا عہد کرے (جیسا کہ ہر ایماندار شخص کا فرض ہے) تو وہ قانوناً اس کی تعمیل کا پابند ہے[۱]۔"

قانونی رپورٹوں میں اس اصول کی مندرجہ ذیل مثالیں ملیں گی:-

(۱) کسی بالغ شخص کا ان دیون کے ایفا کا عہد کرنا جو بچپن میں کئے گئے تھے، اس کے لئے قابل پابندی تھا مگر اب (Infants Ralief Act) بابت ۱۸۷۴ء کی رو سے بالغ ہونے پر اس عہد کی توثیق (ratification) ناممکن ہے جو بچپن میں کیا گیا تھا[۲]۔

(۲) قرضہ جس پر بوجہ قانون میعاد سماعت تمادی عارض ہو چکی ہو وعدۂ مابعد سے پھر عائد ہو سکتا ہے[۳]۔

(۳) Lee بنام (Muggeridge)[۴] ایک شادی شدہ عورت نے (جو اس وقت کے قانون نافذہ کی رو سے معاہدہ کرنے کے ناقابل تھی) ایک تمسک (bond) لکھ دیا۔ یہ اس رقم کے لئے تھا جو اس کی خواہش پر اس کے ایک سابقہ شوہر نے اس کے بیٹے کو دی تھی۔ بعد میں بیوہ ہونے پر اس نے

---

[۱] Parke, B. درمقدمۂ Earle بنام Oliver (2Ex 90)

[۲] ڈلمیس بنام moor (11M & W.256)

[۳] (21 Jæ I. C. 16)

[۴] 5, Taunt 36

عہد کیا کہ اس کے متنظمین اصل اور سود جس کی ضمانت تمسک کے ذریعے سے دی گئی تھی ادا کریں۔ قرار دیا گیا کہ عہد قابل پابندی ہے۔

(۴) Flight بنام Reed میں[1] مدعیٰ علیہ نے مدعی کو ہنڈیوں کے ذریعے سے اس رقم کی ادائی کی ضمانت دی جو قوانین سود خواری کی موجودگی کے باوجود کثیر سود پر قرض دی گئی تھی۔ ان قوانین کی رو سے یہ ہنڈیاں مدعی اور مدعیٰ علیہ میں کالعدم تھیں۔ قوانین سود خواری کی منسوخی (بذریعۂ ۱۷۔۱۸ وکٹوریہ۔ سی ۹۰) کے بعد مدعیٰ علیہ نے ہنڈیوں کی تجدید کرائی۔ تجدید کا بدل دین سابق تھا۔ اور قرار دیا گیا کہ وہ ہنڈیاں ذمہ داری عائد کرتی ہیں۔

موجودہ قانون کی رو سے اب صرف دوسری قسم وقوع میں آسکتی ہے۔ یعنی میعاد سماعت جس دین پر عارض ہو اس کی تجدید۔ اس کی حد تک بے شبہ رپورٹوں میں یہ قرار دینے کے لئے سند موجود ہے کہ عہد مابعد سے ایک نئی بنائے دعویٰ پیدا ہوتی ہے جو اصل یعنی ایک سابق بدل پر مبنی ہوتی ہے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ اس قاعدے کا کہ "بدل سابق کوئی بدل ہی نہیں" ایک حقیقی استثنا ہے۔ اس کی وجہ غالباً یہ اصول ہے کہ جب دو آدمی کوئی معاملہ کریں جس سے ایک شخص کو تمام متوقعہ فائدہ حاصل ہو جائے اور (اس کے باوجود) وہ قانون کے ضابطے کے قاعدوں کے باعث معاوضہ دینے کے عہد کی ذمہ داری سے محفوظ ہوتا ہو تو اس پر پابندی عائد کی جائے گی بشرطیکہ ان قاعدوں کا عمل ختم ہو چکنے پر وہ اصل عہد کی تجدید کرے۔ "جو شخص قانوناً کالعدم کی ہوئی چیز پر راضی ہو جاتا ہے وہ اس پر پابندی عائد کرتی ہے (Quisque potest renuntiare jure prose-introducts)

گرچہ جیسا کہ آیندہ ظاہر ہوگا، کہ جس دین پر قانون میعاد سماعت عارض ہو اس کی تجدید کسی مابعد اقرار ادائی سے کرنا، ایک اور وجہ سے بھی ہو سکتا ہے[2]۔ اور غالباً صحیح نقطۂ نظر یہ ہے کہ عہد مابعد سے اصل عہد ہی کی تجدید یا احیا ہوتا ہے۔

---

[1] 1H. & C. 703

[2] Spencer بنام Hemmerde ۱۹۲۲ء (2A.C.507)

اس سے کوئی نئی بنائے نالش نہیں پیدا ہوتی۔ اگر یہ ایسا ہے تو اس میں کسی بدل سابق کا سوال ہی نہیں ہے۔ اس پر مزید بحث اس باب سے تعلق رکھتی ہے جس میں قوانین میعاد سماعت کے اثر سے عام طور پر بحث کی گئی ہے[1]۔

مذکور الصدر مقدمات میں سے بعض میں جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ان کے یہ معنی لئے جانے لگے کہ معاہدے کا جواز متعدد اخلاقی قضایا پر مبنی و موقوف ہے۔ اور اگر قانون معاہدہ کو اخلاقی فرائض کے مبہم حدود میں داخل کر دیا گیا تو یہ تمیز دشوار ہو گی کہ کونسے عہود قابل پابندی ہیں اور کن کی تعمیل نہیں کرائی جائے گی۔ (Lee v. Muggridge) میں Mansfield نے کہا کہ "یہ عرصے سے طے شدہ ہے کہ اگر کوئی شخص قانوناً پابند نہ ہونے کے باوجود از روئے اخلاق و ضمیر پابند ہو تو ادائی کے عہد مابعد سے حق نالش پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ اب صرف یہ سوال ہو گا کہ آیا اس بیان کی بنا پر کوئی درست اخلاقی وجوب نظر آتا ہے۔"

لی بنام مگریج سے زیادہ کسی مقدمے میں اخلاقی ذمہ داری کا ذکر نہیں دکھائی دیتا اس کلیے پر کچھ تنقید لارڈ ٹینٹرڈن نے کی تھی[2]۔ مگر آخر کار (Eastwood بنام Kenyon میں اس کا قطعی فیصلہ ہو گیا۔ ایسٹ وڈ مسز کنیان کا ولی (gaurdian) اور کارندہ تھا اور اس (مسز کنیان) کی نابالغی کے زمانے میں اس کی جائداد کی اصلاح و ترقی میں مصارف بھی برداشت کئے تھے۔ یہ اس نے برضا و رغبت کیا۔ اور ایسا کرنے کے لئے رقم قرض لینے پر مجبور رہوا جس کے لئے اس نے ایک پرامیسری نوٹ لکھ دیا۔ جب نابالغہ سن بلوغ کو پہنچی تو اس نے اس معاملے کو منظور کر لیا۔ اس کے نکاح کے بعد اس کے شوہر نے عہد کیا کہ پرامیسری نوٹ کو وہ ادا کر دے گا۔ اس عہد کی بنا پر مسز کنیان کے خلاف نالش

[1] دیکھو باب (۱۰) فصل ۲۷

[2] Littlefield بنام Shee (2B & Ad. 811)

دائر کی گئی۔ مدعی کے مشیر قانونی نے اس بات پر اصرار کیا کہ ایسے عہد کا ایفا اخلاقی فرض ہے۔ مگر عدالت نے قرار دیا کہ وہ ناکافی ہے کیونکہ بدل بالکل سابقہ ہے۔ فیصلہ سناتے وقت لارڈ Denman نے کہا "بے شبہہ اس کلئیے سے اس بات کی کوئی ضرورت باقی نہ رہے گی کہ بدل موجود ہو جب کہ محض عہد کرنے کا واقعہ اس کی تعمیل کا اخلاقی وجوب پیدا کرنے لگے"[1]

اس طرح بالآخر لارڈ مینس فیلڈ کے اس کلیے کا خاتمہ ہوگیا کہ بدل ان مختلف طریقوں میں سے ایک ہے جن کے ذریعے سے یہ بات ثابت کی جا سکتی ہے کہ فریقین کا ارادہ معاہدہ کرنے کا تھا۔ یہ کلیہ، باوجود (Rann) بنام ہیوز (Hughes)[2] کے فیصلے کے، اس نظریے کے اندر برقرار رہا کہ اخلاقی وجوب کا وجود اس بات کی شہادت ہے کہ عہد سے پابندی عائد کرنا مقصود تھا۔

غیر ملکی معاہدے اور کلیۂ بدل

اس باب میں اب تک بدل سے متعلق انگریزی قانون کے قاعدوں سے بحث ہوتی رہی۔ مگر یہ یاد رہے کہ انگریزی عدالتوں کو وقتاً فوقتاً ان معاہدتی نالشوں کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے جن پر قانون انگریزی موثر نہیں ہے۔ جو قاعدے (اس قسم کے) کسی معاہدے کا قانون، یا جیسا کہ کہا جاتا ہے، معاہدات کا قانون مخصوص (Proper Law) متعین کرتے ہیں وہ قانون بین الاقوامی خصوصی (Private international law) کی ایک شاخ ہیں۔ یہاں ان پر تفصیلی بحث نہیں ہو سکتی۔ یہ کہنا کافی ہے کہ تعین میں اصل کارکن قوت، فریقین کا ارادہ ہے۔ جس صورت میں یا تو اس ارادے کی تصریح ہی نہ کی گئی ہو یا معاہدے کے شرائط و حالات سے اس کا استنباط نہ ہو سکتا ہو تو قانون مقام انعقادِ معاہدہ (lex loci contractus) ہی وہ قانون سمجھا جاتا ہے جس کا معاہدے پر موثر ہونا فریقین کا مقصود تھا۔ طالب علموں کے لئے مناسب ہوگا کہ برٹش ساوتھ آفریقہ کمپنی[3] بنام De Beeis Mines کا مطالعہ کریں۔ اس میں تمام

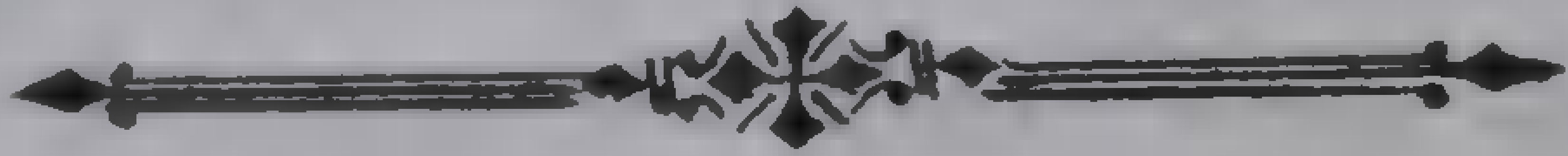
---

[1] 11A. & E.450

[2] 7T.R.350 (N)

[3] سنہ ۱۹۱۰ (1Ch. 354; 2Ch. 502)

متعلقہ اسناد پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ اگر یہ متحقق ہو جائے کہ عدالت کے پیش نظر معاہدے کا قانون مخصوص (Proper law) قانون انگریزی نہیں ہے۔ تو معاہدے کے جواز کا سوال قانون انگریزی کے لحاظ سے طے نہیں ہوگا بلکہ اس معاہدے کے قانون مخصوص کو دیکھ کر یہ طے کرنا ہوگا کہ آیا اس کے جواز کے لئے بدل کی ضرورت ہے۔ یہی سوال مقدمۂ Inre Bonacina (اِن رے بوناچینا) میں[1] پیش آیا۔ اس میں قانون اٹلی کی ایک خانگی دستاویز (Privata Serittura) کے اثرات کے متعلق غور کیا گیا۔ یہ ثابت ہوا کہ اس قسم کا عہد جو اخلاقی وجوب کی بنا پر ایک سچے دین کی ادائی کے متعلق ہو، اطالوی قانون کے لحاظ سے ایک نیا اور جائز وجوب پیدا کرتا ہے جس کی تعمیل اطالوی عدالتیں کراتی ہیں۔ چونکہ معاہدے کا قانون مخصوص، اطالوی قانون تھا۔ اس لئے عدالت مرافعہ نے قرار دیا کہ انگریزی کلیۂ بدل کا انطباق نہیں ہو سکتا اور یہ کہ معاہدہ چونکہ اپنے قانون مخصوص کے لحاظ سے صحیح ہے اس لئے انگلستان میں وہ قابل تعمیل ہے۔



[1] [1912]. 2ch. 394.

باب پنجم

فریقین کی قابلیت

مزید موضوعات تحقیق

جن عنوانات پر اب تک بحث کی گئی ہے ان میں ہم نے معاہدے کے ابتدائی عناصر پر غور کیا ہے۔ فریقین میں ایجاب اور قبول ہونا چاہیے اور ان کو ایسا اقرار کرنا چاہیے جس کو عدالت اس کی صورت کے لحاظ سے یا بدل کی وجہ سے ایک قانونی معاملہ تصور کرے۔

لیکن ایسا معاملہ ایسے فریقین کے مابین وقوع میں آسکتا ہے جن میں سے ایک یا دونوں ایک جائز معاہدہ کرنے کے ناقابل ہوں۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ ناقابلیتوں (یہ الفاظ دیگر فریقین کی قابلیت) سے بحث کی جائے۔ کچھ اشخاص میں اپنے آپ کو قانوناً کسی عہد سے پابند کرنے کی قطعاً اہلیت نہیں ہوتی یا ناقص ہوتی ہے یا کسی وعدے کی جو ان سے کیا جائے نافذ کرانے کی اہلیت کا فقدان ہوتا ہے اور وہ حسب ذیل اسباب سے پیدا ہو سکتی ہے۔

(۱) سیاسی یا پیشے کی حیثیت۔

(۲) صغیر سنی جس کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں اکیس سال کی عمر تک رائے میں پختگی نہیں پیدا ہوتی لہٰذا قانون کی حفاظت درکار ہے۔

(۳) (Artificiality of construction) مصنوعیت شخصیت جیسے جماعت ہائے سند یافتہ۔ یہ قانون سے شخصیت حاصل کر کے ان شرائط کو قبول کر لیتی ہیں جو قانون عائد کرتا ہے۔

(۴) فتور عقل یا نشے کی وجہ سے مستقل یا عارضی خلل دماغ۔

(۵) Marriage-یکم جنوری ۱۸۸۳؁ء تک زوجہ کے معاہدہ کرنے کی قابلیت شوہر کی قابلیت میں ضم ہو جاتی تھی۔ اس کے چند مستثنیات بھی ہیں۔ قانونی جائداد منکوحات بابت ۱۸۸۲؁ء اور ۱۸۹۳؁ء نے اس خصوص میں قانون میں بہت بڑی تبدیلی کی ہے۔

(۱) سیاسی یا پیشے کی حیثیت قانونی ایک اجنبی کو ایک پیدائشی برطانوی رعیت کی طرح معاہدہ کرنے کی قابلیت حاصل ہے۔ لیکن وہ برطانوی جہاز میں ملکیت حاصل نہیں کر سکتا۔

غیر ملکی دشمن بہرحال جنگ کے زمانے میں ایک اجنبی جس کی حیثیت دشمن کی ہو۔ جہاں تک اس کا معاہدہ کرنے یا جو معاہدات ہو چکے ہیں ان کو نافذ کرنے کی قابلیت کا تعلق ہے وہ سخت قیود کے تابع رہتا ہے۔

گزشتہ جنگ کے اغراض کے لئے دشمن سے تجارت کرنے کے قوانین کے ذریعے سے ان قیود میں مزید اضافہ کیا گیا۔ جن میں بادشاہ کے دشمنوں سے براہ راست یا بالواسطہ تجارتی کاروبار جرم قرار دیا گیا۔ لیکن یہاں اس موضوع پر قانون عمومی کے قواعد کا ذکر کر دینا کافی ہوگا۔

ہمیں اولاً یہ ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ اس غرض کے لئے دشمن کی حیثیت قانونی کو جانچنے کا معیار قومیت نہیں ہے۔ عدالت مرافعہ کے اجلاس کاملہ نے (Porter V. Freudenberg) تمام نظائر پر تنقید کرنے کے بعد یہ طے کیا ہے کہ اس مقام سے جہاں زیر بحث شخص اپنی رضامندی سے رہتا یا کاروبار کرتا ہے دوستی یا دشمنی کا تعین ہوتا ہے دشمن رعیت جو کلیۃً غیر جانب دار (nentral) ملک میں یا (بادشاہ کی اجازت سے) خود برطانیہ عظمیٰ میں رہتا یا کاروبار کرتا ہے معاہدہ کر سکتا یا اسی بنا پر بہ حیثیت ایک غیر ملکی دوست (alien frie ud) کے دعویٰ کر سکتا ہے۔

اس کے برعکس برطانوی رعیت یا غیر جانبدار ملک کے شخص کی جو دشمن کے ملک میں رہتا یا کاروبار کرتا ہے وہی حیثیت ہے جو غیر ملکی دشمن (alien enemy) کی ہے۔

اجنبی دشمن کی حیثیت قانونی حسب تعریف بالا درج ذیل نظر آتی ہے۔

(۱) وہ دوران جنگ میں کسی برطانوی رعیت سے جو معاہدہ نہیں کر سکتا۔

(۲) وہ جنگ ختم ہونے سے پہلے کسی بنائے دعویٰ پر جو جنگ سے پہلے پیدا ہوئی ہو شاہی عدالتوں میں دعویٰ نہیں کر سکتا۔ (۳) اس پر اگر طلبنامہ کی صحیح طریقے پر تعمیل ہو سکے تو ایسے بنائے دعویٰ پر نالش کی جا سکتی ہے جو جنگ سے پہلے پیدا ہوئی ہو اور وہ حاضر عدالت ہو کر مقدمے کی جوابدہی کر سکتا ہے اور اگر وہ ناکام رہے تو اعلیٰ عدالت میں مرافعہ کر سکتا ہے۔ (۴) قبل جنگ کے معاہدے (جو فریقین کے ربط وضبط کو متلزم ہوں جس کی وجہ سے فریقین میں ملاقات ضروری ہو اور جن کا باقی رہنا وجود مصلحت عامہ کے خلاف ہو) مقدم الذکر کی بدیہی مثال شراکت (partnership) ہے اور آخر الذکر کی مثال ایسا معاہدہ ہے جس کی اگر تعمیل کی جائے تو دشمن کی مملکت کے تجارتی یا معاشی اغراض کے لئے مفید یا اس ملک کے اغراض کے مضر ہوتا ہے۔ (۵) ایسے معاہدات کی تعمیل دوران جنگ میں ممنوع ہے۔ جو اقسام بالا کے تحت نہیں آتے اور اسی وجہ سے دوران جنگ میں عدم تعمیل معاہدہ کے متعلق کوئی بنائے دعویٰ قائم نہیں رہتی۔ اکثر صورتوں میں یہ انفساخ کے مماثل ہوتا ہے۔ مثلاً ایک مدت معینہ کے اندر اشیا حوالے کرنے کا معاہدہ لیکن دوسرے معاہدات ایسے ہیں جن کی نوعیت زیادہ تر مسلسل ہوتی ہے اور (جیسا کہ کیا گیا ہے) حقوق جائداد کے یہ درحقیقت متلازمات ہیں جو کبھی فسخ نہیں ہوتے۔ زمیندار اور اسامی انشورنس کمپنی اور پالیسی ہولڈر کے باہمی معاہدے سے اس کی مثالیں ملتی ہیں۔

بعض اوقات معاہدات ایسے وسیع شرائط کے ساتھ وقوع میں آئے ہیں کہ آغاز جنگ پر ان کے وجوبات معرض التوا میں رہیں گے۔ لیکن قیام امن کے بعد ان کی تجدید ہو جائے گی۔ عدالتیں اس قسم کے معاہدات کو شبہے کی نظروں سے

دیکھتی ہیں۔ اور اگر مصلحت عامہ اس کی متقضی ہو تو ایسے معاہدات کو بالکل کالعدم قرار دینے میں تردد نہیں کیا جاتا۔ یہ کہا گیا ہے کہ خانگی اشخاص کو یہ اختیار نہ دینا چاہیئے کہ ایسے شرائط کا تعین کریں جن کے مطابق کسی معاہدے کا جنگ شروع ہونے سے قطعی فیصلہ ہوگا۔ یا نہ ہوگا۔ نہ آغاز جنگ سے معاہدے کے وجوہات ملتوی ہوتے ہیں۔ اگر اس التوا کا عملی اثر یہ ہو کہ فریقین کے مابین ایک جدید معاہدہ کے وجود میں آنے کا امکان ہو تو یہ فسخ نہیں ہوتے۔

تعمیل طلب معاہدے کے تحت باہمی وجوہات کی تعمیل کو اختتام جنگ تک ملتوی نہیں کیا جاسکتا۔ اگر ایسے التوا سے اصل معاہدے کی شرائط میں کوئی اہم تبدیلی ہو۔ اور جہاں ایسی صورت ہو معاہدہ منسوخ ہو جاتا ہے۔ لیکن ان امور کا تعلق زیادہ تر معاہدے کے اختتام سے ہے نہ کہ انعقاد سے۔

ممالک غیر کے بادشاہ

غیر مملکتوں اور بادشاہوں کی قانونی حیثیت کا یہاں ذکر کر دینا مناسب ہے۔ انگلستان میں معاہدہ کرنے کی ان کو پوری قابلیت حاصل ہے۔ لیکن نہ تو وہ نہ ان کے نمائندے عہدہ دار۔ اور نہ ان کے نمائندوں کا خاندان انگلستان کی عدالتوں کے اختیار سماعت کے تابع ہے۔ ان کے معاہدات خود ان پر نافذ نہیں کئے جاسکتے لیکن وہ ان کو نافذ کرانے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ یہ آزادی ایک ایسے برطانوی رعیت کو بھی حاصل ہے جو غیر مملکت کی جانب سے برطانیہ عظمیٰ میں بطور سفیر بھیجا جائے۔

ایک حالیہ نظیر سے اس قاعدے کی وضاحت ہو جائے گی۔ ایک غیر ملک کے بادشاہ نے جو اس ملک میں ایک خانگی شخص کی حیثیت سے مقیم تھا۔ ایک فرضی نام کے تحت نکاح کرنے کا عہد کیا اس طرز عمل سے وہ اپنے آپ کو ہماری عدالتوں کے اختیار سماعت کے تابع نہیں کر دیتا پس نقض معاہدہ کی بنا پر اس کے خلاف دعویٰ نہیں ہو سکتا۔

ایک شخص جس کو بغاوت یا کسی سنگین جرم میں سزا دی گئی ہے وہ دوران سزا میں جائز مجرم جو زیر سزا ہو معاہدہ نہیں کر سکتا۔ اور نہ وہ ایسے معاہدات کو نافذ کرا سکتا ہے جو سزا پانے سے پہلے وقوع میں آئے تھے۔

لیکن ان معاہدات کا نفاذ ایسے منتظم کی طرف سے ہو سکتا ہے جس کو اس غرض کے لئے سرکار مقرر کرے۔

ایک بیرسٹر ان خدمات کی فیس کے لئے دعویٰ نہیں کر سکتا جو اس نے اپنے پیشہ وری فرائض کے دوران میں انجام دئے ہیں۔ خواہ یہ نالش کسی معنوی معاہدے پر مبنی کی جائے یا اس صریح معاہدے پر کہ ایک خاص کاروبار کو چلانے کے لئے کچھ رقم دی جائے گی۔ ۱۸۵۸ء تک طبیب کی حیثیت بھی بیرسٹر سے اس قدر ملتی جلتی تھی کہ بربنائے استدعا خدمات کے انجام دینے سے ان کے معاوضے کا کوئی معنوی معاہدہ پیدا نہ ہوتا تھا۔ خواہ مریض اپنے آپ کو ایک صریح معاہدے سے پابند ہی کیوں نہ کرلے۔ قانون طبابت بابت ۱۸۵۸ء کی دفعہ [۳۱] سے طبیب کو ایسے معنوی معاہدے کی بنا پر دعویٰ کرنے کا اختیار عطا کیا گیا لیکن ہر طبی کالج کو یہ حق تھا کہ ایسے ذیلی قواعد بنائے جو اس کے رفقا (Fellows) کو اپنی فیس کا دعویٰ کرنے سے باز رکھیں۔ یہ ایسا حق تھا جس کو Royal college of physicians) نے استعمال کیا ہے قانون طبابت ۱۸۶۰ء میں اس کی پھر توضیح کی گئی۔

اطفال یا نابالغ اشخاص

اطفال کی جانب سے ان کے زمانۂ طفولیت میں جو معاہدات وجود میں آتے ہیں اور ان کے تحت جو حقوق اور فرائض پیدا ہوتے ہیں ان کا انحصار قانون عمومی کے قواعد پر ہے۔ ان قواعد پر قانون موضوعہ (Statute) کا اہم اثر پڑا ہے۔ اس موضوع سے متعلق اولاً قانون عمومی سے بحث کرنا مناسب ہوگا۔

قانون غیر موضوعہ کا عام قاعدہ

قانون غیر موضوعہ میں معاہدات کے صرف دو اقسام ایسے ہیں جو اگرچہ ایک طفل کی جانب سے وجود میں آئے ہیں۔ لیکن یہ اسی طرح جائز ہیں کہ گویا ایک پوری عمر کا آدمی ان کو وجود میں لایا ہے۔ یعنی معاہدات جو مایحتاج کے لئے ہوں (اور بعض صورتوں میں) معاہدات جو طفل کے فائدے کے لئے ہوں۔

معاہدات جو طفل کی جانب سے ممکن الانفساخ ہیں

دیگر تمام صورتوں میں قانون عمومی نے طفل کے معاہدات کو اس کی مرضی پر بالغ ہونے سے پہلے یا بعد ممکن الانفساخ قرار دیا ہے۔ سر ایف پولک نے ایک جامع بحث میں یہ بتلایا ہے کہ جب معاہدہ طفل کے فائدے کے لئے نہ تھا تو بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ ان معاہدات ممکن الانفساخ کو دو عنوان میں تقسیم کرنا چاہئے۔

(الف) معاہدات جو جائز اور طفل کے لئے قابل پابندی تھے۔ تاایں کہ وہ زمانۂ طفولیت میں یا بالغ ہونے کے بعد ایک معقول مدت کے اندر ان کو مسترد کرتا۔

(ب) معاہدات جو طفل پر قابل پابندی نہیں تھے تاوقتیکہ وہ بالغ ہونے کے بعد ایک معقول مدت کے اندر ان کو منظور نہ کرے۔

معاہدات جو منسوخ ہونے تک جائز رہتے ہیں۔

(۱) جب کوئی طفل کسی مستقل جائداد میں حق حاصل کرلیتا ہے جس سے وجوبات متعلق ہوتے ہیں یا ایسا معاہدہ کرتا ہے جس میں مسلسل حقوق و فرائض۔ فوائد اور ذمہ داریاں شامل ہوتی ہیں اور معاہدے کے تحت کچھ فائدہ اٹھاتا ہے تو وہ اس معاہدے کا پابند ہوگا تاوقتیکہ وہ صریح طور پر معاہدے کو منسوخ نہ کردے۔

مندرجۂ ذیل نظائر میں اس کی مثالیں دستیاب ہوں گی معلوم ہوتا ہے کہ مابعد کی قانون سازی کا ان نظائر پر اثر نہیں پڑا۔

ایک نابالغ پٹہ دار لگان کا ذمہ دار ہے بجز اس کے کہ وہ پٹے سے دست بردار ہوجائے۔ اور اگر وہ بالغ ہونے سے قبل یا ایک معقول مدت کے اندر دست بردار نہ ہو تو اس کا حق دست برداری زائل ہوجائے گا حصہ داران جو زمانۂ طفولیت میں اپنے حصول پر قابض ہوجاتے ہیں وہ ان مطالبات (Calls) کے ذمہ دار ہیں جو ان کی طفولیت کے زمانے میں واجب الادا ہوجاتے ہیں حصص سے دست کش ہوکر ذمہ داری سے بری ہوسکتا ہے اگرچہ مطالبات کے وقت دستکش ہو۔ لیکن اگر قبل یا بروقت بلوغ دست کش نہ ہو تو حق زائل ہوجائے گا۔ ان شرائط کے تحت اطفال کی ذمہ داری کے وجوہ کو

اس طرح بیان کیا گیا ہے:۔

انھیں عام معاہدہ کرنے والوں سے جداگانہ حیثیت دی گئی ہے ورنہ وہ مستثنیٰ ہو جاتے۔ لیکن درحقیقت وہ ایسے خریدار ہیں جنھوں نے محض جائداد منقولہ میں نہیں بلکہ اسی جائداد میں حق حاصل کیا ہے جو ایک مستقل نوعیت کی ہے یہ حق محض سے بذریعہ معاہدہ حاصل ہوتا ہے یا بذریعۂ بیع و بذریعۂ انتقال حقیت ان لوگوں سے حاصل ہو جنھوں نے معاہدہ کیا ہے۔ اس کے ساتھ چند وجوبات بھی وابستہ ہیں جن کی تعمیل ان پر لازمی ہے۔ اس طرح ان کی حیثیت ایسے طفل سے مشابہ ہو جاتی ہے جو جائداد غیر منقولہ کا خریدار ہے اور جو قبضہ حاصل کر کے ان تمام وجوبات کا ذمہ دار ہو جاتا ہے جو اس جائداد سے متعلق ہوتی ہیں۔ مثلاً پٹے پر لگان واجب الادا ہو تو لگان ادا کرنا اور پٹے کی عطا کے وقت جب طفل کا نام درج رجسٹر ہو تو پیشکش ادا کرنا تاوقتیکہ وہ دوران طفولیت میں یا بالغ ہونے کے بعد اسی خریداری کو ترک یا اس سے اختلاف نہ کریں۔ ان دونوں اوقات پر طفل کو ایسا کرنے کا اختیار ہے۔

اس طرح ایک طفل حصہ دار بن سکتا ہے اور قانون غیر موضوعہ کے تحت منافع کا مستحق ہو سکتا ہے لیکن وہ ان قرضہ جات کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا جو دوران طفولیت میں شراکت سے پیدا ہوتے ہیں۔

بہرحال نصفت کسی نابالغ کو یہ اجازت نہیں دیتی کہ شراکت کے حسابات لیتے وقت منافع مجرا لے اور نقصانات سے بری رہے۔ لیکن جو چیز ہمارے پیش نظر مقصد کے لئے زیادہ اہم ہے یہ ہے کہ تاوقتیکہ بالغ ہونے کے بعد شراکت کو صریح طور پر فسخ یا ترک نہ کیا جائے حصہ دار ان نقصانات کا ذمہ دار رہے گا جو بالغ ہونے کے بعد پیدا ہوتے ہیں جب ایک طفل نے الف کے ساتھ شراکت قائم کی اور بالغ ہونے سے کچھ عرصے پہلے تک بطور حصہ دار کے کام کرتا رہا۔ اس کے بعد اگرچہ بطور حصہ دار کے اس نے کام نہیں کیا لیکن شراکت کو فسخ کرنے کی کوئی تدبیر بھی اختیار نہیں کی وہ ان قرضہ جات کا ذمہ دار قرار دیا گیا۔ جو ان لوگوں کو واجب الادا تھے جو اس کے

بالغ ہونے کے بعد الف کو اشیاء دیا کرتے تھے۔ جسٹس بسٹ کہتے ہیں کہ یہاں طفل اپنے آپ کو حصہ دار قرار دے کر ایک مشمر وجوب کو وجود میں لایا ہے اور یہ وجوب اس وقت تک قائم رہتا ہے۔ جب تک کہ وہ اس کو ختم کر دینا مناسب خیال نہ کرے۔ . . . اگر وہ اپنے آپ کو حصہ دار قائم رکھنا نہیں چاہتا تو اس کو چاہیے کہ اس کا اعلان کر دے۔

جہاں ایک ایسے طفل کے حصص منتقل کیے گئے جو کمپنی کو بند کرنے کے حکم سے چند ماہ قبل بالغ ہو گیا تو یہ تجویز ہوئی کہ حصص سے کوئی انکار نہ ہونے کی صورت میں وہ ایک شریک Copartner (حصہ اس کے ادا کنندہ) کی حیثیت سے ذمہ دار ہے۔

ان مختلف مقدمات میں طفل پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں وہ اگرچہ ایک دوسرے سے کسی قدر مختلف ہیں۔ تاہم ایک خصوصیت ان سب میں یہ مشترک ہے کہ جب تک صریح انکار نہ ہو کوئی شخص اس امر کا مستحق نہیں ہوتا کہ بالغ ہونے کے بعد ان وجوبات سے بری ہو جائے جن کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

معاہدات جو منظور ہونے تک ناجائز رہتے ہیں۔

ایسے معاہدات کی صورت میں جن کا اثر اس طرح مشمر نہیں ہوتا طفل پر ان کی پابندی عائد نہیں ہوتی تاوقتیکہ وہ بالغ ہونے کے بعد صریح طور پر ان کو منظور نہ کرے۔ پس ایک فعل واحد انجام دینے کا عہد جیسے خدمات کا صلہ یا ایسا معاہدہ جو کلیتہً تعمیل طلب ہو اور تمام معاہدات جن کی نوعیت مشمر نہیں ہوتی یا ایسے معاہدات جو طفل کی ضروریات یا فائدے کے لیے کیے جاتے ہیں صریح منظوری کے محتاج ہیں۔

اس موضوع پر قانون غیر موضوعہ یہی تھا۔ اب ہم یہ دیکھیں گے کہ قانون سازی سے اس پر کیا اثر پڑا ہے۔ قانون دادرسی اطفال (Infants Relief Act) بابت سنہ ۱۸۷۴ء کا منشا نہ صرف طفل کی ناتجربہ کاری کے نتائج کو رفع کرنا ہے بلکہ ان نتائج کو بھی جو بالغ ہونے کے بعد معقول طریقے پر پس و پیش کرنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے احکام حسب ذیل ہیں۔

۱- تمام معاہدات خواہ مہری ہوں یا سادہ جو اطفال کی جانب سے اس رقم کی واپسی کے لئے عمل میں آیا ہو جو دی گئی ہو یا دی جانے والی ہو یا اسی اشیا کے لئے ہو جو مہیا کئے گئے ہوں یا کئے جانے والی ہوں۔ (بجز ان معاہدات کے جو مایحتاج کے لئے عمل میں آئیں) اور تمام حسابات جن کو اطفال نے منظور کیا ہو آئندہ کلیۃً کالعدم ہوں گے۔ لیکن یہ قانون کسی ایسے معاہدے کو ناجائز نہیں قرار دے گا جس کو کوئی طفل کسی موجودہ یا آئندہ قانون موضوعہ (Future Statute) یا قانون غیر موضوعہ یا نصفت کے قواعد کے تحت عمل میں لائے۔ بجز ایسے معاہدات کے جو اب قانوناً ممکن الانفساخ ہیں۔

۲- کوئی شخص جو بالغ ہونے کے بعد ایسے قرضے کو ادا کرنے کا عہد کرے جو اس نے بزمانۂ طفولیت لیا تھا یا بالغ ہونے کے بعد کسی ایسے عہد یا معاہدے کو منظور کرے جو بزمانۂ طفولیت عمل میں آیا تھا تو اس کی ذمہ داری عائد کرنے کے لئے نالش دائر نہ ہو سکے گی خواہ بعد بلوغ ایسے عہد یا منظوری کا جدید بدل موجود ہو یا نہ ہو۔ قانون ہذا کے ان احکام کی صحیح مفہوم کو پہلی نظر میں متعین کرنا آسان نہیں لیکن اس کے اثرات کا خلاصہ ذیل میں اس طرح پیش کیا جا سکتا ہے۔

قانون کا اثر دفعہ ۱

۱- اطفال کے معاہدات کی تین قسمیں ہیں جو پہلی مرتبہ کلیۃً کالعدم قرار دی گئی ہیں۔ یعنے lent or to be lent جو دیا گیا ہو یا دیا جانے والا ہو اشیا کا معاہدہ جو مہیا کی گئی ہوں یا کی جانے والی ہوں (بجز ان معاہدات کے جو مایحتاج کے لئے ہوں) حساب فہمی کا معاہدہ (Accounts Stated)

دفعہ ۱ کے احکام

۲- (الف) اسی مایحتاج کے معاہدات جو مہیا کی گئیں یا کی جانے والی ہوں جائز اور طفل پر قابل پابندی ہیں۔ (جیسا کہ ہمیشہ ہوتا رہا ہے) اسی طرح (ب) ایسے معاہدات جن کو ایک طفل قانون ہذا کے نفاذ کے وقت جائز طریقے سے وقوع میں لا سکتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان کو فسخ نہیں کر سکتا۔ یعنے چند ایسے معاہدات جو طفل کے فائدے کے لئے ہوں۔

دفعہ ۲

۳- اب طفل کے لئے اس قسم کے معاہدات کو منظور کرنا ممکن نہیں ہے جو قانون ہذا کے نفاذ سے پہلے منظور ہونے تک

ناجائز سمجھے جاتے تھے بلوغ کے بعد اس عہد یا منظوری کا جدید بدل ہو یا نہ ہو یہی عمل ہوگا۔

۴۔ ایسے معاہدات قانون ہذا سے متاثر نہیں ہوئے جو اس قانون کے نفاذ سے فسخ کئے جانے تک جائز سمجھے جاتے تھے۔

اب ہم ان چار امور پر زیادہ تفصیل سے غور کریں گے۔

(۱) ذیل کے نظائر سے دفعہ ۱ کے الفاظ "قطعی کالعدم" کی وضاحت ہوتی ہے۔ ایک نابالغ کے خلاف جس نے تجارتی قرضے حاصل کئے تھے یہ فردجرم لگائی گئی کہ اس نے قانون مدیونین (Debtors Act) بابت ۱۸۶۹ء کے تحت اپنے دائنین کو دھوکا دیا ہے۔ اس تجویز جرم کو اس بنا پر منسوخ کیا گیا کہ وہ معاملات جن سے یہ قرضہ جات پیدا ہوئے ہیں قانون دادرسی اطفال (Infants Relief Act) کے تحت کالعدم ہیں کیونکہ دائنین ہی نہ تھے جن کو دھوکا دیا جاتا۔ اس استدلال کے موافق کسی طفل کو اس قسم کے قرضے کے متعلق دیوالیہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔

عدالت مرافعہ نے یہ تجویز کی ہے کہ کوئی طفل ایسی غلط بیانی کرے کہ وہ بالغ ہے جس سے مدعی قرضہ دینے کے لئے آمادہ ہو جائے تو ایسی غلط بیانی (امر مانع تقریر مخالف کے قاعدے یا اور کسی طریقے) سے نابالغ پر معاہدے کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ قانون ایسے معاہدے ہی کو قطعاً کالعدم قرار دیتا ہے۔

اس کے برخلاف یہ باور کرنا دشوار ہے کہ آیا اس دفعہ کا ہر صورت میں یہ مقصد تھا کہ ان معاہدات کو اثرات سے محروم کردے جنھیں اس دفعہ نے قطعی کالعدم قرار دیا ہے مثلاً یہ کہ اگر نابالغ نے رقم ادا کی ہو اور معاہدے سے استفادہ کیا ہو تو وہ رقم اداشدہ واپس نہیں پا سکتا۔

ایک طفل نے ایک مکان کرایہ پر لیا اور فرنیچر کے متعلق ایک سو پونڈ ادا کرنے کا اقرار کیا۔ اس نے ساٹھ پونڈ ادا کئے اور بقیہ رقم کے لئے ایک پرامیسری نوٹ تحریر کردیا۔ مکان اور فرنیچر کو چند ماہ تک استعمال کرنے کے بعد وہ بالغ ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے اس معاہدے اور پرامیسری نوٹ کو منسوخ کرانے اور اس رقم کی واپسی کے لئے کارروائی شروع کردی جو اس نے

ادا کی تھی۔ اس معاہدے اور پرامیسری نوٹ کے متعلق اس کو آئندہ ذمہ داریوں سے برات حاصل ہوگئی لیکن وہ اس رقم کو واپس نہ پاسکا جو فرنیچر کے لئے اس نے ادا کی تھی کیونکہ وہ اس سے فائدہ اٹھا چکا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ قانون وادرسی اطفال ۱۸۷۴ء کے الفاظ سخت اور عام ہیں۔ لیکن ان کی معقول تعبیر کرنی چاہیئے۔۔۔۔ جب نابالغ نے کچھ ادا کیا ہو اور استعمال بھی کیا ہو تو یہ امر قدرتی انصاف کے خلاف ہوگا کہ وہ اس رقم کو واپس پائے جو اس نے ادا کیا تھا ان دلائل سے یہ استنباط کیا جاسکتا ہے کہ اگر نابالغ نے فائدہ نہ اٹھایا ہو تو وہ اس رقم کو واپس پاسکتا ہے۔ علیٰ ہذا یہ کہ اشیائے محولہ کی حقیت نابالغ کو حاصل ہوگی دراں حالیکہ دفعہ اس معاہدے کو کالعدم کرتی ہو Stocks بنام Wilson)
(2K.B.P. 246-1918)

معاہدات برائے ضروریات۔

۲۔ (۲الف) ایک طفل اپنے آپ کو اس معاہدے کا پابند بنا سکتا ہے جو مایحتاج کے لئے عمل میں آتا ہے۔ خواہ یہ فراہمی اشیا کی صورت میں ہو یا زرقرضہ کی۔ لیکن یہ فرض کرلینا چاہئے کہ یہ قرضہ مایحتاج کی خریداری کے لئے اسی وقت لیا گیا اور اس پر صرف کیا گیا۔

فراہم شدہ اشیا یا فراہم کئے جانے کے لئے معاہدہ (جبکہ وہ اشیائے مایحتاج ہوں) اس دفعہ کے اثر سے مستثنیٰ ہیں اور ایسا معاہدہ ہنوز قانون غیر موضوعہ سے متعلق ہے۔ لیکن قانون غیر موضوعہ کے ایک جزو نے (اگر کل نے نہیں) اس خصوص میں موضوعہ شکل اختیار کرلی ہے۔ قانون بیع اشیا ۱۸۹۳ء کی دفعہ میں مذکور ہے کہ "جب مایحتاج کسی طفل یا کسی ایسے شخص کو فروخت یا حوالے کی جائیں جو ذہنی ناقابلیت یا نشے کی وجہ سے معاہدہ کرنے کے ناقابل ہو تو اس کو ان اشیا کی ایک معقول قیمت ادا کرنی چاہیئے"۔

اس دفعہ میں مایحتاج سے مراد ایسی اشیا ہیں جو کسی طفل یا نابالغ یا کسی اور شخص کی زندگی کے حالات کے موزوں ہوں اور فروخت و حوالگی کے وقت ان کی واقعی ضرورت ہے۔

اس دفعہ کے تحت نابالغ کی ذمہ داری کے وجوہ اور وسعت

قابل غور ہے انہیں (Fletcher Monlton.L.J.) نے بمقدمہ (Nash بنام Inman) حسب ذیل بیان کیا ہے۔

"ایک طفل بھی ایک فاتر العقل کی طرح صحیح ترین مفہوم میں خریداری کا معاہدہ نہیں کرسکتا۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی طفل یا فاتر العقل کی مایحتاج کو مہیا کردے تو قانون ایسے خدمات کے معاوضے کی ذمہ داری عائد کرے گا اور اس ذمہ داری کو طفل یا فاتر العقل کی جائداد پر نافذ کرے گا۔ نتیجہ یہ ہے کہ نالش کی بنیاد بشکل معاہدہ قرار دی جاسکتی ہے۔ اس کی حقیقی بنیاد وہ وجوب ہے جو قانون ایک طفل پر اس لئے عائد کرتا ہے کہ وہ اس مایحتاج کی جائز قیمت ادا کردے جو اس کو مہیا کی گئی ہے۔ بہ الفاظ دیگر یہ وجوب ایک معاہدے سے پیدا ہوتا ہے نہ کہ رضامندی سے۔"

اشیا جو مہیا شدنی ہوں۔

قانون بیع اشیاء میں مہیا شدنی اشیاء کی نسبت کوئی حکم نہیں ہے یہ بالکل ممکن ہے کہ ایک طفل اشیا کا آرڈر دے جو آرڈر کے وقت بلاشبہ ضروریات میں داخل ہوں۔ لیکن اشیا مہیا ہونے سے پہلے کسی نامعلوم ذریعے سے اس کی ضروریات پوری ہوجائیں۔ اس صورت میں اس کی ذمہ داری ان شرائط پر نہیں رہے گی جن کا ذکر قانون دادرسی اطفال (Infants Relief Act) میں ہے اور یہ تجویز کی گئی ہے کہ اس ایکٹ کے تحت ضروریات کا معاہدہ اس بنا پر مسترد نہیں کیا جاسکتا کہ وہ جزءً تعمیل طلب ہے۔ پس طفل کو معاہدے کی تعمیل کرنی پڑے گی اگر وہ تعمیل نہ کرے تو ہرجہ ادا کرنا پڑے گا۔

مایحتاج کیا ہے

اب ہم کو یہ غور کرنا چاہیے کہ لفظ مایحتاج کن چیزوں پر حاوی ہے۔ ہمیشہ یہی تجویز کی گئی ہے ایک طفل نہ صرف ان ضروریات زندگی کا ذمہ دار ہوتا ہے جو اس کو مہیا کی جاتی ہیں۔ بلکہ ان اشیاء کا بھی جو اس کی حیثیت اور اس وقت کے حالات کیلئے موزوں ہوں (Bramwell,B.,) کا فیصلہ جو بمقدمہ رائیڈر بنام اومب ول صادر ہوا ہے اس موضوع پر پوری روشنی ڈالتا ہے (locus classicus) جس کے نتائج کو اسکے بعد ججز نے اختیار کیا ہے۔

اس قسم کے مقدمات میں عدالت اور جیوری کے اختیارات حسب ذیل ہیں:-

طفل کے حالات اور ضروریات اور ان اشیاء کے متعلق شہادت پیش ہونے پر جو طفل کے لئے مہیا کی گئی ہیں عدالت یہ تصفیہ کرے گی کہ جو اشیاء مہیا کی گئی ہیں انھیں معقول طریقے پر مایحتاج تصور کیا جائے گا یا نہیں اگر وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ مایحتاج نہیں ہیں تو یہ مقدمہ جیوری کے روبرو پیش ہی نہ کیا جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ اشیاء واضح طور پر ممکنہ مایحتاج کے دائرے سے بالکل خارج ہوں۔ مثلاً مرد کے لئے بالیاں، نابینا کے لئے عینک اور وحشی جانور وغیرہ وغیرہ اشیا کارآمد نوعیت کی ہو سکتی ہیں لیکن ان کی قسم یا تعداد ان کو مایحتاج کے دائرے سے باہر کر دیتی ہیں۔ ابتدائی درسی کتابیں ایک قانون کے معلم کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ لیکن (Littleton Tenure) کا کوئی نایاب نسخہ یا اسٹیفنس کی شروح کے آٹھ یا دس نسخے ضروریات میں سے نہیں ہیں طفل کی حیثیت یا اس وقت کے خاص حالات کے لحاظ سے مایحتاج میں بھی تغیر واقع ہوتا ہے جس قسم کے لباس کی ایک (Eton) کے طالب علم کو ضرورت ہے وہ ایک ٹیلیگراف کے منشی کے لئے غیر ضروری ہے تیمارداری اور پرہیزی غذا کی ضرورت جو مریض کو ہے وہ ایک اچھی صحت کے آدمی کے لئے غیر ضروری ہے لہذا یہ لازم آتا ہے کہ چونکہ ایک شئے کارآمد ہے اس لئے جج مجبور ہے کہ جوری کو یہ کہنے کی اجازت دے کہ آیا یہ مایحتاج میں سے ہے یا نہیں۔

یہ سوال جوری کے تفویض کیا جاتا ہے

لیکن اگر جج اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ ایک کھلا سوال ہے اور جو اشیاء مہیا کی گئی ہیں وہ اس قسم کی ہیں کہ ان کو ایک معقول طریقے پر مایحتاج قرار دیا جا سکتا ہے تو اس امر کا تصفیہ وہ جوری کے تفویض کر دیتا ہے کہ جو اشیا مہیا کی گئی ہیں وہ اس مقدمے کے حالات کے لحاظ سے آیا درحقیقت مایحتاج ہیں، تب جوری کو اس امر پر غور کرنا پڑتا ہے کہ جو اشیا مہیا کی گئی ہیں ان کی نوعیت کیا ہے طفل کے واقعی حالات کیا ہیں۔ اور طفل کو پیشتر ہی سے یہ اشیا کس حد تک مہیا کی گئی ہیں۔ "واقعی حالات" کے الفاظ پر زور دینا ضروری ہے کیونکہ اگر تاجر سے طفل کی

حیثیت اور حالات کے متعلق غلط بیانی کی جائے تو اس کا اثر طفل کی ذمہ داری پر نہیں پڑے گا۔ اگر کوئی تاجر کسی طفل کو قیمتی اشیا یہ سمجھ کر مہیا کرتا ہے کہ طفل کے حالات بہتر ہیں یا کار آمد اشیا بلا اس علم کے مہیا کرتا ہے کہ طفل کو پیشتر ہی سے ایسی اشیا کافی طور پر مہیا ہو چکی ہیں تو وہ اپنی ذمہ داری پر ایسا کرتا ہے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ اشیا طفل کی حالات زندگی کے لئے موزوں ہیں اس کو (تاجر) یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ بیع اور حوالگی کے وقت یہ اشیا طفل کی واقعی ضروریات کے لئے موزوں تھیں تاوقتیکہ اس واقعے کو وہ خود پیش کرے یا مدعیٰ علیہ کے گواہوں پر جرح کرکے (جیسی بھی صورت ہو) ثابت نہ کرے میرے خیال میں وہ اس بار سے سبکدوش نہیں ہوتا۔ جو قانون اس پر عائد کرتا ہے"۔ (ج) ایسے معاہدات جن کو کوئی طفل موجودہ یا آیندہ قانون کے تحت یا قانون عمومی یا نصفت کے تحت" عمل میں لائے اور جو نفاذ قانون کے وقت ممکن الانفساخ نہ تھے تو ایکٹ بابت ۱۸۷۴ء کے احکام سے خارج ہیں چنانچہ جسٹس (Kekewich) (دفعہ ۱) کا حکم نے بمقدمہ ڈنکن بنام ڈکسن 44,Ch.D. 211 یہ ظاہر کیا کہ معمولی قواعد تعبیر کے لحاظ سے اس استثنائی جملے کا یہ اثر ہونا چاہئے کہ ابتدائی حصہ دفعہ سے چند ایسے معاہدات کو خارج کردیا جائے جو اس میں داخل ہوتے لیکن یہ کہ اس جملے کی وجہ سے خارج ہوگئے۔ ہم کو ایسے معاہدات کی تلاش کرنی چاہئے جو اس مایحتاج کے لئے وقوع میں نہیں آئے تھے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ پھر بھی وہ اس قانون کے نفاذ سے پہلے ممکن الانفساخ نہیں تھے اس کی مثالیں ایسے معاہدے سے ملتی ہیں جس کو ایک طفل خدمت انجام دینے کے لئے عمل میں لاتا ہے تاکہ وہ اپنی معاش کے ذرائع مہیا کرے یا تربیت یا تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے معاہدہ کرتا ہے تاکہ وہ کسی تجارت یا پیشے کے ذریعے معاش پیدا کرنے کا اپنے آپ کو اہل بنالے۔ ایسے معاہدات فی الحقیقت وسیع معنوں میں مایحتاج کے معاہدات ہیں۔

ہمیشہ واضح طور پر یہ قرار دیا گیا ہے کہ کار آموزی کے معاہدات یا خدمت کے معاہدات ایسے معاہدات فعل نہیں ہیں جن میں طفولیت کا عذر مکمل

جوابدہی ہو سکے۔ ہمیشہ یہ سوال پیدا ہوا ہے کہ آیا یہ معاہدہ جب اس کے شرائط کی احتیاط سے جانچ کی جائے تو طفل کے فائدے کے لئے ہے یا نہیں۔ اگر ایسا ہے تو عدالت طفل کو اس کے مسترد کرنے کا اختیار نہ دے گی۔

نظیر مذکورہ میں ایک طفل نے ایک ریلوے کمپنی کی خدمات کا معاہدہ کیا اور قانون ذمہ داری ماموران (Employer's Liablity Act بابت ۱۸۸۰ء کے تحت اس کو جو حقوق نالش تھے ان کے معاوضے میں بیمہ کے شرائط قبول کرنے کا اقرار کیا۔ یہ تجویز کی گئی کہ بہ حیثیت مجموعی معاہدہ اس کے فائدے کے لئے تھا اور یہ کہ وہ اپنے وعدے کا پابند ہے[1] اور یہ کہ قانون ماموران اور مزدوری بابت ۱۸۷۵ء کے تحت ایسے معاہدے کے نقض کی ذمہ داری اس طفل پر عائد ہو سکے گی۔ اس کے برخلاف لنگ بنام انڈروس (And ews Leng) میں جہاں ایک طفل نے شفیلڈ کے ایک اخبار کی ملازمت میں داخل ہونے کے بعد یہ اقرار کیا تھا کہ وہ تمام عمر شفیلڈ سے بیس میل کے اندر کسی دوسرے اخبار کی ملازمت نہ کرے گا۔ یہ تجویز ہوئی کہ ایسا معاہدہ مفید ہونے کے بجائے زیادہ مضر ہے یہ کہ نابالغ اس کو مسترد کر سکتا ہے قطع نظر اس کے کہ وہ معاہدہ امتناع تجارت کی نوعیت کا ہونے کے سبب کالعدم ہے لیکن اگر کسی طفل کے معاہدۂ خدمت میں چند شرائط اس کے فائدے کے لئے ہوں اور چند شرائط اس کے فائدے کے لئے نہ ہوں اور ان کو دیگر شرائط سے علٰحدہ کیا جا سکتا ہو تو اس پر معاہدے کی جزئی پابندی عائد ہو گی۔

دفعۂ دوم ایکٹ بابت ۱۸۷۴ء

(۳) ۱۸۷۴ء کے ایکٹ کی دفعہ دوم میں ایک بالغ شخص کے لئے اپنے آپ کو اس معاہدے کی ذمہ داری عائد کرنا ناممکن قرار

[1] ایک طفل کی دستاویز کار آموزی کے خلاف دیوانی کارروائی نہیں کی جا سکتی لیکن اس کا استاد اس کی بدکرداری کی اصلاح کر سکتا ہے یا اس کو جسٹس آف دی پیس کے روبرو پیش کر سکتا (Barnum بنام De Francesco (Cro.car. 179 Fletcher. بنام Gylbert (43 Ch.D.165 دستاویز کار آموزی کے ختم ہونے کے بعد کسی فعل کے کرنے یا اس سے اجتناب کرنے کا اگر معاہدہ ہو تو اس کا نفاذ بذریعہ نالش ہو سکتا ہے (1911) 1K B 304 Thompsvn بنام Gadd)

دیا گیا ہے جو زمانۂ نابالغی میں کیا گیا تھا۔ (بشرطیکہ ان معاہدات کی قسم سے ہو جو اس ایکٹ کے نفاذ سے پہلے منظور ہونے تک ناجائز تھے) اگرچہ اس وجوب کو منظور کرنے کے لئے جدید بدل موجود ہو لیکن نہیں چند امور پر توجہ کرنی چاہیے جو اس دفعہ کے پڑھنے سے واضح نہیں ہوتے۔

طفل معاہدے کو نافذ کرا سکتا ہے

اولاً یہ ذہن نشیں رکھنا چاہیے کہ گو ایسے معاہدے کا نفاذ ایسے فریق کے خلاف نہیں ہو سکتا جس نے زمانۂ نابالغی میں یہ معاہدہ کیا ہو پھر بھی نابالغ اس بنا پر دعویٰ کر سکتا ہے اس دفعہ کے الفاظ معاہدے کو کالعدم نہیں کرتے بلکہ فریقین میں سے ایک کے خلاف معاہدہ ناقابل نفاذ قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ ہرجہ وصول کیا جا سکتا ہے لیکن تعمیل مختص نہیں کرائی جا سکتی کیونکہ معاہدہ کو فریقین نافذ نہیں کرا سکتے ان حالات میں نصفتی دادرسی جس کا عطا کرنا عدالت کے اختیار تمیزی پر منحصر ہے اور جس کو بطور حق کے طلب نہیں کیا جا سکتا۔ نابالغ کو عطا نہیں کی جا سکتی۔

دوسرے یہ کہ ایسے معاہدات پر (جو اس قانون کے نفاذ سے پہلے منظور ہونے تک ناجائز تھے) دفعہ ۲ کا اطلاق کرنے میں عدالتوں نے سختی سے کام لیا ہے۔

ایک طفل مسمیٰ کنگ پر لالون کی کمپنی کے ۵۴ پونڈ واجب الادا تھے اس کے بالغ ہونے کے بعد انھوں نے اس بنا پر نالش کی لیکن طفل نے پچاس پونڈ کے لئے دو بل آف ایکسچینج تحریر کر کے مقدمے میں مصالحت کر لی۔ اس کمپنی نے ایک بل آف ایکسچینج کو اسمتھ کے نام منتقل کر دیا اسمتھ نے نالش کی کوئینس بنچ ڈویژن نے یہ تجویز کی کہ یہ بل آف ایکسچینج اس قرضے کو ادا کرنے کا ایک عہد ہے جو نابالغ کے زمانے میں لیا گیا تھا اور یہ عہد ایک جدید بدل پر مبنی ہے اور یہ کہ یہاں اس قسم کی منظوری ہے جس کا ذکر قانون مذکور میں کیا گیا ہے اور یہ کہ اسمتھ رقم وصول نہیں کر سکتا۔

جسٹس چارلس کہتے ہیں کہ "میرے خیال میں مدعی علیہ کے عہد کا یہاں ایک جدید بدل موجود ہے۔ لیکن اس دفعہ میں صاف طور سے بیان کیا گیا ہے کہ ایسے عہد کی بنا پر کوئی نالش نہیں کی جا سکتی۔ خواہ اس کے لئے جدید بدل ہی کیوں نہ ہو (ex parte kibble) کے مقدمے سے جو یکطرفہ فیصل ہوا تھا اس رائے کی زبردست

تائید ہوتی ہے۔ اس مقدمے میں مدعی کے حق میں اس قرضے کے متعلق یکطرفہ فیصلہ کیا گیا تھا جس کو مدعی نے اپنی طفولیت کے زمانے میں لیا تھا اس فیصلے کے بعد مدیون ڈگری طلب کیا گیا اور ایک درخواست دیوالیہ قرار دینے کے لئے پیش کی گئی عدالت نے فیصلے کے وجوہ کی تحقیقات کرکے یہ تجویز کی کہ یہ مقدمہ ایسے قرضے سے متعلق تھا جو زمانۂ طفولیت میں لیا گیا تھا اس لئے دفعہ ۲ کا اس مقدمے پر اطلاق ہوتا ہے اور دیوالیہ قرار دینے کی درخواست کو خارج کر دیا۔"

منظوری اور جدید اقرار

قرضے کے معاہدات کے علاوہ دوسرے معاہدات پر بحث کرتے وقت قدیم عہد کی "منظوری" اور جدید عہد کے انعقاد میں امتیاز کرنے میں بڑی دشواریاں پیدا ہوگئی ہیں۔ اگر اس قانون کی سختی کے ساتھ تعبیر کی جائے تو ایک شخص کے لئے یہ ناممکن ہو جاتا ہے کہ اپنے آپ کو اس اقرار کا ذمہ دار قرار دے جو زمانۂ طفولیت میں کیا گیا تھا خواہ یہ اقرار اس کے لئے کتنا ہی مفید کیوں نہ ہو۔

جب فریقین کے مابین ازدواج کا معاہدہ ہو اور معاہد کے بالغ ہونے کے بعد بھی یہ ایک دوسرے سے منسوب رہیں۔ تو اس نسبت کے قائم رہنے کو ایک منظوری قرار دیا گیا ہے اور اسی لئے اس کو نقض معاہدہ کی نالش کے لئے ناکافی تصور کیا گیا ہے۔ لیکن جب دوران طفولیت میں ایسے باہمی معاہدات کئے جائیں جو لڑکے کے والدین کی رضامندی پر مشروط ہوں اور لڑکا بالغ ہونے کے بعد اپنے والدین کی رضامندی سے اس معاہدے کی تجدید کرلے یا جب دوران طفولیت میں نسبت قرار پائے اور نکاح کی تاریخ مقرر نہ ہو اور فریقین بالغ ہونے کے بعد نکاح کے لئے کوئی دن مقرر کریں تو ایسے معاہدات کو جدید معاہدات قرار دیا گیا ہے۔ اور ان کی خلاف ورزی قابل نالش ہے۔ یہ سوال کہ آیا عہد نیا تھا یا نابالغی کے زمانے کے عہد کو منظور کیا گیا تھا واقعات کا سوال ہے اور جوری تصفیہ کرے گی۔

معاہدات جو مسترد کئے جانے تک جائز تھے اس ایکٹ سے متاثر نہیں ہوئے

(۴) ایسے معاہدات میں جو منظور کئے جانے تک ناجائز اور ان معاہدات میں (جو قانون عامہ میں بھی) قبل بلوغ یا بالغ ہونے کی معقول مدت کے اندر مسترد کئے جانے تک جائز تھے

جو قدیم امتیاز تھا وہ ایکٹ بابت ۱۸۷۴ء کے نفاذ کے بعد بھی قائم ہے یہ اب مسلمہ ہے کہ اس قسم کے معاہدات قانون ہذا کے اثر سے باہر ہیں۔ ان پر دفعہ ۱ کا اثر نہیں ہو سکتا چونکہ وہ دفعہ صرف ان خاص قسم کے معاہدات سے متعلق ہے اور یہ معاہدات اس نوعیت کے نہیں ہیں۔ اور نہ ان پر دفعہ ۲ کا اطلاق ہوگا کیونکہ ذمہ داری کسی "عہد" یا منظوری بعد بلوغ" سے نہیں پیدا ہوتی۔

(ایک طفل کو ۱۸۴۳ء میں حصص منتقل کئے گئے۔ اس نے کہا تھا کہ وہ ان کو مسترد کر دے گا لیکن ایسا نہیں کیا۔ وہ ۱۸۴۶ء میں کمپنی برخواست ہو گئی اور اس کو اجازت نہیں دی گئی کہ (Contribntories) کی فہرست سے اپنا نام خارج کرالے۔

ایک طفل ایک انجمن تعمیر امکنہ کا رکن بن گیا۔ اس نے ایک حصۂ اراضی حاصل کیا اور بالغ ہونے کے بعد چار سال تک زر ثمن کے اقساط ادا کرتا رہا۔ اس کے بعد اس نے معاہدے کو مسترد کرنے کی کوشش کی۔ اس کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی گئی)

ایک طفل تملیک ازدواج کا فریق بنا جس کے تحت اس نے کافی فائدہ حاصل کیا۔ بالغ ہونے کے تقریباً چار سال بعد اس نے اس تملیک کو مسترد کر دیا۔ یہ قرار دیا گیا کہ اس نوعیت کا معاہدہ قابل پابندی ہے۔ تاوقتیکہ بالغ ہونے کے بعد ایک معقول مدت کے اندر اس کو مسترد نہ کیا جائے اور یہ کہ اس نے بہت دیر کی[1]

مدت کی معقولیت کو ہر مقدمے کے حالات پر کلیۃً مبنی ہونا چاہئے یہ قرار دیا گیا ہے کہ تیئس سال سے زیادہ مدت کا انقضا اس تملیک سے اجتناب کرنے کے حق میں مزاحمت نہیں کر سکتا جو زمانۂ طفولیت میں عمل میں آئی ہو لیکن ایسی صورت میں یہ تملیک اس پورے عرصے تک بے اثر رہی ہے اور طفل اس کے شرائط سے لاعلم رہا۔

[1] بہر حال یہ ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ قانون تملیک طفل بابت ۱۸۵۵ء کے تحت کوئی لڑکا جو بیس[۲۰] سال سے زیادہ عمر کا ہو اور کوئی لڑکی سترہ[۱۷] سال سے زیادہ عمر کی ہو عدالت کی اجازت سے ایک قابل پابندی تملیک ازدواج کو عمل میں لا سکتے ہیں اور یہ تملیک ازدواج سے پہلے یا بعد عمل میں آسکتی ہے۔

اطفال پر اُن معاہدات کی ذمہ داری نہیں ہونی چاہیئے جن کی تشکیل ٹارٹ کی سی ہو۔

طفل فعل ناجائز کا ذمہ دار ہوتا ہے لیکن نقض معاہدہ کو ایسا فعل ناجائز نہ سمجھنا چاہیئے جو طفل کو ذمہ دار قرار دے۔ اس فعل ناجائز کو تعمیل معاہدہ کی خلاف ورزی سے کچھ زیادہ اور اس سے علٰحدہ و آزاد ہونا چاہیئے۔ ایک طفل نے سواری کے لئے ایک گھوڑی کرائے پر لی اور کثرت سواری سے اس کو نقصان پہنچایا یہ تجویز ہوئی کہ اس کو معاہدے کی بنا پر ٹارٹ کی نالش کے ذریعے ذمہ دار قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ایک طفل سے جس نے اپنی عمر کے متعلق غلط بیانی کرکے قرضہ حاصل کیا ہے پُرفریب غلط بیانی کی نالش کرکے زرقرضہ کو ہرجے کی صورت میں واپس نہیں لیا جاسکتا اور نہ طفل پر ان اشیا کی ذمہ داری عائد ہوسکتی ہے جو اس کو ایک شخص غریب کی حیثیت سے فروخت وحوالہ کی گئی ہو۔ گو قانون دادرسی اطفال (Infauts Reliief Act) نے ان اشیا کے معاہدات کو کلیتہً کالعدم قرار دیا ہے جو طفل کے لئے مہیا کی گئی ہوں۔ تاہم اگر اشیا کی حوالگی اس نسبت سے کی جائے کہ جائداد اس پر منتقل ہوجائے تو طفل کو حقیت حاصل ہوجاتی ہے۔

جب ایک طفل نے علانیہ ایک گھوڑی کرائے پر سواری کے واسطے دوڑانے اور کدانے کے لئے لی اور اپنے ایک دوست کو مستعار دی جس نے گھوڑی کو کدا کدا کر مار ڈالا تو وہ ذمہ دار قرار دیا گیا۔ کیونکہ مدعیٰ علیہ نے جو کچھ کیا وہ معاہدے کا بیجا استعمال نہ تھا بلکہ یہ ایک ایسے فعل کا صدور تھا جس کو گھوڑی کے مالک نے صریحاً منع کیا تھا۔

ایک قصاب کے پاس ایک لڑکا اس غرض سے ملازم تھا کہ اپنے مالک کے گاہکوں کے پاس گوشت پہنچائے اس نے کچھ گوشت کا تصرف کیا اور اس گوشت کو فروخت کرکے رقم اپنے پاس رکھ لی۔ جب وہ پکڑا گیا تو اس رقم کا حساب کیا گیا جو اس کے ذمے واجب الادا تھی۔ اس لڑکے نے رقم کی صحت کو تسلیم کیا اور بالغ ہونے کے بعد اس نے اس رقم کے لئے ایک پرامیسری نوٹ تحریر کردیا۔ وہ اس رقم کے لئے ذمہ دار قرار دیا گیا یہ بحث کی گئی کہ

یہ ذمہ داری منظور کردہ حساب کی بنا پر پیدا ہوئی جو تحت دفعہ (۱) کالعدم ہے یا ایسی منظوری کی بنا پر پیدا ہوئی ہے جو تحت دفعہ (۲) ناقابل نفاذ ہے لیکن عدالت نے یہ تجویز کی کہ وہ فعل ناجائز کا ذمہ دار ہے اور بالغ ہونے کے بعد رقم ادا کرنے کا اقرار متقدمے میں مصالحت کے برابر ہے جس کے متعلق وہ بالغ ہونے کے بعد معاہدہ کرنے کا مجاز تھا۔

طفل کو اس جائداد یا رقم کی واپسی پر مجبور کرنے کے لئے جو اس نے فریب سے حاصل کی ہے نصفت کی مدد لی گئی ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ ایسی صورت میں چارۂ کار بر بنائے معاہدہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ فریب کے متعلق نصفتی چارۂ کار حاصل ہوتا ہے اور اسی وجہ سے یہ قانون دادرسی اطفال (Act Infauts Rœief) سے متاثر نہیں ہوا ہے۔ بہر حال اس کی نوعیت اس قدر وسیع نہیں ہے جیسا کہ ایک زمانے میں سمجھا جاتا تھا اور نہ اس کا اطلاق اس وقت ہو سکتا ہے جب کہ نتیجہ یہ ہو کہ اس قاعدے سے کہ نابالغ ایسی نالش کا ذمہ دار نہیں قرار دیا جا سکتا جو بظاہر ٹارٹ پر مبنی ہو دراں حالیکہ وجوب معاہداتی ہو" انحراف کرنا پڑے۔ بینرلی بنام شیل میں عدالت مرافعہ نے اس کی وسعت اور حدود پر غور کیا اور تمام سابقہ فیصلہ جات پر نظر ثانی کی گئی لارڈ سمر (Summer Lord) فرماتے ہیں "میرے خیال میں ان احکام کے قطع نظر جو قطعی نہیں ہیں ۱۹۱۳ء تک کے جتنے فیصلہ جات ہیں ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب کوئی نابالغ اپنے آپ کو غلط بیانی کے ساتھ بالغ ظاہر کر کے کوئی فائدہ حاصل کرے تو نصفت کا اقتضا یہ ہے کہ وہ اس فائدے کو واپس کر دے جو ناجائز طریقے سے اس نے حاصل کیا ہے یا اس فریق کو جسے فریب دیا گیا ہے ان وجوبات یا افعال سے بری کر دے جن کی ترغیب فریب کے ذریعے دی گئی ہو لیکن طفل کے خلاف معاہداتی وجوب کو نافذ کرانے کے متعلق درست طور پر خاموشی اختیار کی گئی حالانکہ فریب کا استعمال کیا گیا تھا۔ واپسی سے تلافی ختم ہو جاتی ہے"۔ جب طفل اپنی صحیح عمر کے متعلق غلط بیانی کر کے رقم بطور قرضہ لیتا ہے تو ایسی صورتوں میں نصفتی دادرسی عطا نہیں کی جا سکتی؛

بنیرلی بنام شیپل میں بھی امر تنقیح طلب تھا بقول لارڈ سمر کے "رقم اس لئے دی گئی تھی کہ مدعا علیہ اس کو اپنی رقم کی طرح استعمال کرے اور اسی طرح اس نے استعمال اور صرف کیا۔ یہاں اس کے سراغ لگانے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے اس شئے کی واپسی کا امکان بھی نہیں جو بذریعۂ فریب حاصل کی گئی ہے بجز اس کے کہ ایک شخص ڈگری کے ذریعے مجبور کیا جائے کہ اپنی موجودہ یا آیندہ آمدنی سے اس کے مساوی رقم ادا کرے کوئی اور چارہ نہیں مختصر یہ کہ قرضہ واپس کرنے کے لئے قرضے کی ڈگری کا صدور ناگزیر ہے۔ میرے خیال میں یہاں ایک کالعدم معاہدے کو نافذ کرانا ہے جہاں تک میں سمجھ سکتا ہوں عدالت چانسری ایسے حالات کے تحت کوئی ذمہ داری نافذ نہیں کرسکتی جیسا کہ موجودہ مقدمے میں کی گئی ہے اور نہ کوئی قانونی عدالت ہی ایسا کرسکتی ہے۔

۳۔ جماعت ہائے سند یافتہ یا متخصصہ (کارپوریشن)۔

۱۔ معاہدہ کرنے کی قابلیت کے لازمی حدود۔

جماعت متحدہ ایک فرضی شخص ہے جس کو قانون خلق کرتا ہے۔ لہذا جماعت متحدہ کی معاہدہ کرنے کی قابلیت کے حدود کو ضروری اور صریحی حدود میں تقسیم کیا جاسکتا ہے جماعت متحدہ کی نوعیت ہی ایسی ہے کہ اس کے معاہدہ کرنے کی قوت پر لازماً چند قیود عائد ہوتے ہیں (مثلاً ازدواج کا معاہدہ نہیں کرسکتی) اور اس کی سند کے شرائط سے بھی چند اور قیود عائد ہوتے ہیں۔

جماعت سند یافتہ کا وجود ان افراد سے علحدہ اور جداگانہ ہوتا ہے جن پر جماعت مشتمل ہوتی ہے۔ ان کے جماعتی حقوق اور ذمہ داریاں انفرادی حقوق اور ذمہ داریوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ وہ بذات خود جماعت سند یافتہ کو تشکیل نہیں دیتے بلکہ وہ اس کے اراکین اس وقت کے لئے ہوتے ہیں۔

کارندے کے توسط سے معاہدہ کرنا چاہیئے۔

پس ایک جماعت سند یافتہ جو اپنے اراکین سے علیحدہ ایک تصوری وجود رکھتی ہے۔ وہ شخصی ہوتی ہے اور اس کو چاہیے کہ کارندے کے توسط سے معاہدہ کرے کیونکہ خود وہ اپنی ذات سے عمل نہیں کرسکتی کیونکہ اس کی ذات ہی نہیں ہوتی۔"

اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ایک جماعت سند یافتہ کو کسی قانونی فعل کی نسبت جس کو وہ بہ حیثیت جماعت کے کرنا چاہتی ہے اپنے اراکین کی رضامندی کی باضابطہ شہادت دینی چاہیئے۔ اسی وجہ سے جماعت سند یافتہ کو بہ ثبت مہر معاہدہ کرنے کی ضرورت ہے۔ (معاہدۂ مہری یا رجسٹری شدہ)

اس التزام کے مستثنیات سے کہیں اور بحث کی گئی ہے بہر حال یہ ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ جب کسی جماعت سند یافتہ کو صریح طور پر یا اپنی شرائط کی لازمی تعبیر کے ذریعے دستاویزات قابل بیع وشریٰ تحریر کرنے کا اختیار ہو تو قانون بل آف ایکسچینج بابت ۱۸۸۲ء دفعہ ۹۱ (۲) میں اس عام قاعدے کا استثنا بنایا گیا ہے کہ قانون تجارت کے تحت مہری قول وقرار قابل بیع وشریٰ نہیں ہے۔ اس ایکٹ سے قبل ایسی تجارتی کارپوریشن کاروباری ضروریات کے لئے ایسی دستاویز تیار کر سکتی تھی ان دستاویزات کو ایسے کارندے کی دستخط سے جائز بنا سکتی تھی جو جائز طور پر مامور کیا جاتا تھا۔ لیکن ایسی بل یا نوٹ کی صحت جس پر جماعت سند یافتہ کی مہر ہوا کرتی مشتبہ ہوتی تھی۔

صریح حدود کارپوریشن کی قابلیت کے صریح حدود ان کی سند کے شرائط کے لحاظ سے مختلف صورتوں میں مختلف ہوتے ہیں۔ ان شرائط سے جماعت ہائے سند یافتہ کے معاہدہ کرنے کی قوت کسی حد تک محدود ہو جاتی ہے اس کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے اور اب بھی بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن ہم یہاں Vltra Vires (خارج از اختیار) کے نظریئے پر بحث نہیں کر سکتے اس سوال پر کہ آیا شرائط تشکیل جماعت اس جماعت کے معاہدہ کرنے کی قابلیت کا صحیح معیار ہیں یا یہ کہ وہ صرف ایسے معاہدات کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ جو ان شرائط کے مغائر ہوں۔

بمقدمہ آشبری کیاریج کمپنی بنام اشی طویل بحث کی گئی ہے اور اسی قسم کے دوسرے مقدمات کے نتائج سے کارپوریشن کے دو اقسام کے مابین امتیاز پیدا ہوتا ہے۔

قانون عمومی کی کارپوریشن یعنی ایسی جماعت سند یافتہ جو بذریعۂ منشور وجود میں

آتی ہے جو شاہی اختیار کی بنا پر صادر ہوتا ہے اپنے مال کا لین دین کر سکتی اور ایک عام شخص کی طرح اپنے آپ کو معاہدے کی پابند کر سکتی ہے لیکن ہمیشہ وہ ایسے خاص ہدایات کے تابع رہتی ہے جن کا ذکر منشور میں ہوتا ہے مثلاً ایسے معاہدات کے متعلق جو اس کے وجود کے مقاصد کے خلاف ہوتے ہیں۔

لیکن ایسی جماعت سندیافتہ جو کسی قانون موضوعہ Statute کے ذریعے یا اس کے تحت وجود میں آتی ہے۔ صرف ان اختیارات کو عمل میں لاسکتی ہے جو اس کو واقعاً عطا کئے جاتے ہیں یا جو قانون موضوعہ Statute کے الفاظ سے معقول طریقے پر مستنبط ہوتے ہیں کوئی کمپنی جو قانون ہائے کمپنی کے تحت قائم ہوئی ہے وہ اپنی یادداشت شراکت کے شرائط کے مطابق کوئی ایسا معاہدہ نہیں کر سکتی جو ان اغراض کے خلاف ہو جن کا ذکر یادداشت میں کیا جاتا ہے۔

(Companies cousplidation Act) بابت ۱۹۰۸ء میں چند شرائط کے تحت اور چند اغراض کے لئے کمپنی کو یہ اختیار دیتا ہے کہ اپنی یادداشت میں ترمیم کرے۔ مثلاً کاروبار کی وسعت یا اصلی اغراض میں سے چند کو ترک کرنا۔

معاہدہ خارج از اختیار قانون ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ ناقابلیت کی وجہ سے کالعدم ہے

جو معاہدہ "خارج از اختیار" (Ultra Vires) ہو کالعدم ہے لیکن اس وجہ سے نہیں کہ وہ خلاف قانون ہے بنظر محولہ بالا مین (Lord cairns) لفظ "خلاف قانون" کے استعمال کا ایک استثنا پیش کرتے ہیں اور یہ بتلاتے ہیں کہ فریقین معاہدے کی غرض نہیں بلکہ ان میں سے کسی ایک کی ناقابلیت معاہدے کو کالعدم کر دیتی ہے۔

۴۔ فاترالعقل اور مخمور اشخاص۔

معاہدہ ممکن الانفساخ

فاترالعقل اور مخمور شخص کا معاہدہ اس پر قابل پابندی ہوتا ہے۔ بجز اس کے کہ یہ ثابت کیا جاسکے کہ معاہدہ کرتے وقت وہ اس امر کے سمجھنے کے بالکل ناقابل تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے اور فریق ثانی کو اس کی اس حالت کا علم تھا۔

جب کوئی شخص کوئی معاہدہ کرے اور بعد میں یہ بیان کرے کہ وہ اس وقت

اس قدر فاترالعقل تھا کہ اس کو یہ علم نہ تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے اور وہ اس بیان کو ثابت کرے تو تب بھی یہ معاہدہ اس پر ہر طرح اس طرح قابل پابندی ہوگا گویا وہ معاہدہ کرتے وقت صحیح الحواس تھا خواہ یہ معاہدہ تعمیل طلب ہو یا تعمیل شدہ تاوقتیکہ وہ یہ ثابت نہ کرے کہ جس شخص سے اس نے معاہدہ کیا ہے وہ یہ جانتا تھا کہ یہ فاترالعقل ہے اور یہ سمجھنے کے ناقابل ہے کہ وہ کیا کر رہا ہے۔"

خواہ معاہدہ فاترالعقل کی جانب سے ہو۔

ایک مجنون اس بنا پر معاہدہ کرنے کے ناقابل نہیں ہوتا کہ وہ تحقیقات سے فاترالعقل ثابت ہوا ہے۔ معاہدے کا جواز اس فریق ثانی پر منحصر ہوتا ہے جس کے متعلق یہ ثابت یا معقول طریقے پر فرض کیا جاسکے کہ اس کو فاترالعقل کی ذہنی حالت کا علم حاصل تھا۔ لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسا شخص جو تحقیقات سے فاترالعقل ثابت ہوا ہو۔ ثبات عقل کی حالت میں بھی کوئی جائز دستاویز تحریر نہیں کرسکتا جس سے کوئی جائداد منتقل ہوتی ہو۔

ایک شخص جو نشے کی حالت میں معاہدہ کرتا ہے وہ بعد میں اس معاہدے کو فسخ کرسکتا ہے لیکن اگر وہ اس کی توثیق کردے تو یہ معاہدہ اس پر قابل پابندی ہوجاتا ہے۔ ایک شخص نے نشے کی حالت میں بوقت نیلام یہ اقرار کیا کہ وہ مکانات اور اراضی خریدے گا۔ ہوش میں آنے کے بعد اس نے معاہدے کی توثیق کی اس کے بعد وہ اس معاملے پر پچھتانے لگا اور جب اس معاہدے کی بنا پر دعویٰ کیا گیا تو اس نے جوابدہی یہ کی کہ وہ معاہدہ کرنے کے وقت نشے میں تھا۔ لیکن عدالت نے یہ تجویز کی کہ اس کو ایک بار یہ موقع حاصل تھا کہ اس معاہدے کو فسخ کردے لیکن اس کی توثیق سے وہ اب پابند ہوگیا ہے۔ (Martin, B.,) کہتے ہیں کہ "میرے خیال میں ایک مخمور شخص اپنے حواس میں آنے کے بعد اپنے معاملے کی تعمیل پر اصرار کرسکتا ہے اور اسی لئے وہ اس معاملے کو منظور کرسکتا ہے تاکہ وہ اپنے آپ کو اس کی تعمیل کا پابند بنائے۔"

اس خصوص میں نصفت کے قواعد اور قانون عمومی میں مطابقت پائی جاتی ہے ایسے حالات کے تحت جن کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ نصفت کی عدالتیں ایک فاترالعقل یا

ایسے شخص کے خلاف تعمیل مخصوص کی ڈگری صادر کریں گی جس نے نشے کی حالت میں معاہدہ کیا ہے اور انھی وجوہ پر ان کے معاہدات کو منسوخ کرنے سے انکار کریں گی۔

بابت ۱۸۹۳ء (Sale of Goods Act) کے تحت ایک فاترالعقل یا مخمور اگرچہ ذہنی قابلیت یا نشے کی وجہ سے معاہدہ کرنے کے ناقابل ہوتا ہے تاہم وہ "مماثل معاہدہ" کی بنا پر ان مایحتاج کا ذمہ دار ہوتا ہے جو اس کو فروخت اور حوالے کی گئی ہوں۔

۵۔ منکوحہ عورتیں۔

۱۸۸۳ء سے پہلے دن کے معاہدات کالعدم تھے مستثنیات

یکم جنوری ۱۸۸۳ء تک یہ ایک قاعدہ بالکل صحیح تھا کہ ایک کلیے کی طرح منکوحہ عورت کا معاہدہ کالعدم ہے۔ تاہم اس قاعدے کے مستثنیات بھی تھے۔ بعض صورتوں میں منکوحہ عورت جائز معاہدہ کر سکتی تھی لیکن وہ اپنے شوہر سے علیحدہ نہ دعویٰ کر سکتی تھی اور نہ اس پر دعویٰ ہو سکتا تھا بعض اور صورتوں میں وہ دعویٰ کر سکتی تھی مگر تنہا اس پر دعویٰ نہیں ہو سکتا تھا۔ اور صورتوں میں وہ تنہا دعویٰ کر سکتی تھی اور اس پر دعویٰ بھی ہو سکتا تھا۔

(۱) منکوحہ عورت شخصی خدمات انجام دے کر معاہداتی حقوق حاصل کر سکتی تھی یا اس پر حق نالش منتقل ہو سکتا تھا۔ ایسی صورتوں میں شوہر اس نوعیت کے حقوق کو جو اس کی زوجہ کو حاصل ہوتے ہیں "حق قبضہ" میں تبدیل کر سکتا تھا لیکن تاوقتیکہ وہ کسی فعل سے یہ ظاہر نہ کرتا کہ اس کی نیت ان کو اپنے حقوق کی طرح استعمال کرنے کی ہے یہ حقوق زوجہ کی شخصیت کی طرح شوہر کی جائداد میں منتقل نہیں ہوتے تھے۔ اگر زوجہ شوہر کے انتقال کے بعد زندہ رہتی تو یہ حقوق اس پر منتقل ہو جاتے تھے یا اگر وہ اپنے شوہر کے حین حیات میں فوت ہو جاتی تو اس کے قائم مقامان پر یہ منتقل ہو جاتے۔

۲۔ شاہ انگلستان کی زوجہ میں کسی شئے کے عطا کرنے یا لینے کی قابلیت ہے اور قانون عامہ کے تحت اس بحیثیت ایک غیر منکوحہ عورت (teme sole) کے وہ دعویٰ کر سکتی اور اس پر دعویٰ ہو سکتا ہے۔

قانونی موت طریدہ القانون ہونے سے وجود میں آتی ہے۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا کسی اور صورت میں بھی اس اصطلاح کا اطلاق ہو سکتا ہے

(۳) جو شخص قانوناً فوت (Civiliter mortuns) ہوتا ہے؎ اس کی زوجہ کو بھی اسی قسم کے حقوق حاصل رہتے تھے۔ (۴) شہر لندن کا رواج ایک منکوحہ عورت کو تجارت کرنے کی اجازت دیتا تھا اور اس مقصد کے لئے وہ جائز معاہدات کر سکتی تھی اس بنا پر وہ دعویٰ کر سکتی ہے نہ اس پر دعویٰ ہو سکتا ہے۔ (بجز شہری عدالتوں کے) تاوقتیکہ اس کے شوہر کو بھی اس کے ساتھ فریق نہ بناتی۔ لیکن وہ اپنی تجارتی ذمہ داریوں میں اپنے شوہر کو شریک نہیں کر سکتی تھی (۵) قانون نالشات طلاق وازدواج بابت ۱۸۵۷ء سے اس عام قاعدے کے مستثنیات کا ایک مجموعہ وجود میں آگیا۔ (قانون مذکور جزءً تبدیل ہو گیا ہے)

طلاق۔

ایک عورت جو اپنے شوہر سے طلاق پاتی ہے اس کی حیثیت غیر منکوحہ (teme sole) سی ہو جاتی ہے۔

عدالتی علیحدگی بذریعہ عدالت

علیحدگی جب بذریعہ عدالت عمل میں آتی ہے تو اس کے نافذ رہنے تک معاہدہ، افعال ناجائز و مضرت اور اس کے دعویٰ کرنے یا اس پر دعویٰ کئے جانے کے اغراض کے لئے زوجہ کی حیثیت ایک غیر منکوحہ کی سی متصور ہوتی ہے۔ دفعات ۲۵-۲۶۔

چھوڑ دینا

اور جب شوہر زوجہ کو چھوڑ دے اور زوجہ کو مجسٹریٹ یا عدالت سے حکم حفاظت حاصل ہو جائے تو جائداد اور معاہدات کے متعلق اور اس کے دعویٰ کرنے یا اس پر دعویٰ کئے جانے کی حد تک اس کی وہی حیثیت ہے جو بذریعہ عدالت علیحدگی حاصل کرنے کی صورت میں قانون ہذا کے تحت ہوتی ہے۔ دفعہ ۲۱۔

ان احکام علیحدگی کا بھی وہی اثر ہوتا ہے جو قانون اختیار سرسری

؎ قانونی موت قانونی حقوق سے محروم کئے جانے پر وقوع میں آتی ہے۔ یہ امر مشکوک ہے کہ آیا کوئی اور ایسے حالات ہیں جن پر اس لفظ کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

(منکوحہ عورتیں) بابت ۱۸۹۵ء اور دفعہ (۵) قانون اجازت ازدواج بابت ۱۸۹۵ء کے تحت صادر ہوتے ہیں۔

علیحدگی کے معاہدات

(۶) منکوحہ عورت کی یہ قابلیت کہ اپنے شوہر سے یہ معاہدہ کرے کہ وہ علیحدہ زندگی بسر کریں گی، اور اس کارروائی میں مصالحت کر لی جائے گی جو عدالت طلاق میں شروع ہو گئی ہو یا اس کی دھمکی دی گئی ہو، موخر الذکر استثنا کے مماثل ہے لیکن کسی قانون موضوعہ (statute) پر مبنی نہیں ہے۔ تمام معاہدات کی حد تک جو اس قسم کے معاملے سے پیدا ہوتے ہیں زوجہ کو غیر منکوحہ کی حیثیت دی جاتی ہے۔

بلحاظ نصفت علیحدہ جائداد

(۷) منکوحہ عورت کی "ذاتی جائداد" کو نصفت اور قانون نے ایسی جائداد قرار دیا ہے جس کے متعلق اور جس کی حد تک وہ معاہدات کر سکتی ہے۔

ذاتی جائداد کا نظریہ چانسری میں پیدا ہوا۔ شخصی اور غیر منقولہ جائداد منکوحہ عورت کے ذاتی استعمال کے لئے اس کے شوہر سے علیحدہ بطور امانت رکھی جا سکتی ہے یا خود شوہر کو مجبور کیا جا سکتا ہے کہ ایسی جائداد کے متعلق جس کا وہ قانون عمومی میں شوہر کی حیثیت سے مستحق ہوتا ہے۔ اپنی زوجہ کے امین کی طرح کام کرے۔ بعض وقت یہ جائداد اس کو اس شرط سے بطور تملیک دی جاتی تھی کہ وہ قبل حصول حق اس پر تصرف نہیں کر سکتی۔ ایسی صورت میں وہ آمدنی کو تصرف میں لا سکتی ہیں نہ تو نفس جائداد (Corpus of the property) کو چھو سکتی تھی اور نہ آمدنی پر آیندہ حقوق عائد کر سکتی تھی۔ لیکن جہاں ایسی قید عائد نہ ہوتی ہو تو حقوق و مرافق محصلہ کی حد تک عدالتہائے نصفت یہ قرار دیتی ہیں کہ منکوحہ عورت کو انتقال حقیت اور معاہدہ کرنے کا اختیار ہے۔

لیکن ایسی جائداد کے متعلق نہ تو وہ دعویٰ کر سکتی ہے اور نہ اس پر دعویٰ کیا جا سکتا ہے اور نہ کسی شخص کو معاہدے کا پابند کر سکتی ہے بجز اس جائداد کے جو ذمہ واریوں کے پیدا ہونے کے وقت اس کے واقعی قبضے اور اقتدار میں تھی۔

ذاتی جائداد قانون میں۔	قانون جائداد منکوحات بابت سنہ ۱۸۷۰ء اور سنہ ۱۸۷۴ء نے جائداد کی مختلف صورتوں کو منکوحہ عورتوں کی ذاتی جائداد قرار دیا ہے اور ان کو اس جائداد کے متعلق نالش کرنے کا اختیار دیا ہے

اور ان کی حفاظت کے لئے اسی طرح تمام فوجداری اور دیوانی چارۂ کار عطا کیا ہے جو انھی حالات کے تحت ایک غیر منکوحہ عورت کو حاصل ہوتے ہیں ان قوانین کے تحت ایک منکوحہ عورت اپنی مہارت اور محنت کو استعمال کرنے کے لئے معاہدہ کر سکتی ہے اور اس کے متعلق خود اپنے نام سے نالش بھی کر سکتی ہے۔ پس اس طرح ایک قانونی ذاتی جائداد تشکیل پا گئی جو امنا کو حاصل نہ ہوتی تھی اور جس کے متعلق ایک منکوحہ عورت اپنے شوہر سے علٰحدہ دعوی کر سکتی تھی۔ لیکن اس جائداد کی نوعیت محدود ہوتی تھی اور منکوحہ عورت کسی ایسی نالش کی جوابدہی نہ کر سکتی تھی جو اس کے متعلق دائر ہوتی تھی۔ یہ ضروری تھا کہ اس کا شوہر بھی بہ حیثیت ایک فریق کے شریک کیا جائے۔

قانون جائداد منکوحات بابت سنہ ۱۸۸۲ء نے قوانین بابت سنہ ۱۸۷۰ء کو منسوخ کر دیا لیکن ان قوانین کے نفاذ کے زمانے میں جو حقوق حاصل ہوتے تھے یا جو افعال صادر کئے گئے تھے اس سے مستثنیٰ رہے۔ اس کا اثر (۱) ہر عورت پر پڑا جس کا ازدواج یکم جنوری سنہ ۱۸۸۲ء کے بعد ہوا۔

ہر عورت پر جس کا ازدواج یکم جنوری سنہ ۱۸۸۳ء سے پہلے ہوا ہو۔ اس جائداد اور حق نالش کی حد تک پڑا جو اس تاریخ کے بعد حاصل ہوتے ہوں۔

دفعہ (۱)	ہم اس کے اثر کا جہاں تک کہ ہمارے موجودہ مقدمے سے اس کا تعلق ہے حسب ذیل اختصار پیش کرتے ہیں۔

تمام جائداد خواہ غیر منقولہ ہو یا شخصی قبضے میں ہو۔ اس کی حقیت عودی حاصل ہو یا حقیت بقیۂ محصلہ ہو یا مشروط عورت کو ازدواج سے پہلے حاصل ہوئی ہو یا بعد وہ اس کی ذاتی جائداد ہے۔ وہ اسی جائداد کو بغیر امنا کی مداخلت کے ایک غیر منکوحہ کی حیثیت سے اپنی ذاتی جائداد کی طرح بذریعہ وصیت یا کسی اور طریقے سے حاصل اور منتقل کر سکتی ہے۔

دفعہ (۲)	ایک منکوحہ عورت اپنی ذاتی جائداد کے متعلق اور اس کی

حد تک معاہدہ کر سکتی ہے۔ اور ایک غیر منکوحہ کی طرح اپنے آپ کو ذمہ دار قرار دے سکتی ہے۔ ایسے معاہدات کے متعلق وہ تنہا دعویٰ کر سکتی اور اس پر دعویٰ ہو سکتا ہے۔

قانون جائداد منکوحہ بابت ۱۸۹۳ء کے تحت ہر ایک معاہدہ جو ایک منکوحہ عورت کی جانب سے بجز کارندے کی حیثیت کے اور طرح عمل میں آئے۔ اس کی ذاتی جائداد پر قابل پابندی ہوتا ہے۔ ایسے معاہدے کی پابندی اس ذاتی جائداد پر بھی عائد ہوتی ہے جو وقوع معاہدہ کے بعد حاصل ہوتی ہے خواہ معاہدہ کرتے وقت اس کے قبضے میں کوئی جائداد نہ ہو۔

دفعہ (۳) آخر الذکر قانون ایکٹ بابت ۱۸۸۲ء کے اثر کو دو طرح وسیع کر دیتا ہے (۱) اس ایکٹ کے تحت عدالت منکوحہ عورت کی ذاتی جائداد کو پابند کرنے یا نہ کرنے کے لئے اس کی نیت کے متعلق نتائج اخذ کر سکتی ہے۔ ۱۸۹۳ء کے بعد سے ایسی جائداد کو پابند کرنے کی نسبت کا وجود فرض کر لیا جاتا ہے اور اس کی نفی نہیں کی جا سکتی۔ (۲) ایکٹ بابت ۱۸۸۲ء کی اس طرح تعبیر کی گئی ہے کہ منکوحہ عورت کا اپنی ذاتی جائداد کو پابند کرانے کا اختیار ایسی جائداد پر منحصر ہے جو تاریخ معاہدہ پر موجود ہو۔ ترمیم کنندہ ایکٹ ان تمام معاہدات کے متعلق جو ۵ دسمبر ۱۸۹۳ء کے بعد وقوع میں آئیں۔ ذاتی جائداد کو جب حاصل ہو) پابند کرتا ہے خواہ تاریخ معاہدہ پر یہ جائداد منکوحہ عورت کے قبضے میں ہو یا نہ ہو۔

Paquin بنام Beauclerk کے مقدمے میں "بجز کارندے کی حیثیت کے کسی اور طرح" کے الفاظ پر غور کیا گیا ہے۔ یہاں یہ تجویز کی گئی ہے کہ ایک منکوحہ عورت جس کو درحقیقت اپنے شوہر سے یہ اختیار حاصل ہو کہ وہ تاجر سے اس کے کارندے کی حیثیت سے لین دین کرے تو اس کی ذاتی جائداد خواہ موجود ہو یا آئندہ قابل پابندی نہیں ہوتی گو اس کی حیثیت کارندگی سے وہ تاجر بالکل لاعلم رہے جس سے یہ لین دین کرتی ہے۔

قبل حصول حق تصرف سے باز رکھنا۔

ایکٹ بابت ۱۸۹۳ء جو وسیع ذمہ داری عائد کرتا ہے اس کا اثر ایسی جائداد پر نہیں پڑتا جس کے متعلق ایک منکوحہ عورت کو قبل حصول حق تصرف سے منع کیا گیا ہو۔ جب کوئی جائداد کسی منکوحہ عورت کو اس شرط سے بطور تملیک دی جائے کہ وہ قبل حصول حق تصرف نہیں کرسکتی تو پھر وہ اس جائداد کو اپنے معاہدات کے ایفا کے لئے پیشتر ہی سے ذمہ دار نہیں بناسکتی کیونکہ یہ ایکٹ صریح طور پر اس قسم کی ذمہ داری سے اس جائداد کو محفوظ رکھتا ہے جس کے متعلق منکوحہ عورت کو وقوع معاہدہ کے وقت یا اس کے بعد قبل حصول حق تصرف سے باز رکھا گیا ہو۔

یہ صحیح ہے کہ ایسی جائداد کی آمدنی جس کے متعلق قبل حصول حق تصرف سے باز رکھا گیا ہو ایک منکوحہ عورت کو واجب الوصول ہوجائے تو وہ اس کی بلاشرکت غیرے ذاتی جائداد ہے اور وہ جس طرح چاہے اس کو استعمال کرسکتی ہے۔ ایسا کرنے سے یہ کہا جاسکتا کہ وہ قبل حصول حق تصرف کررہی ہے اگر یہ آمدنی فی الواقع اس کو ادا نہ کی جائے بلکہ امین کے ہاتھ ہی میں رہے تو تب بھی یہی صورت ہوگی۔ اگر اسی آمدنی کو اس امتناع سے آزاد کیا جائے تو پھر بھی اس سے اس ڈگری کی ادائی نہیں ہوسکتی جو ایسے معاہدے کے متعلق صادر ہوتی ہے جو اس آمدنی کے واجب الوصول ہونے سے پہلے عمل میں آیا تھا۔ اور جب کہ وہ قبل حصول حق تصرف نہیں کرسکتی تھی۔ اس کے خلاف کہنا گویا اس کے برابر ہے کہ معاہدہ کرتے وقت وہ اس آمدنی کا قبل حصول حق تصرف کرنے کے قابل تھی۔ لہذا اس امر کے تعین کے لئے منکوحہ عورت کی کونسی جائداد ہے جس سے اس ڈگری کا ایفا ہوسکتا ہے جو اس کے معاہدے کے متعلق صادر ہوتی ہے صحیح تاریخ معاہدے کی تاریخ ہے نہ کہ صدور ڈگری کی۔

یہ امتناع اس بیان سے رفع نہیں کیا جاسکتا کہ اس سے دست برداری کی گئی ہے خواہ یہ نیک نیتی سے کیا جائے یا اور کسی طرح۔ اور نہ فسخ ازدواج کے بعد اس جائداد کی حفاظت اٹھائی جاسکتی ہے جس کے متعلق تاریخ معاہدہ پر یا اس کے بعد منکوحہ عورت کو قبل حصول حق تصرف سے باز رکھا گیا ہو۔

ذمہ داری کی نوعیت

لیکن ایک منکوحہ عورت اپنے آپ کو جس ذمہ داری کے تابع کر سکتی ہے وہ شخصی ذمہ داری نہیں ہے۔ یہ اس وقت تک وجود میں نہیں آ سکتی جب تک کہ ذاتی جائداد نہ ہو اور اس کی وسعت ذاتی جائداد سے آگے نہیں ہوتی۔

شخصی نہیں ہے

دفعہ (۱۵)

جب ایک مشترکہ ڈگری شوہر اور زوجہ کے خلاف دی جائے۔ تو یہ شوہر کی ذات کے اور زوجہ کی ذاتی جائداد کے خلاف صادر ہو گی۔ اور ایک منکوحہ عورت (تا وقتیکہ وہ تجارت یا کاروبار نہ کرتی ہو[1]) دیوالیہ نہیں قرار دی جا سکتی۔ اور اگر تحت دفعہ (۲) قانون بابت ۱۸۸۲ء کے تحت اس کے خلاف کسی رقم کی ادائی کے لئے ڈگری صادر ہو تو اس کو حسب منشاء دفعہ (۵) قانون مدیونان بابت ۱۸۸۲ء محبس میں نہیں رکھا جا سکتا۔ قانون مدیونان کا تعلق ایسے اشخاص سے ہے۔ جن کے ذمے کوئی قرضہ واجب الادا ہو لیکن ہرجہ و خرچہ جو ایک منکوحہ عورت سے واجب الوصول ایسا قرضہ نہیں ہے جو اس کے ذمے واجب الادا ہے۔ اس کی ادائی اس کی ذاتی جائداد سے ہو گی نہ کہ کسی اور طرح"

اس کے آگے ایک منکوحہ عورت کے خلاف جو ڈگری صادر ہوتی ہے اس کی نوعیت بالکل اس ڈگری کی سی ہے جو ایک غیر منکوحہ عورت کے خلاف صادر ہو۔ ڈگری اس کے خلاف ہوتی ہے۔ "یہ واقعہ کہ ڈگری کی تعمیل اس کی ذاتی جائداد کی حد تک محدود ہے۔ ایسا نہیں ہے جو اس ڈگری کو اس کے خلاف ہونے سے روکے۔"

---

[1] ایک منکوحہ عورت جو تجارت یا کاروبار کرتی ہو۔ خواہ اپنے شوہر سے علیٰحدہ ہو یا نہ ہو۔ اب تحت دفعہ ۱۲۵ قانون دیوالیہ بابت ۱۹۱۴ء قوانین دیوالیہ کے صریح طور پر ایک غیر منکوحہ عورت کی طرح تابع کر دی گئی ہے ان قوانین میں یہ بھی محکوم ہے کہ دیوالیہ کی کارروائی کے لئے کوئی ڈگری یا حکم اس کے خلاف اس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے کہ گویا یہ زر ڈگری یا اس رقم کو ادا کرنے کی ذاتی طور پر پابند ہے جس کی ادائی کا حکم دیا گیا ہے۔

قرضہ جات قبل از دواج

شادی سے قبل کے قرضہ جات کے متعلق منکوحہ عورت کی حیثیت پر یہاں ایک اجمالی نظر ڈالی جاسکتی ہے۔ قانون عامہ میں شوہر ایسے قرضہ جات کے متعلق اپنی پوری جائداد کی حد تک ذمہ دار تھا خواہ وہ ان کے
دفعہ ۱۴ وجود سے واقف رہے یا نہ رہے اور خواہ اس کو اپنی زوجہ سے کوئی جائداد ملے یا نہ ملے لیکن اس پر تنہا نالش نہیں کی جاسکتی تھی اور زوجہ کی وفات پر اس کی ذمہ داری ختم ہو جاتی تھی۔ ایکٹ بابت ۱۸۸۲ء کے بعد سے وہ صرف اس جائداد کی حد تک ذمہ دار ہے جو اس کی زوجہ سے بوقت ازدواج حاصل ہوتی ہے۔ لیکن تنہا اس پر نالش ہوسکتی ہے خواہ اس کی زوجہ زندہ رہے یا فوت ہو جائے۔ اس کے برخلاف دائن اگر چاہے تو صرف زوجہ پر یا شوہر و زوجہ دونوں پر نالش کر سکتا ہے، آخر الذکر صورت میں ڈگریاں علیحدہ علیحدہ صادر ہوں گی۔ زوجہ کے خلاف جو ڈگری صادر ہو گی اس کا تعلق صرف اس کی ذاتی جائداد سے ہو گا۔ اگر زوجہ کے خلاف پیشتر ہی سے کوئی ڈگری صادر ہو چکی ہو تو یہ بعد میں شوہر کے خلاف کارروائی کرنے کے مانع نہیں ہے کیونکہ شوہر کی ذمہ داری زوجہ کے ساتھ مشترکہ ذمہ داری نہیں ہے بلکہ خود اس کی ایک شخصی ذمہ داری ہے اس ذمہ داری کا ایفا کرنے کے بعد وہ اپنی زوجہ کی ذاتی جائداد سے معاوضہ پانے کا مستحق ہے۔

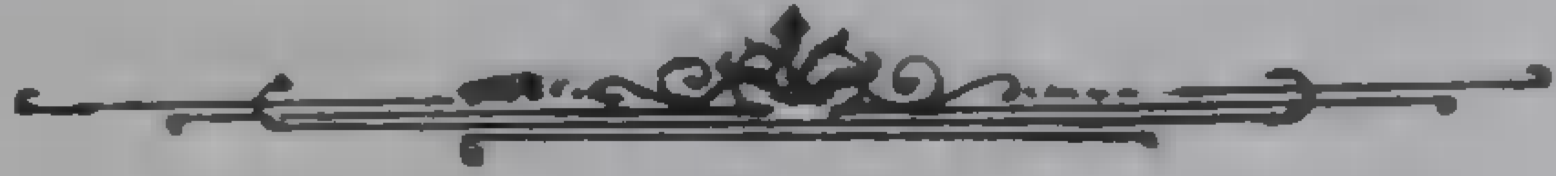
ایک منکوحہ عورت جو جائداد اور قرضہ جات پر قابض ہو وہ شادی کے بعد قرضہ جات سے گریز کرنے کے لئے اپنی جائداد کو خود اپنے حقوق میں بلا اختیار تصرف بطور تملیک منتقل نہیں کر سکتی۔ ایسی جائداد جس پر شادی سے پہلے ملکیت حاصل ہو ان قرضہ جات کی پابند ہو گی جو شادی سے پہلے حاصل کئے گئے ہوں۔ گو یہ جائداد بوقت ازدواج بطور تملیک دی گئی ہو۔ مختصر یہ کہ قوانین بابت ۱۸۸۲ء اور ۱۸۹۳ء منکوحہ عورت کے معاہدہ کرنے کی قابلیتوں کو دو طرح وسیع کرتے ہیں۔

قانون موضوعہ کے نتائج

اب ازدواج کی مالکانہ ناقابلیت کو مستلزم نہیں ہے۔ ہر جائداد جو ایک عورت کی ملک ہوتی ہے اس وقت بھی اسی کی ملک ہوتی ہے جب وہ شادی کرتی ہے اور وہ جائداد بھی جو وہ بعد میں حاصل کرتی ہے اسی کی ہوتی ہے تاوقتیکہ وہ ان کے ہاتھوں میں اس

شرط کے ساتھ نہ دے دی جائے کہ قبل حصول حق تصرف نہیں ہو سکتا۔ ذاتی جائداد کے دائرے کو بہت کچھ وسیع کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ عورت کے معاہدہ کرنے کی قابلیت بھی وسیع ہو گئی ہے قانون ہذا کے اس حکم کے ذریعے اس وسعت کو پوری طرح نافذ کیا گیا ہے کہ آئندہ اور موجودہ ذاتی جائداد اور ایفاء معاہدہ کی ذمہ دار قرار دی گئی ہے۔

اس حکم کے ذریعے جو منکوحہ عورت کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ تنہا نالش کرے اور اس پر نالش کی جائے ان حقوق اور ذمہ داریوں کے نفاذ میں سہولت پیدا کی گئی ہے جو اس طرح وسیع کی گئی ہیں۔



باب ششم

رضامندی کی حقیقت

انعقاد معاہدہ میں ایک دوسرا پہلو جو غور طلب ہے وہ رضامندی کی اصلیت یا حقیقت ہے اور یہاں بھی یہی سوال مختلف صورتوں میں پیش آتا ہے کہ (ایک بادی النظر اقرار میں جس میں صورت یا بدل کا عنصر موجود ہو اور جو ایسے فریقین کے مابین وقوع میں آیا ہو جو معاہدہ کرنے کے قابل ہوں) آیا رضامندی دونوں یا کسی ایک کی جانب سے ایسے حالات کے تحت دی گئی ہے جس سے نیت کا حقیقی اظہار نہیں ہوتا۔

اس سوال کا جواب مندرجۂ ذیل کسی ایک وجہ کی بنا پر اثبات میں دیا جا سکتا ہے۔

غلطی (۱) فریقین کا منشا ایک نہ ہو یا ایک یا دونوں فریقین کا منشا ایک ہونے کے باوجود شئے معاہدہ کے متعلق انھوں نے غلط نتائج اخذ کئے ہوں۔ یہ غلطی ہے۔

غلط بیانی (۲) کسی ایک فریق کا دوسرے فریق کے ایسے بیانات سے جو نیک نیتی سے کئے گئے ہوں یا ایسے واقعات کی بنا پر جن کا نیک نیتی سے نتیجہ اخذ کیا گیا ہو۔ شئے معاہدہ کے متعلق غلط نتائج اخذ کرنا یہ سادہ غلط بیانی ہے۔

فریب (۳) یہ غلط نتائج فریق ثانی کے ایسے بیانات سے اخذ کئے گئے ہوں۔ جو ان کے غلط ہونے کا علم رکھتا تھا اور دھوکا

دینا چاہتا تھا۔ یہ بالارادہ غلط بیانی یا فریب ہے۔

جبر

(۴) کسی ایک فریق نے دوسرے فریق کی رضامندی تشدد یا تشدد کی دھمکی سے حاصل کی ہو یہ جبر ہے۔

داب ناجائز

(۵) حالات ایسے ہوں کہ ایک فریق میں اتنی اخلاقی کمزوری ہو کہ دوسرے فریق کے ارادے کی مزاحمت نہ کر سکے لہذا اس کی رضامندی نیت کا حقیقی اظہار نہیں ہے یہ داب ناجائز ہے

ا۔ غلطی

نیت کی غلطی مختلف ہے

غلطی کی بحث میں جو پیچیدگی پیدا ہو جاتی ہے اس کی وجہ سے یہ ضروری ہے کہ ان تمام عنوانات کو خارج کر دیا جائے جو اگرچہ اس موضوع سے بالخصوص تعلق رکھتے ہیں لیکن غلطی سے اس طرح متعلق نہیں ہوتے کہ معاہدے کو ناجائز کر دیں۔

اظہار کی غلطی سے غلطی اظہار

اولاً ہمیں ان مقدمات کو علٰحدہ کر دینا چاہئیے جن میں فریقین فی الحقیقت گو متفق ہوتے ہیں الفاظ مستعملہ اپنا اصلی مفہوم ظاہر نہیں کرتے ایسی صورت میں توضیح کی اجازت دی جاتی ہے یا عدالتیں ان کی غلطی کی اصلاح کرنا چاہتی نہیں۔ لیکن یہ اظہار کی غلطی ہے اور اس کا تعلق معاہدے کی تعبیر سے ہے نہ کہ انعقاد سے۔

ثانیاً ہمیں ان مقدمات کو جدا کر دینا چاہئیے جن میں بہ ظاہر کوئی اقرار ہی نہیں ہوتا کیونکہ ایجاب اور قبول میں کوئی مطابقت ہی نہیں ہوتی۔

غلط بیانی

ثالثاً ہمیں ان تمام مقدمات کو علٰحدہ کر دینا چاہئیے جن میں ایک فریق کی رضامندی دوسرے فریق کے غلط بیان سے متاثر ہوئی ہو خواہ یہ غلط بیانی نیک نیتی سے کی جائے یا فریب سے یا یہ رضامندی فریق ثانی کے جبر یا تشدد سے حاصل کی گئی ہو۔

سقوط بدل

آخر میں ہمیں ان تمام متقدمات کو بھی علٰحدہ کر دینا چاہیے جن میں ایک شخص کی جانب سے دوسرے شخص کی تعمیل معاہدہ کی قوت یا تعمیل معاہدہ کو ناممکن کر دیا جاتا ہے۔ یہ آخری موضوع تعمیل معاہدہ سے متعلق ہے اس کا ذکر یہاں صرف اس لئے کرنا پڑا کہ دقیق النظر اور فاضل مصنفین غلطی اور سقوط بدل کو عادۃً مخلوط کیا کرتے ہیں۔ اگر ایک شخص یہ بیان کرے کہ ایک معاہدے کی جس کا وہ فریق تھا) اسی طرح تعمیل نہیں ہوئی جس طرح کہ اس کو توقع تھی یا یہ کہ معاہدے کی کلیتہً تعمیل نہ ہوئی تو سوال یہ نہیں ہے کہ آیا اس نے کوئی معاہدہ کیا تھا (کیونکہ اس نے صریحًا ایسا کیا ہے) بلکہ یہ سوال ہوتا ہے کہ آیا معاہدے کے الفاظ سے اس کا دعویٰ حق بجانب سمجھا جا سکتا ہے یا نہیں۔

اس شخص پر (جو یہ جانتا ہو کہ معاہدے کی نوعیت کیا ہے اور وہ کس سے معاملہ کر رہا ہے) خود اس امر کا الزام ہوگا کہ شرائط معاہدہ سے فریق ثانی پر تعمیل کی یا خلاف ورزی کی صورت میں ہرجے کی ذمہ داری عائد نہیں ہوئی۔

اور اگرچہ ان الفاظ سے وہ مفہوم ظاہر نہ ہوتا ہو جو وہ ظاہر کرنا چاہتا تھا لیکن اس کا اپنے مفہوم کو واضح کرنے کے لئے موزوں الفاظ کے انتخاب میں ناکام رہنا غلطی نہیں ہے، اگر ایسا ہو تو معاہدہ نہ ہوگا بلکہ فریقین کی نیت کا ایک سرسری خاکہ ہے جس کی توضیح مابعد کے واقعات کی روشنی میں کرنی پڑے گی اور عدالت وجوری کو اس کی اصلاح کرنی ہوگی۔

ہمیں یہ فرض کر لینا چاہیئے کہ معاہدے کے الفاظ فریقین کی نیت کے مطابق ہوتے ہیں۔ اگر تعمیل معاہدے کے الفاظ کے مطابق نہ ہو یا شئے معاہدہ یا وہ شرائط جن کے مطابق تعمیل ہوئی چاہیئے ایسے نہ ہوں جیسے فریقین چاہتے تھے تو پھر بھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ فریقین کے حقوق "غلطی" سے متاثر ہوئے ہیں ہر ایک دیانت دار آدمی جو معاہدہ کرتا ہے یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ اور فریق ثانی اپنی ذمہ داری کی تعمیل کرنے کے قابل ہے اور تعمیل کرے گا۔ ایسی توقعات کا پورا نہ ہونا غلطی نہیں کہلا یا جا سکتا اور نہ ہر نقص معاہدہ میں غلطی مضمر ہوگی حالانکہ وقوع معاہدہ کے وقت فریقین کی یہ نسبت نہیں ہوتی کہ معاہدہ توڑا جائے۔

ذی اثر غلطی کی صورتیں

ہمیں غلطی کی صرف دو صورتوں سے تعلق ہے یعنی وہ جن میں دونوں فریق نے ایک خاص واقعے کو جو نفس معاہدہ سے متعلق ہو غلطی سے صحیح باور کر کے معاہدہ کیا ہو اور وہ صورتیں جن میں بہ ظاہر فریقین متفق نظر آتے ہوں لیکن پھر بھی قانون اس معاہدے کو کالعدم سمجھتا ہے کیونکہ ان کی رضامندی میں مطابقت نہیں ہے۔

وہ صورتیں جن میں غلطی معاہدے پر اثر ڈالتی ہے اس عام قاعدے کی کمیاب مستثنیات ہیں کہ ہر شخص اس اقرار کا پابند ہے جس کے متعلق اس نے صریحی طور پر رضامندی ظاہر کی، ہو جو دروغ۔ جبر یا تشدد سے متاثر نہ ہوئی ہو، وہ اقرار کے تمام خارجی علامات کو ظاہر کرے تو قانون یہ قرار دے گا کہ اس نے اقرار کیا ہے۔

یہ معلوم ہو جائے گا کہ جہاں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ غلطی معاہدے کو ناجایز کر دیتی ہے تو ایسی غلطی بعض اوقات شخص ثالث کے فعل سے وقوع میں آتی ہے اور بعض اوقات فریقین معاہدہ میں سے کسی ایک کی بددیانتی کی وجہ سے لیکن ایسی صورتیں بہت ہی کم ہیں جہاں درحقیقت دونوں فریقین سے غلطی وقوع میں آئے وہ حالات جن کے تحت غلطی اثر کرتی ہے وہ ان تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقے سے وجود میں آتے ہیں۔

شخص ثالث کا فعل

دو فریقین میں سے ایک شخص ثالث کے فریب یا غفلت سے ایسے تعلقات پیدا کئے جاتے ہیں جو بہ ظاہر معاہداتی تعلقات ہوتے ہیں ایک فریق کو ایک ایسے معاملے کی ترغیب دی جاتی ہے جس سے یہ ناواقف ہے یا وہ اس کے لئے ناقابل قبول ہے۔

ایک فریق کی بددیانتی

یا دو فریقوں میں سے ایک فریق دوسرے فریق سے یہ جان کر اقرار کرتا ہے کہ یہ شخص اس کی شناخت کے متعلق غلطی کر رہا ہے یا یہ جان کر کہ وہ اقرار کے الفاظ سے ایک معنیٰ لے رہا ہے اور دوسرا فریق اس سے کچھ مختلف اور جداگانہ مفہوم لے رہا ہے۔

شناخت کے متعلق یا شے معاہدہ کے متعلق غلطی

ایسی صورت میں بھی جہاں دونوں فریقین سے غلطی ہوتی ہے جہاں فریقین ایسی شے کے متعلق معاہدہ کرتے ہیں جو موجود نہ ہو یا

وہ ایک دوسرے کی شناخت یا شے معاہدہ کے متعلق غلطی کر رہے ہوں۔ غلطی کی ان تین صورتوں کی تشریح نظائر سے ہو سکتی ہے اس کے آگے قانون ان لوگوں کی مدد نہیں کرتا جن کی رائے انھیں گمراہ کرتی ہے بجز اس کے کہ دوسرے فریق معاہدہ کے فریب یا غلط بیانی سے ان کی رائے متاثر ہوتی ہو۔ یہ معلوم ہو جائے گا کہ یہ صورتیں جو ذیل میں درج ہیں ان تینوں عنوانات میں سے کسی ایک کے تحت آتی نہیں۔

(۲ الف) معاہدے کی نوعیت یا اس کے وجوہ کے متعلق غلطی

شخص ثالث کا فعل یہ فرض کرنا دشوار ہے کہ بجز شخص ثالث کے دروغ یا بے احتیاطی کے سوا کسی اور طرح اس قسم کی غلطی ہو سکتی ہے عدالتیں کسی شخص کو جس نے معاہدہ کیا ہے اس کی تعمیل سے اس بنا پر گریز کرنے کی اجازت نہ دیں گی کہ اس نے ان شرائط کو نہیں سنا جو خود اس نے یا فریق ثانی نے استعمال کئے تھے یا اس نے دستاویز معاہدہ کو نہیں پڑھا یا یہ کہ اس کے مضمون کے متعلق اس کو غلط اطلاع دی گئی تھی یا اس نے اس کو محض ایک صورت سمجھا۔ اسی طرح ایک شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ (گو ایسی صورت کبھی پیدا نہیں ہوئی) ایک شخص جو ایجاب یا قبول کا خط ڈاک میں ڈالتا ہے جس کو خود اس نے لکھا ہے وہ اس بنا پر معاہدے سے بری نہیں ہو سکتا کہ خط لکھنے کے بعد اس کا خیال پلٹ گیا تھا اور اس نے غفلت سے خط کو ڈاک میں ڈال دیا۔

فریب جو نظائر شائع ہوئے ہیں وہ ایسی ہیں جن میں شخص ثالث کے فریب سے معاہد نے اس معاہدے کی نوعیت کے متعلق غلطی کی ہے جس کو وہ منعقد کر رہا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ معاہد لۂ نے یہ یقین کر لیا کہ معاہدے کے فریق دوم کی نسبت معاہدہ کرنے کی ہے حالانکہ اس کی یہ نسبت نہیں تھی (Thoroughgood) کے مقدمے میں ایک جاہل شخص نے ایک دستاویز کی

تکمیل تھی اور اس سے بیان کیا گیا تھا کہ یہ دستاویز بقایائے لگان کی بے باقی ہے۔ درحقیقت وہ تمام دعاوی سے برات کے متعلق تھی۔ یہ دستاویز اس کو پڑھ کر نہیں سنائی گئی لیکن جب اس سے کہا گیا تھا کہ اس کا تعلق بقایائے لگان سے ہے تو اس نے کہا "اگر یہ سچ ہے تو میں مطمئن ہوں" اور دستاویز کی تکمیل کر دی۔ تجویز کی گئی کہ دستاویز کالعدم ہے

شخص ثالث کا فعل

Foster بنام Mackinnon کے مقدمے میں ایک بوڑھا ضعیف البصر شخص مسمی Mackinnon کو ایک تین ہزار پونڈ کی بل آف اکسچینج پر عبارت ظہری لکھنے کی ترغیب دی گئی اور اطمینان یہ دلایا گیا کہ وہ ایک ضمانت ہے بعد میں اس ہنڈی پر Foster کے حق میں مع بدل عبارت ظہری لکھی گئی اور اس نے Mackinnon پر نالش کی۔ جوری نے یہ تجویز کی کہ Mackinnon کی جانب سے کوئی غفلت نہیں ہوئی اور گو Foster نے فریب کا ارتکاب نہیں کیا یہ قرار دیا گیا کہ وہ رقم وصول نہیں کر سکتا۔

اصول اور نظائر کے لحاظ سے یہ بالکل واضح ہے کہ اگر ایک نابینا شخص یا ایسے شخص کو جو پڑھ نہ سکتا ہو یا کسی وجہ سے پڑھنے سے اجتناب کرتا ہو (جس میں غفلت شامل نہیں ہے) کوئی تحریری معاہدہ غلط طریقے پر پڑھ کر سنایا جائے اور پڑھنے والا اس کو اس حد تک غلط پڑھتا ہے کہ یہ تحریری معاہدہ اس معاہدے سے بالکل مختلف ہو جاتا ہے جو اس کاغذ سے پڑھ کر سنایا جاتا ہے اور ایک نابینا یا ان پڑھ آدمی اس پر دستخط کر دیتا ہے تو اس میں کم از کم کوئی غفلت نہ ہو تو جو دستخط اس طرح حاصل کئے جاتے ہیں ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وہ محض فریب کی بنا پر اگر فریب موجود ہو، ناجائز نہیں ہوتا بلکہ اس بنا پر کہ دستخط کرنے والے کا ذہن دستخط کا ساتھ نہیں دیتا بہ الفاظ دیگر اس کی نسبت اس معاہدے پر دستخط کرنے کی نہیں تھی جس پر اس کے دستخط ثبت ہیں۔ لہذا قانون کی حد نظر میں اس نے دستخط کئے ہی نہیں"۔

Lewis بنام Clay کے مقدمے کا بھی انھی دلائل کی بنا پر فیصلہ کیا گیا ہے Lewis ایک پرامیسری نوٹ کا پابندۂ زر تھا جس کی تکمیل Clay اور Lord William Nevil نے مشترکہ طور پر کی تھی Clay کو ایک کاغذ پر

دستخط کرنے کی ترغیب دی گئی اور بجز اس حصۂ کاغذ کے جہاں اس نے دستخط کئے باقی حصہ جاذب سے ڈھکا ہوا تھا Nevill نے اس سے کہا کہ یہ دستاویز خانگی معاملات سے متعلق ہے اور اس کے دستخط بہ حیثیت ایک گواہ کے مطلوب تھے جوری نے تجویز کی کہ اس نے ایک بیجا اعتماد کی بنا پر لیکن بغیر کسی غفلت کے دستخط کئے۔ اور لارڈ رسل چیف جسٹس نے اس سوال سے قطع نظر کر کے جو اس دستاویز کی نوعیت سے یا قانون بل آف اکسچینج بابت ۱۸۸۲ء کی تعبیر سے پیدا ہوتا ہے یہ تجویز کی کہ وہ اس وجہ سے ذمہ دار نہیں ہے کہ "اس کا ذہن اس معاملے کا کبھی ساتھ نہیں دیتا" بلکہ بذریعۂ فریب اس بیان سے اس کی رہنمائی ایک دوسرے راستے کی طرف ہوئی کہ وہ محض ایک دستاویز کا گواہ بن رہا ہے۔

دونوں نظائر محولۂ بالا میں چند خصوصیات مشترک ہیں۔ ہر ایک مقدمے میں ایک ایسے شخص ثالث کے فریب سے دو فریقین میں معاہداتی تعلقات پیدا ہو گئے تھے جس نے دونوں میں سے کسی ایک فریق سے معاہدے کی نوعیت کے متعلق غلط بیانی کی تھی۔ ہر ایک مقدمے میں جو دستاویز زیر بحث تھی وہ دستاویز قابل بیع و شری تھی۔ ہر ایک مقدمے میں جوری نے یہ تجویز کی تھی کہ فریب خوردہ فریق کی جانب سے امدادی غفلت نہیں ہوئی تھی

Carlisle Banking Co. بنام Bragg ایک بعد کے مقدمے میں ایک موضوع پر عدالت مرافعہ نے بحث کی ہے۔ اس مقدمے کے واقعات گزشتہ مقدمات سے دو امور میں مختلف تھے۔ Bragg نے جس دستاویز پر دستخط کئے تھے وہ ایک ضمانت نامہ تھا جس کے اعتماد پر مدعیان کو رقم دی گئی تھی اور جوری نے یہ تجویز کی کہ Bragg نے اس فریب کا سراغ لگانے میں غفلت کی جس سے اس کو دستخط کرنے کی ترغیب ہوئی۔

عدالت نے تجویز کی کہ غفلت اس کو اس امر سے انکار کرنے میں مانع نہ ہوگی کہ اس کا ذہن دستخط کا ساتھ دیتا تھا تاوقتیکہ یہ ثابت نہ ہو سکے کہ وہ معاہدے کے فریق ثانی کے کسی وجوب کے تابع تھا۔

دستاویزات قابل بیع و شری اس قاعدے کے مستثنیات تصور کئے جاتے ہیں۔

کیونکہ دستاویز قابل بیع وشری کا تکمیل کنندہ، یا قبول کنندہ یا اس پر عبارت ظہری لکھنے والا ہر مابعد قابض نیک نیت کے وجوب کے تابع ہوتا ہے جس نے بدل ادا کیا، اور اس دستاویز کا ذمہ دار ہوتا ہے تاوقتیکہ وہ یہ ثابت کرے کہ اس کا ذہن نہ صرف دستخط کا ساتھ نہ دیتا تھا بلکہ اس غلطی میں اس کی کسی غفلت کا کوئی حصہ نہ تھا۔ یہ امر معقول سمجھا جاسکتا ہے کہ اگر دو بے قصور فریقین میں سے کسی ایک فریق کو شخص ثالث کے فریب سے نقصان برداشت کرنا پڑے تو یہ نقصان برداشت کرنے والا ایسا شخص ہونا چاہئے جس کی غفلت نے نقصان میں حصہ لیا ہو بہر حال عدالت مرافعہ کی یہ رائے نہیں ہے۔[۱]

مداخلت بیجا یا بے احتیاطی

یہی سوال اس وقت بھی پیدا ہو سکتا ہے جب شخص ثالث کا فعل محض مداخلت بیجا یا بے احتیاطی پر مبنی ہو۔ یہ قرار دیا گیا ہے کہ کوئی شخص ایسے ایجاب کا پابند نہیں ہے جس کو ٹیلیگراف کے منشی نے غلطی سے ارسال کیا اور مرسل علیہ نے قبول کیا ہو۔ ڈاک خانے کو یہ اختیار نہیں ہے کہ کسی پیغام کو بجز اس صورت کے جس میں وہ پیش کیا گیا ہے اور طرح ارسال کرے۔

لہذا اس معاملے کی نوعیت کے متعلق جو وقوع میں لایا گیا ہے یا فریق ثانی کی معاہدہ کرنے کی نیت کے متعلق جو غلطی ہوتی ہے وہ ایسی غلطی ہونی چاہئے جو دونوں فریقین سے سرزد ہو۔ اس غلطی کو ایسے فریب یا اتفاق سے پیدا ہونا چاہئے جو شخص ثالث کا فعل ہو۔ لیکن غفلت کا سوال بجز دستاویزات قابل بیع وشری کی صورت کے کسی اور جگہ غیر اہم ہے تاوقتیکہ معاہدے کے فریق ثانی کا وجوب ثابت نہ کیا جاسکے اگر ان شرائط کا ایفا نہ ہو تو معاہدہ اگر اس کو موثر کیا بھی جائے تو فریب یا غلط بیانی کی بنا پر ممکن الانفساخ ہوگا۔ اور غلطی کی بنا پر ہرگز کالعدم نہ ہوگا۔

---

[۱] Carlisle Banking Co. بنام Bragg کے مقدمے میں جو فیصلہ ہوا ہے جس کو تشفی بخش نہیں سمجھا جاسکتا اس پر ایک مضمون میں بحث کی گئی ہے جو L.Q.R. vd. 28 p. 190 میں شایع ہوا ہے

فریق کے متعلق غلطی

(ب) اس شخص کی شناخت کے متعلق غلطی جس سے معاہدہ کیا جائے۔ اس قسم کی غلطی اس وقت پیدا ہوتی ہے جبکہ الف ب سے معاہدہ کرے اور اس کو ج باور کرے۔ یعنی جب ایجاب کنندہ کے ذہن میں ایک خاص شخص ہو جس سے یہ معاہدہ کرنا چاہتا ہے عام ایجاب کی صورت میں ایسی غلطی پیدا نہیں ہو سکتی جس کو ہر شخص قبول کر سکتا ہے مثلاً بذریعۂ اشتہار جو ایجاب کیا جاتا ہے یا زر نقد کے معاوضے میں بیع کیا جاتا ہے ایسی صورتوں میں قبول کنندہ کو ایجاب کنندہ کی شخصیت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔[1]

بولٹن بنام جونس کے مقدمے میں بولٹن نے Brocklehurst کا کاروبار لے لیا تھا جس سے جونس لین دین کیا کرتا تھا اور جس کے مقابلے میں اس کو مجرا دہی حاصل تھی جونس نے Brocklehurst کو اشیا کا آرڈر دیا اور یہ اشیا بولٹن نے بغیر اس اطلاع کے مہیا کیں کہ یہ کاروبار منتقل ہو چکا ہے۔ جب جونس کو معلوم ہوا کہ یہ اشیا Brocklehurst کے پاس سے نہیں آئی ہیں تو اس نے ان کی قیمت ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ اور یہ تجویز کی گئی کہ اس کو قیمت ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ "مدعی کو وصولیابی رقم کا استحقاق حاصل کرنے کے لئے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ خود اس سے معاہدہ کیا گیا تھا۔"

کنڈی بنام لنڈسے کے مقدمے میں ایک شخص مسمی Blenkarw نے ایک معزز کوٹھی تجارتی کی جو Blenkarw کے نام سے موسوم تھی جعلی دستخط بنا کر (الف) کو اشیا مہیا کرنے کی ترغیب دی جن کو اس نے بعد میں (ب) کے ہاتھ فروخت کر دیا یہ تجویز کی گئی کہ ایک بے قصور خریدار اشیا پر کوئی حق حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ (الف) اور Blenkarw

---

[1] جب ایک فریق کی شخصیت دوسرے فریق کے لئے اہمیت رکھتی ہے۔ فرضی نام اختیار کر لینا فریب جو معاہدے کو کالعدم کر دیتا ہے۔ گورڈن بنام اسٹریٹ کے مقدمے میں مدعا علیہ کے ایک ساہوکار مسمی گورڈن سے قرضہ لینے کی ترغیب دی گئی جو کثیر شرح سود لینے کے متعلق بدنام تھا اور جس نے اس موقع پر اوسین کے نام سے معاہدہ کیا تھا۔ فریب کا انکشاف ہونے پر یہ قرار دیا گیا کہ اسٹریٹ معاہدے کو منسوخ کرنے کا مستحق ہے۔

کے مابین کوئی معاہدہ نہیں ہوا۔

لارڈ Cairns کہتے ہیں کہ "اس کے متعلق وہ کچھ نہیں جانتے تھے اور اس کا انھوں نے خیال بھی نہیں کیا تھا اس کے ساتھ وہ کبھی معاملہ نہیں کرنا چاہتے تھے ان کا ذہن ایک لمحہ بھر کے لئے بھی اس کی طرف منتقل نہیں ہوا تھا اس کے اور ان کے مابین کوئی ایسی رضامندی ہی نہ تھی جو کسی قسم کے اقرار یا معاہدے کی طرف رہنمائی کر سکے اس کے اور ان کے مابین معاہدے کا صرف ایک پہلو تھا حالانکہ معاہدے کو وقوع میں لانے کے لئے دو پہلوؤں کی ضرورت ہے۔

نظائر محولۂ بالا اور اسی قبیل کے دوسرے نظائر سے یہ ظاہر ہوگا کہ[1] فریب خوردہ فریق نے (جیسا کہ وہ سمجھتا ہے) ایک ایسے شخص سے معاہداتی تعلقات پیدا کئے جس کو اس نے کبھی دیکھا ہی نہ تھا اور اس کو یہ غلط فہمی ہوئی تھی کہ یہی وہ شخص ہے جس سے وہ درحقیقت معاہدہ کرنا چاہتا تھا ظاہر ہے کہ یہاں اصل معاملے کی نسبت کوئی رضامندی نہیں تھی لیکن ایک بعد کی نظیر میں ایک ایسی صورت کے متعلق امتیاز قائم کیا گیا ہے۔ جس میں ایک فریق کو ایک دوسرے ایسے فریق سے معاہدہ کرنے کی ترغیب ہوتی ہو جو خود موجود ہو کر اپنے آپ کو کوئی دوسرا شخص ظاہر کرے نیلپس بنام بروکس کے مقدمے میں ایک شخص اپنے آپ کو ایک معتبر شخص ظاہر کر کے جس سے مدعی بخوبی واقف تھا مدعی کی دوکان پر بذات خود آیا اور ایک جھوٹے چک کے ذریعے اشیا خریدیں اس نے یہ اشیا مدعیٰ علیہ کے ہاتھ فروخت کر دیں۔ جس نے نیک نیتی سے بلاعلم فریب کام کیا مدعی نے ان اشیا کی واپسی کے لئے مدعیٰ علیہ پر اس بیان کے ساتھ دعویٰ کیا کہ ان حالات کے تحت اس نے ان اشیا کی ملکیت کو منتقل نہیں کیا تھا مدعیٰ علیہ کے حق میں فیصلہ کیا گیا کہ ایک امریکی نظیر[2] کا جس کے واقعات بالکل اسی نوعیت کے تھے حوالہ دیا گیا اور اس کی توثیق کی گئی یہاں چیف جسٹس مارٹن کہتے ہیں۔

[1] Baillie's case 1898. 1Ch. 110 Hardman v Book 1.H.C 803

[2] Edmundss V. Mirchahts Despatch Co 135. mass. [illegible]

فریقین نے رضامندی دی اور بیع کے تمام شرائط کا اقرار کیا یہ شئے فروخت کی گئی قیمت اور شرح ادائی۔ بایع اور مشتری...... وہ (مدعی) یہ خیال نہیں کرسکتا تھا کہ وہ کسی اور شخص کے ہاتھ فروخت کررہا ہے اس کی نیت اس شخص کے ہاتھ فروخت کرنے کی تھی جو موجود تھا (اور جس کی شناخت دیکھ کر اور سن کر کی گئی اس کا اثر بیع پر اس بناپر نہیں پڑ سکتا کہ مشتری نے فرضی نام اختیار کرلیا تھا یا بایع کو فروخت کرنے کی ترغیب دینے کے لئے فریب سے کام لیا تھا۔" یہ امتیاز نازک ہے لیکن کنڈی بنام لنڈ سے اور دیگر نظائر محولۂ بالا میں جہاں تک کہ فریب خوردہ فریق کا تعلق ہے درحقیقت دوسرا فریق معاہدہ ہی موجود نہ تھا اس نے غلطی سے یہ یقین کرلیا تھا کہ یہاں فریق موجود ہے۔

فلپس بنام بروکس کے مقدمے میں یہ معلوم تھا کہ معاہدہ ایک اصلی شخص سے کیا گیا ہے ممکن الانفساخ اس وجہ سے تھا کہ اس کی ترغیب بذریعہ فریب ہوئی تھی لیکن یہ ابتدا ہی سے کالعدم نہیں تھا اسی لئے ملکیت نتیجے میں منتقل ہوگئی۔

باہمی غلطی کی صورتیں

کوئی ایسی نظیر شایع نہیں ہوئی ہے جس سے حقیقی غلطی کا پتہ چلے مثلاً (الف، (ب) کو (ج) باور کرکے ایک ایجاب کرتا ہے اور (ب) یہ باور کرکے کہ اس سے ایجاب کیا گیا ہے اس کو قبول کرلیتا ہے۔

اگر بولٹن بنام جونس میں مدعی اپنے ایک ہم نام مشیر و کاکار و بار 2.H.L.N.564 میں جانشین ہوتا ہے۔ تو وہ معقول طریقے پر یہ خیال کرسکتا ہے کہ اشیا کا آرڈر اسی کو دیا گیا ہے اگر آرڈر بولٹن (الف) کو دیا جائے اور بولٹن (ب)، اس کو قبول کرے تو یہ امر بہت مشتبہ ہے کہ آیا جونس اس بناپر معاہدے سے اجتناب کرسکتا ہے کہ گو اشیاء مطلوبہ اس کو اس شخص سے حاصل ہوئیں۔ جس کے نام اس نے آرڈر دیا تھا لیکن جس بولٹن کے نام اس نے آرڈر دیا تھا وہ بولٹن نہیں تھا جس کو یہ آرڈر دینا چاہتا تھا۔

جس شخص کے نام ایجاب کیا جاتا ہے اس کو حالات سے یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ ایجاب کسی اور شخص سے کیا گیا ہے جب دو خواتین کا نام اور پتہ اتفاق سے ایک ہی ہو اور ازدواج کا ایک ایجاب اس خاتون کے ہاتھ آجائے جس سے

ایجاب نہیں کیا جا رہا ہے تو اسے قبول کرنے سے عہد وقوع میں آسکے گا یا نہ آسکے گا۔ اس کا انحصار فریقین کے روابط اور عمر پر ہے جن سے قبول کنندہ کا یہ خیال حق بجانب ہو سکتا ہے کہ ایجاب اسی سے کیا گیا ہے۔ خریدی اشیا کا ایجاب اس شخص کے لئے زیادہ دقیق النظری کو مستلزم نہیں جس سے ایجاب کیا گیا ہو۔

(ج) شے معاہدہ کے متعلق غلطی

(۱) شے معاہدہ کی شناخت کے متعلق غلطی

شناخت کی غلطی جب دو اشیا ایک ہی نام کے ہوں اور (الف) ایک شے کے متعلق (ب) سے ایجاب کرتا ہے اور (ب) یہ خیال کر کے کہ (الف) کا ایجاب دوسری شے کے متعلق ہے اس کو قبول کر لیتا ہے تو معاہدہ بربنائے غلطی کالعدم ہے اگر معاہدے کے شرائط میں کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے شے معاہدہ کا تعین ہو سکے تو اس امر کے ثابت کرنے کے لئے شہادت پیش کی جا سکتی ہے کہ ہر ایک فریق کے ذہن میں ایک مختلف شے تھی یہ کہ (الف) نے ایک شے کا ایجاب کیا اور (ب) نے دوسری شے کو قبول کیا Raffles Vhricheb hans. 2. H & C. 906 میں مدعیٰ علیہ نے مدعی سے روئی خریدنے کا اقرار کیا جو purless نامی جہاز کے ذریعے بمبئی سے آنے والی تھی۔ perless. نامی دو جہاز تھے اور دونوں بمبئی سے روانہ ہوئے لیکن liriteh haus. کے نزدیک وہ purless مراد تھا جو دسمبر میں پہنچا تجویز ہوئی کہ کوئی معاہدہ وقوع میں نہیں آیا لیکن اگر buichel hans. کی مراد ایسے جہاز سے ہوتی جس کا کچھ اور نام ہوتا تو اس کو اس بے احتیاطی کی سزا بھگتنی پڑتی کہ اس نے صحیح طور پر اس[1] کے معنی ظاہر نہیں کئے اور نہ یہ وہ اس وقت معاہدے کی تعمیل سے گریز کر سکتا جب کہ شے معاہدہ کو اس طرح ظاہر کیا جاتا کہ عملاً اس کی شناخت ہو جاتی۔

لہ Ionides V Pacific Insurance Co- L.R.C.Q.B 591.

(۲) شئے معاہدہ کے وجود کے متعلق غلطی

غلطی اور عدم امکان یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا اس کو غلطی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے یا ہر معاہدے کے فریقین اس قیاس پر یا اس معنوی شرط پر عمل نہیں کرتے جو معاہدے کے لئے نہایت اہم ہے کہ شئے معاہدہ موجود ہے[1] تاہم عدالتوں کی زبان اس قسم کے مقدمات کو غلطی کی صورتوں سے تعبیر کرنے کی طرف مائل ہے۔

(Conturier v. Hastie)[2] میں اناج کی بیع کا معاہدہ ہوا تھا فریقین نے یہ خیال کیا تھا کہ یہ اناج سالونیکا بذریعۂ جہاز انگلستان آرہا ہے لیکن فی الحقیقت تاریخ بیع سے پہلے یہ اناج اس قدر گرم ہوگیا تھا کہ بمقام تونس اس کو جہاز سے اتار کر جس قیمت پر بھی فروخت ہوسکا فروخت کردیا گیا تھا عدالت نے یہ تجویز کی کہ معاہدہ کالعدم ہے کیونکہ "اس سے واضح طور پر یہ امر متضمن ہے کہ کوئی شئے فروخت کی جانے والی تھی اور کوئی شئے خریدی جانے والی تھی حالانکہ شئے مبیعہ کا وجود ہی باقی نہ تھا"

(Scott v. Coulson)[3] میں ایک صداقتنامۂ بیمہ کو منتقل کرنے کا معاہدہ اس یقین کی بنا پر کیا گیا جو فریقین میں مشترک تھا کہ جس شخص کے حق میں بیمہ کیا گیا ہے وہ زندہ ہے وہ درحقیقت معاہدے کے وقوع میں آنے سے پہلے ہی فوت ہوچکا تھا یہ تجویز ہوئی کہ "غلطی مشترکہ ہے اور اسی لئے یہ معاہدہ ایسا ہے جس کو نافذ نہیں کیا جاسکتا"

بیمۂ بحری کے صداقتناموں میں بالعموم "گم ہوا یا گم نہیں ہوا" کے الفاظ

---

[1] قانون بیع فروخت اشیا کی دفعہ (۶) کے تحت ایسی شرط ہر قسم کی فروخت اشیا میں مضمر ہے۔

[2] 5H.L.C. 673

[3] (1903) 2Cl. 249

درج ہوتے ہیں تاکہ اس شخص کو جس کا بیمہ کیا جاتا ہے اس قسم کی غلطی کے امکان سے محفوظ رکھا جائے۔

حق کے وجود کے متعلق غلطی

اس قاعدے کا اطلاق اس وقت بھی ہوتا ہے جب کہ فریقین اس مشترکہ یقین کے تحت معاہدہ کرتے ہیں کہ ایک حق موجود ہے جو درحقیقت موجود نہیں رہتا ہے اگر (الف) (ب) سے کسی جائداد کو کرائے پر لینے یا خریدنے کا اقرار کرے اور دونوں کو یہ یقین ہو کہ یہ جائداد (ب) کی ہے لیکن یہ دریافت ہو جائے کہ یہ (الف) کی ملک ہے تو معاہدہ نافذ نہ ہوگا[1] اور یہ جیسا کہ پہلی نظیر میں معلوم ہوتا ہے اس اصول موضوعہ کی خلاف ورزی نہیں ہے کہ قانون کی ناواقفیت کوئی عذر نہیں ہے۔

لارڈ ویسٹ بری نے کہا ہے[2] "اس اصول موضوعہ میں لفظ (Jus) جن معنوں میں مستعمل ہوا ہے اس سے مراد عام قانون یعنی عام قانون ملک ہے لیکن جب لفظ (Jus) حق خانگی کے معنی میں ہوتا ہے تو اس قاعدے کا اطلاق نہیں ہوتا خانگی حق ملکیت ایک امر واقعہ ہے یہ امر قانونی کا بھی نتیجہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر فریقین باہمی غلطی کے تحت معاہدہ کریں اور ان کے حقوق کے متعلق اندیشہ ہو تو نتیجہ یہ ہے کہ یہ اقرار مشترکہ غلطی کی بنا پر وقوع میں آنے کی وجہ سے قابل تنسیخ ہو جاتا ہے۔

(د) ایک فریق کی نیت کے متعلق غلطی جس کا علم دوسرے کو ہو۔ اب ہم شے معاہدہ کے متعلق موثر غلطی کے حدود تک پہنچ گئے ہیں اور ان کی تعریف کرنے میں احتیاط کرنی چاہئے کیونکہ اس کا امکان ہے کہ بحث مخلوط ہو جائے۔

(Freeman v. Cooke)[3] میں جو عام قاعدہ طے کیا گیا ہے اور جس کا حوالہ اکثر دیا جاتا اور توثیق کی جاتی ہے وہ ایسی تمام صورتوں پر حاوی ہے جن میں فریقین میں سے کوئی ایک معاہدے کو اس بنا پر مستند کرنا چاہتا ہے کہ اس کے منشائے متعلق

---

[1] Baigham بنام Baigham (1Ves. Seur. 126)

[2] Cooper بنام Phibles (L. R. 2H. L. 170)

[3] 2.EX' 654

غلط فہمی ہوئی ہے یا یہ کہ اس نے دوسرے فریق کے منشا کو غلط طریقے پر سمجھا ہے۔
انسان کی حقیقی نیت خواہ کچھ ہو لیکن اگر وہ اپنا طرز عمل ایسا رکھے کہ ایک معقول آدمی یہ باور کرے کہ وہ ان شرائط کو منظور کر رہا ہے جن کو دوسرے فریق نے پیش کیا ہے۔ اور یہ دوسرا فریق اس یقین کی بنا پر اس سے معاہدہ کرتا ہے تو یہ شخص جو اپنا طرز عمل اس قسم کا رکھتا ہے وہ اسی طرح پابند ہوگا گویا اس کی نسبت دوسرے فریق کے شرائط پر رضامند ہونے کی تھی"۔

شے معاہدے کی مقدار اور قیمت کے متعلق کسی شخص کا بیان خود اس کے خلاف بالعموم قطعی تصور کیا جانا چاہیئے۔

فریقین کی ذمہ داریاں معاہدہ کرنے کے وقت ہر شخص کو خود اپنی رائے استعمال کرنی چاہیئے یا اگر وہ اپنی رائے پر بھروسہ نہیں کر سکتا تو اس کو یہ دیکھ لینا چاہیے کہ آیا شرائط معاہدے سے اس کو وہ چیز حاصل ہو رہی ہے جو وہ چاہتا ہے۔ قانون معاہدہ کا عام قاعدہ ہے "خریدار ہوشیار باش" (Caveat emptor)

صرف دو صورتوں میں اس قاعدے کے اطلاق کی سختی میں تخفیف کی جاتی ہے۔
جب اشیا کی قسم کا بیان سن کر یا بائع کی رائے پر بھروسہ کر کے۔

قانونی شرائط معنوی (جو یہ جانتا ہے کہ اشیا کس غرض کے لئے مطلوب ہیں) وہ اشیا خریدی جائیں تو قانون فروخت اشیا بابت ۱۸۹۳ء کی دفعات ۱۴ اور ۱۵ سے معاہدے میں یہ معنوی شرائط شامل ہوتے ہیں کہ جو اشیا ہیا کی جائیں وہ تجارت کے لئے مخصوص ہوں یا معقول طریقے پر اس مقصد کے لئے موزوں ہوں جس کے لئے وہ مطلوب ہیں جب بیع بذریعہ نمونہ ہو تو معنوی شرائط یہ ہیں کہ کل نمونے کے مطابق ہونے چاہئیں۔ مشتری کو معائنے کا موقع ملنا چاہیئے۔ اور یہ کہ کوئی ایسا نقص نہ ہونا چاہیئے جو معقول معائنے پر بھی ظاہر نہ ہو سکا ہو یعنی ایسا نقص نہ ہونا چاہیئے جس سے وہ اشیا ناقابل تجارت ہو جائیں۔

عدم انکشاف کا قاعدہ بعض معاہدات کو معاہدات اعتمادی (Uberrimæ fidei) کہتے ہیں۔

ے Smith V. Plirughes L.R.6.Q.B. at.P.607.

جن میں فریقین میں سے ایک کو شئے معاہدے کے متعلق معلومات حاصل کرنے میں ناکامی ہوئی ہے تو دوسرا فریق مجبور ہے کہ ہر اہم واقعے کو ظاہر کرے یعنی ہر ایسے واقعے کو جس سے کسی ہوشیار آدمی کا ذہن بہت متاثر ہوتا ہو۔

جب معاہدے کے الفاظ صاف ہوں تو سوال یہ نہیں ہوتا کہ فریقین نے کیا "خیال" کیا تھا بلکہ یہ ہے کہ انھوں نے کیا کہا اور کیا کیا۔

بمتابعت مستثنیات مذکورۂ بالا معاہدہ کرنے والے کو دو چیزیں ملحوظ رکھنی چاہئیں۔ معاہدہ کرنے والے فریق کو بذات خود احتیاط کرنی چاہئے۔ وہ فریق ثانی سے یہ توقع نہیں کر سکتا کہ امر معاملہ کی نسبت اس کی رائے کی تصحیح کرے اور نہ وہ بذریعۂ جرح یہ معلوم کر سکتا ہے کہ آیا اس نے اس کے شرائط کو سمجھا ہے یا نہیں۔

لیکن قانون کسی شخص کو ایسا اقرار کرنے یا اس اقرار کو قبول کرنے کی اجازت نہیں دیتا جس کے متعلق وہ یہ جانتا ہے کہ فریق ثانی اس سے وہ معنی نہیں لیتا جو معنی کہ یہ خود لے رہا ہے۔ ہم ایک فرضی بیع کے ذریعے سے ان مسائل کی بخوبی توضیح کر سکتے ہیں — توضیحات

(۲لف) (ب) کے ہاتھ ایک چینی کا برتن فروخت کرتا ہے۔ (ب) سمجھتا ہے کہ یہ (Dresden China) ہے لیکن ۲لف ایسا نہیں سمجھتا۔ ہر شخص اپنی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ۲لف جس شئے کو فروخت کرنا چاہتا ہے۔ اس سے بہتر کوئی شئے ب کو مل جائے یا ب جس شئے کو خریدنا چاہتا ہے اسے اس سے بدتر کوئی شئے مل جائے ہر صورت میں معاہدے کے جواز پر اثر نہیں پڑتا۔ — شئے کے متعلق غلطی

(ب) ب اس کو (Dresden China) خیال کرتا ہے ۲لف جانتا ہے کہ ب ایسا خیال کرتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ یہ شئے وہ نہیں ہے۔ معاہدہ قائم رہتا ہے ۲لف کو چاہئے کہ ب کو دھوکا نہ دے لیکن وہ مجبور نہیں ہے کہ ب کو شئے بیمہ کی نوعیت کے متعلق دھوکا کھانے سے باز رکھے۔

عہد کے متعلق غلطی	(ج) ب خیال کرتا ہے کہ یہ (Dresden China) ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ ۲لف اس کو (Dresden China) کی حیثیت سے فروخت کرنا چاہتا ہے ۲لف جانتا ہے کہ وہ (Dresden China)

نہیں ہے لیکن یہ نہیں جانتا کہ (ب) خیال کر رہا ہے کہ یہ اس کو بہ حیثیت (Dresden China) کے فروخت کرنا چاہتا ہے معاہدے میں (Dresden) کا کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ عام الفاظ میں چینی کے برتن کی بیع کا ذکر ہے۔

معاہدہ قائم رہتا ہے۔ (الف) کے عہد کی وسعت کے متعلق (ب) کی غلطی فہمی اگر (الف) کو اس کا علم نہ ہو تو کوئی اثر نہیں رکھتی۔ یہ (الف) کا قصور نہیں ہے کہ (ب) نے ان شرائط کو ترک کر دیا جن کو وہ معاہدے کا جزو بنانا چاہتا تھا۔

(د) (ب) خیال کرتا ہے کہ یہ (Dresden) ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ (الف) اس کو (Dresden) کی حیثیت سے فروخت کرنا چاہتا ہے۔ (الف) جانتا ہے کہ (ب) یہ خیال کرتا ہے وہ (Dresden China) کا عہد کر رہا ہے۔ لیکن اس کا یہ منشا نہیں ہے کہ عام الفاظ میں چینی کے برتن کے سوا کوئی اور عہد کرے۔

یہ معاہدہ کالعدم ہے۔ چینی کے برتن کی نوعیت کے متعلق (ب) نے اپنی رائے میں غلطی نہیں کی۔ جیسا صورت (ب) میں ہوا تھا بلکہ اس کی غلطی (الف) کے عہد کی نوعیت سے متعلق تھی اور (الف) نے یہ جان کر کہ اس کے عہد کے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے اس غلطی کو جاری رہنے دیا۔

آخر الذکر مثال اس قاعدے سے مطابقت رکھتی ہے جو (Smith) بنام (Hughes) میں طے کیا گیا ہے اس مقدمے میں (Hughes) پر اس لئے دعویٰ کیا گیا تھا کہ اس نے کچھ جو قبول کرنے سے انکار کر دیا جس کو اس نے (Smith) سے خریدنے کا قرار کیا تھا۔ اس نے بیان کیا کہ اس نے پرانے جو خریدنے کا ارادہ اور اقرار کیا تھا اور یہ کہ جو جو بہیا کئے گئے وہ نئے تھے عدالت (Queen's Bench) نے یہ اقرار دیا کہ بیع سے اجتناب کرنے کے لئے (Smith) کے متعلق یہ ثابت کیا جانا چاہئے کہ اس کو یہ علم تھا کہ (Hughes) نے یہ خیال کیا تھا کہ اس سے پرانے جو کے لئے عہد کیا جا رہا ہے اگر Smith کو یہ معلوم تھا کہ (Hughes) یہ خیال کر رہا تھا کہ وہ پرانے جو خرید رہا ہے تو (Smith) کو ڈگری مل سکتی ہے اور اگر اس کو معلوم تھا کہ (Hughes) یہ خیال کر رہا تھا کہ اس سے پرانے جو کے لئے عہد کیا جا رہا ہے تو اس کو ڈگری نہیں مل سکتی۔

جٹس بلاک برن کہتے ہیں :۔

نوعیت کے متعلق مشتری کی غلطی جس کا علم بائع کو نہیں ہے

اس مقدمے میں میں متفق ہوں کہ ایک خاص شئے کی بیع کے وقت تاوقتیکہ یہ صریح عہد نہ ہو جو اس معاملے کا جزو بن سکے کہ یہ شے ایک خاص صفت رکھتی ہے تو مشتری کو وہ شے لے لینی چاہئے جو اس نے خریدی ہے گو اس میں وہ صفت نہ ہو (یہ مثال الف ہے)

نوعیت کے متعلق مشتری کی غلطی جس کا علم بائع کو ہے

اور میں اتفاق کرتا ہوں کہ اگر بائع اس امر سے آگاہ بھی تھا کہ مشتری یہ خیال کرتا ہے اس شے میں یہ صفت موجود ہے اور جب تک وہ ایسا خیال نہ کرتا معاہدے ہی کو وقوع میں نہیں لاتا تو پھر بھی خریدار پابند ہے تاوقتیکہ بائع اس کو کسی قسم کا دھوکا یا فریب دینے کا مجرم نہ ہو اور یہ کہ مشتری کے ذہن سے اس ارتقام کو رفع کرنے میں محض اجتناب کرنا فریب یا دھوکا نہیں ہے۔ عدالت اخلاق میں اس مقدمے کی خواہ کچھ ہی نوعیت ہو بائع پر کوئی ایسا قانونی وجوب نہیں ہے کہ وہ مشتری کو اس امر سے مطلع کرے کہ وہ ایسی غلطی میں مبتلا ہے جس کی ترغیب بائع کے فعل سے نہیں ہوئی (یہ مثال ب ہے) اور جٹس (Hannen, J.) کہتے ہیں تشکیل معاہدہ کے لئے یہ لازمی ہے کہ فریقین ایک ہی شے کے لئے ایک ہی معنوں میں اقرار کریں۔ لیکن ایک صریحی معاہدے کا کوئی ایک فریق خود اس کے تصور کی وجہ سے یہ عذر کرنے سے باز رکھا جا سکتا ہے کہ اس نے اس مفہوم میں معاہدہ نہیں کیا جس مفہوم میں کہ فریق ثانی نے کیا ہے ایک ایسے مقدمے میں جن میں بذریعہ نمونہ بیع ہوئی تھی اور بائع نے غلطی سے ایک غلط نمونہ پیش کیا تھا۔ یہ تجویز ہوئی کہ بائع کی غلطی کی وجہ سے معاہدہ فسخ نہیں ہوا تھا (Scott) بنام (Littledale) (یہ مثال (ج) کے مطابق ہے) مزید یہ کہ اگر موجودہ مقدمے میں مدعی یہ جانتا تھا کہ مدعی علیہ نے اس سے

لہ یہ مقدمہ بائع کے نقطۂ نظر سے اس اصول کو پیش کرتا ہے جس کی ہم مشتری کے نقطۂ نظر سے توضیح کر رہے تھے بائع کا منشا ایک عہد کرنے کا ہوتا ہے لیکن وہ درحقیقت دوسرا عہد کرتا ہے یہ واقعہ کہ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ جو عہد اس نے اختیار کیا تھا اب اس سے کسی قدم کو جارہا ہے بیع کے جواز پر اثر نہیں ڈال سکتا۔

جو کا معاملہ اس مفروضے پر کیا تھا کہ وہ مدعی پرانے جو فروخت کرنے کا معاہدہ کر رہا ہے۔ اس کو معلوم تھا کہ مدعیٰ علیہ معاہدے کو اس مفہوم میں نہیں ہمیہ کر رہا ہے جس مفہوم میں کہ یہ سمجھتا ہے اور وہ اس امر پر اصرار کرنے کے حق سے محروم ہو گیا کہ مدعیٰ علیہ بادی النظری معاملے کا پابند ہو گا نہ کہ حقیقی معاملے کا (یہ مثال (د) کے مطابق ہے)

(Scriven) بنام (Hindley) سے مزید توضیح ہوتی ہے۔ مدعیان نے نیلام کنندہ کو (hemp & tow) کے چند گھنٹے نیلام کرنے کی ہدایت دی (catalogue) میں متعدد گھنٹوں کا ذکر کیا گیا تھا۔ لیکن ان کی مقدار کا فرق نہیں بتلایا گیا تھا مدعیٰ علیہ نے نیلام سے قبل (hemp) کے نمونے کا معائنہ کیا اور وہ صرف (hemp) کے لئے بولی بولنا چاہتا تھا (tow) کا نیلام ہوا اور مدعیٰ علیہ کی جانب سے بولی ہوئی جو قبول کر لی گئی۔ یہ بولی اگر صرف (hemp) کے لئے ہوتی تو معقول تھی لیکن (tow) کے لئے یہ زائد ہے جوری نے تجویز کی کہ نیلام کنندہ کا مقصد (tow) کو نیلام کرنا تھا اور مدعیٰ علیہ کا مقصد (hemp) کے لئے بولی بولنا تھا اور نیلام کنندہ یہ جانتا تھا کہ یہ بولی جب کہ اس نے اس کو قبول کیا ایک غلطی کے تحت بولی گئی تھی ان تجاویز کی بنا پر یہ قرار دیا گیا کہ فریقین امور اصلی میں مطابقت نہیں رکھتے تھے اور مدعیٰ علیہ کے حق میں فیصلہ کیا گیا۔

(Smith) بنام (Hughes) میں مقدمہ از سر نو تحقیقات کے لئے اس بنا پر واپس کیا گیا کہ عدالت تحت کے جج نے کافی وضاحت کے ساتھ جوری کو اس غلطی کے متعلق ہدایت نہیں دی تھی جس سے ایک فریق کامیابی کے ساتھ اس مقدمے کی جوابدہی کر سکے جس کو دوسرے فریق نے عدم تعمیل معاہدے کی نسبت دائر کیا ہو اور جس کے الفاظ مبہم نہ ہوں اس قاعدے کا **اطلاق نصفت** میں۔ لیکن نظائر نصفت کے ایک سلسلے سے اس قاعدے کی تشریح ہوتی ہے کہ جب ایک شخص یہ جانتا ہو کہ دوسرا شخص اس کے عہد کو ان معنوں میں نہیں سمجھا جن معنوں میں اس نے عہد کیا ہے تو یہ معاملہ قائم نہ رہ سکے گا۔

(Webster) بنام (Cecil) میں اس نوعیت کی غلطی کی بنا پر تعمیل مختص سے انکار کیا گیا تھا گو یہ کہا گیا تھا کہ عدم تعمیل کی بنا پر قانون عامہ کی عدالت میں ہرجہ

وصول کیا جا سکتا ہے۔

فریقین میں چند قطعات اراضی کو خریدنے کا عہد ہوا تھا جو (Cecil) کی ملک تھے۔ (Webster) نے اپنے کارندے کے ذریعے سے دو ہزار پونڈ کا ایجاب کیا تھا جو مسترد کیا گیا بعد میں (Cecil) نے (Webster) کے نام ایک خط لکھا جس میں اس نے بارہ ہزار پونڈ میں بیع کرنے کا ایجاب کیا اس کا منشا اکیس ہزار پونڈ لکھنے کا تھا لیکن اس نے یا تو بہ ندسہ غلط لکھا یا اس سے کتابت کی کوئی غلطی سرزد ہوگئی (Cecil) نے فوراً اس غلطی کی اصلاح کرنے کی کوشش کی لیکن (Webster) نے ممکن ہے کہ اس کو ابتدا ہی سے یہ معلوم ہو کہ ایجاب غلط الفاظ میں کیا گیا ہے۔ یہ ادعا کیا کہ معاہدے کی تعمیل ہونی چاہئے۔ اور تعمیل مختص کی نالش دائر کردی اس کو نامنظور کیا گیا مدعی کو ایسی قانونی نالش کا اختیار دیا گیا جس کے دائر کرنے کا اس کو مشورہ دیا جائے بعد میں اس مقدمے کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ یہ ایسا مقدمہ ہے "جہاں ایک شخص ایک ایسے ایجاب پر لپکتا ہے جس کے متعلق یہ بخوبی جانتا ہو کہ یہ غلطی سے کیا گیا ہے۔"

عدالت چانسری میں اصلاح

زمانۂ ماضی میں عدالت چانسری کو دستاویزات یا تحریری وثیقوں کی تصحیح کا جو اختیار تھا اور اب جو عدالت العالیہ کے تمام اجلاسوں کو حاصل ہے وہ بطور ایک قاعدے کے ایسے مقدمات کے لئے مخصوص تھا جہاں کے فریقین نے کوئی اقرار کیا ہو اور اقرار کے الفاظ سے ان کا مفہوم واضح نہ ہوتا ہو اور اس میں کسی فریق کا قصور نہ ہو۔

باہمی غلطی کی صورت میں اصلاح کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ اگر غلطی ایک طرفہ ہو تو اس کا صحیح چارۂ کار اگر کوئی ہے تو وہ انفساخ ہے تاہم ایک دو نظائر ایسے بھی شائع ہوئے ہیں جن میں اگرچہ غلطی یکطرفہ تھی لیکن عدالت نے مدعی علیہ کو یہ اختیار دیا کہ وہ یا تو معاہدے کو منسوخ کردے یا اس کی اصلاح کرائے تاکہ غلطی کی تصحیح ہو جائے۔ ان مقدمات میں فریقین میں سے ایک کو یہ علم تھا کہ جب دوسرے فریق نے عہد کیا تھا۔ اس وقت اس نے عہد کی نوعیت یا وسعت کے متعلق غلطی کی تھی یا ایجاب ایسے الفاظ میں کیا گیا ہو کہ وہ شخص جس سے

ایجاب کیا جائے۔ گزشتہ مراسلت کے قرائن سے ایجاب کو قبول کرتے وقت یہ جانتا ہو کہ ان چیزوں سے زیادہ شامل ہیں جن کو ایجاب کنندہ نے شامل کیا تھا ان فیصلہ جات کے اصول پر اعتراض کیا گیا ہے اور تاوقتیکہ ان کو فریب کے مقدمات سے تعبیر نہ کیا جائے (اور یہ مشکوک نظر آتا ہے) یہ پوری طرح اطمینان بخش نہیں ہے اور نہ اختیار سماعت کے استعمال کی جدید مثالیں دستیاب ہو سکتی ہیں۔

الف اور ب نے ایک اقرارنامے پر دستخط کئے جس کے ذریعے سے الف نے ب کو چند احاطے (۲۳۰) پونڈ پر پٹے کے شرائط کے مطابق کرائے پر دینے کا اقرار کیا اس اقرارنامے کے ساتھ اس پٹے کا مسودہ بھی منسلک تھا جس کا ذکر کیا گیا ہے الف نے واجب الادا کرائے کی مقدار کی اس مسودے میں خانہ پری کرنے میں بے احتیاطی سے بجائے (۲۳۰) پونڈ کے (۱۳۰) پونڈ لکھدیئے اور اس پٹے کا بیعنامہ کیا گیا اور اسی غلطی کے ساتھ اس کی تکمیل کی گئی شہادت سے عدالت کو اطمینان ہو گیا کہ ب کو یہ علم تھا کہ الف یہ باور کرتا تھا کہ ب اس کی رائے سے زیادہ دینے کا عہد کر رہا ہے۔ جس کا اس نے فی الواقع عہد کیا تھا اس کو اختیار دیا گیا کہ وہ پٹے کو برقرار رکھ کر اس کی اس طرح ترمیم کرے کہ فریقین کی حقیقی نیت واضح ہو جائے یا اس کو منسوخ کر کے ان احاطوں کے تصرف کے قبضے کے متعلق جن سے اس نے تمتع کیا تھا (۲۳۰) پونڈ سالانہ کے حساب سے ادا کرے۔

(Harris) بنام (Pepperell) اور (Paget) بنام (Marshall) ایسے مقدمات ہیں جس میں مدعیٰ علیہ نے ایک ایسے ایجاب کو قبول کیا جس کے متعلق وہ جانتا ہو گا کہ اس ایجاب سے وہ منشا ظاہر نہیں ہوتا جو ایجاب کنندہ ظاہر کرنا چاہتا تھا مدعیٰ علیہ کو اس کی تنسیخ یا اصلاح کا اختیار دیا گیا ان مقدمات میں عہد کو منسوخ کرانے کی کوشش کی گئی تھی لیکن (Webster) بنام (Cecil) میں عہد کو نافذ کرانے کی کوشش کی گئی تھی ورنہ حالات دونوں کے یکساں تھے۔

غلطی کا اثر

جب غلطی ان حدود کے اندر جن کا ہم نے ذکر کیا ہے معاہدے کی

تکمیل پر اثر ڈالتی ہے تو کوئی حقیقی معاہدہ وجود میں نہیں آتا ہے یہ ابتدا ہی سے کالعدم ہوتا ہے لہٰذا جب کوئی شخص ایسا اقرار کرتا ہے جو بر بنا غلطی کالعدم ہوتا ہے تو قانون عامہ اس کو دو چارۂ کار عطا کرتا ہے اور اگر یہ تعمیل طلب ہے تو وہ اس کو مسترد کر سکتا ہے اور کامیابی کے ساتھ ایسے دعوے کی جوابدہی کر سکتا ہے جو اس بنا پر دائر کیا گیا ہو یا اگر اس نے اس معاہدے کے تحت رقم ادا کر دی ہے تو وہ اس عام اصول کی بنا پر رقم واپس لے سکتا ہے کہ "جب غلطی کے اثر کے تحت دوسرے شخص کو رقم ادا کی جائے۔ یعنی اس مفروضے پر کہ وہ خاص واقعہ صحیح ہے جس سے دوسرے شخص کو رقم حاصل کرنے کا استحقاق ہو جاتا ہے اور وہ واقعہ غلط ہے تو اس رقم کی واپسی کے لئے نالش ہو سکتی ہے" اگر اس شخص نے جس نے رقم ادا کی ہے ان ذرائع سے فائدہ نہیں اٹھایا جو اس کو معلومات حاصل کرنے کے لئے کھلے ہوئے تھے تو تب بھی یہی ہوگا۔

وہ شخص جو غلطی کا شکار ہو گیا ہے نصفت میں معاہدے کی تعمیل مختص سے انکار کر سکتا ہے اور بعض وقت وہ کامیابی کے ساتھ ایسا کر سکتا ہے گو وہ قانون میں اس ہرجے کی نالش کی جوابدہی کرنے کے قابل نہ ہو جو نقض معاہدہ کی بنا پر پیدا ہوتی ہے بہ الفاظ دیگر غلطی کے متعلق نصفت کا اختیار سماعت قانون عامہ سے زیادہ وسیع ہے لیکن وہ اس امر میں قانون عامہ سے زیادہ سخت ہے کہ وہ کسی ایک فریق کو بھی غلط فائدہ اٹھانے سے باز رکھتی ہے جب کہ یہ فریق یہ جانتا ہو کہ دوسرا فریق غلطی کر رہا ہے۔ فریق متضرر بھی اس معاہدے کو منسوخ کرانے اور اس سے متعلق تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونے کے لئے عدالت العالیہ کے شعبۂ چانسری میں بہ حیثیت مدعی کے درخواست دے سکتا ہے۔

۲۔ سہواً غلط بیانی

امتیازات	غلط بیانی کی اس صورت سے بحث کرتے وقت جو معاہدے کو

ناجائز کر دیتی ہے ہم کو دو امتیازات پیش نظر رکھنے چاہئیں ہیں واقعے کی سہواً غلط بیانی کے واقعہ کی بالعمد غلط بیانی یا فریب سے احتیاط کے ساتھ علیحدہ کرنا چاہئے اور ہمیں مساوی احتیاط کے ساتھ ان بیانات کو جو ابتدائی ہوتے ہیں اور غالباً جن سے تشکیل معاہدہ کی ترغیب ہوتی ہے ان شرائط سے علیحدہ کرنا چاہئے جو تکمیل شدہ معاہدے میں مندرج ہوتے ہیں۔

ان امتیازات کو پیش نظر رکھ کر یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ ہم کامیابی کے ساتھ ان دشواریوں کا مقابلہ کریں گے جن سے ہم کو معاہدے میں سہواً غلط بیانی کے اثر کو متعین کرتے وقت دوچار ہونا پڑتا ہے۔

غلط بیانی اور فریب

(۱) اولاً ہم کو سہواً غلط بیانی اور فریب میں امتیاز کرنا چاہئے اور یہ دیکھنا چاہئے کہ وجہ تحریک کا نیک ہونا یا واقعے کی لاعلمی ایسے بیان کو فریب کی صف سے علیحدہ کر دیتی ہے جو درحقیقت غلط ہوتا ہے۔

بیانات جو عہود ہیں اور بیانات جو عہود نہیں۔

(۲) ثانیاً ہم کو یہ ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ کوئی شخص معاملے کی ابتدائی نوبت پر واقعے کے متعلق ایسے بیانات دیتا ہے جو بعد میں خود معاہدے میں درج کردئے جاتے ہیں اس کی صورت ایسی تحریر یا عہد کی ہوتی ہے کہ چند اشیا میں بالکل اسی طرح جیسا کہ وہ عہد کرے کہ چند اشیا ہوں گی ہر صورت میں یہ تحریر یا عہد معاہدے کی ایک شرط ہے اس کے برخلاف وہ معاملے کی ابتدائی نوبت پر واقعے کے متعلق ایسے بیانات دے سکتا ہے جن کے متعلق کسی فریق کا یہ منشا نہ ہو کہ یہ معاہدے کے شرائط قرار دئے جائیں۔ لیکن پھر بھی وہ کسی ایک فریق کو اس قدر متاثر کرتے ہیں کہ وہ ان کو شرائط قرار دینے پر مائل ہو جاتا ہے۔

لہذا ایسے بیانات سے معاہدے میں ایسے شرائط داخل ہو جاتے ہیں جن کا اثر تعمیل پر پڑتا ہے یا ان سے معاہدے کی ترغیب ہوتی ہے اور اس طرح وہ کسی ایک فریق کی نیت اور معاہدے کی تشکیل کو متاثر کرتے ہیں۔ ہمیں اسی آخری چیز سے سروکار ہے لیکن ہمارے موضوع کے اس حصے میں جو اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں وہ غیر معمولی طور پر مبہم و مخلوط ہیں۔ بیان، شرط، عہد، آزاد اقرار،

عہد معنوی عہد جس کی نوعیت شرط کی سی ہو وغیرہ ایسے فقرے ہیں جو مختلف فروق میں ہم کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں اسی وجہ سے ان کا سمجھنا ہمیشہ آسان نہیں۔

(۳) ثالثاً ہم کو Judicature Act سے قبل اور بعد کا قانون اور مابعد کے فیصلہ جات کے اثر پر غور کرنا چاہیے جس سے ان غلط بیانیوں کے متعلق جو تکمیل معاہدہ سے قبل کی جائیں قانون عامہ کے قواعد میں ترمیم اور چانسری کے قواعد میں توسیع کی گئی ہے۔

ہمیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ ان ابتدائی قواعد کے اجتماع اور توسیع کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب مادی غلط بیانی ایک ایسا واقعہ ہے جس سے تمام معاہدات ناجائز ہو جاتے ہیں اور واقعے کا عدم انکشاف ایک خاص قسم کے معاہدات کو متاثر کرتا ہے۔ جو اعتمادی معاہدات (Uberrimæ fidei) سے تعبیر کئے جاتے ہیں جن میں انتہا درجے کی نیک نیتی اور صحت بیان درکار ہے۔

ان دشواریوں پر علی الترتیب بحث کی جائے گی۔

(۱) سہواً غلط بیانی کا فریب سے امتیاز۔

فریب بطور فعل ناجائز

فریب اور سہواً غلط بیانی میں فرق یہ ہے کہ ایک سے بر بناء فعل ناجائز نالش ہو سکتی ہے اور دوسرے سے نہیں ہو سکتی۔

فریب بذات خود ناجائز ہے اسے معاہدے کو ناجائز کرنے والے عنصر کے علاوہ ایک فعل ناجائز تصور کرنا چاہیے۔ سہواً غلط بیانی معاہدہ کو ناجائز کر سکتی ہے لیکن اس سے بر بناء فعل ناجائز یا بر بناء فریب نالش نہیں ہو سکتی۔

جسٹس کائن کہتے ہیں کہ "یہ ذہن نشیں رکھنا چاہیے کہ ایسی نالش میں جو ایسے معاہدے کی تنسیخ کے لئے پیش کی گئی ہو جو غلط بیانی سے وقوع میں آیا ہے مدعی کامیاب رہ سکتا ہے۔ گو غلط بیانی سہواً ہو لیکن ایسی نالش میں جو بر بنائے فریب ہو بناء دعویٰ مبنی نہ ہونا چاہیے یعنی یہ بیان اس کے ساتھ دیا جانا چاہیے کہ یہ غلط ہے یا اس کے صحیح ہونے یا نہ ہونے کے متعلق بے احتیاطی کی گئی ہے

فریب جس میں وجہ تحریک بری نہ ہو

ممکن ہے کہ ایک غلط بیان جان بوجھ کر دیا جائے لیکن وجہ تحریک بری نہ ہو اس کے برخلاف یہ بیان اس قطعی علم کے ساتھ کیا جا سکتا ہے کہ یہ غلط ہے لیکن اس بدنیتی کے ساتھ کہ وہ فریق جس سے یہ

بیان کیا جاتا ہے اس کو باور کرے۔

ان میں سے پہلے ایک مقدمے پر بحث کی جائے گی۔

"اگر کوئی فریق ایسے بیانات کرتا ہے جن کو وہ غلط باور کرتا ہے اور ان سے مضرت پہنچتی ہے گو وہ محرک سے جس کے تحت یہ بیانات کئے جاتے ہیں۔ بُرا نہ ہو یہ قانوناً فریب ہے"۔

(Polhill) بنام (Walter) میں ڈالٹر نے ایک ہنڈی کو سکارا جو دوسرے شخص کے نام تحریر کی گئی تھی اس نے یہ بیان کیا کہ اس کو اس دوسرے شخص کی جانب سے ہنڈی سکارنے کا اختیار دیا گیا تھا اور وہ نیک نیتی سے یہ باور کرتا تھا کہ ہنڈی کا سکارنا منظور کر لیا جائے گا اور وہ شخص زر ہنڈی ادا کر دے گا جس کی جانب سے یہ عمل کر رہا تھا۔ میعاد پوری ہونے کے بعد ہنڈی کو سکارنے سے انکار کیا گیا اور ایک منتقل الیہ جس نے ڈالٹر کے بیان کی بنا پر زر ہنڈی ادا کیا تھا اس کے خلاف فریب کی نالش دائر کی وہ ذمہ دار قرار دیا گیا اور لارڈ ٹنٹرڈن فیصلہ لکھتے ہوئے کہتے ہیں۔

"اگر مدعی علیہ قبول کو تحریر کرتے وقت یہ بیان کرے کہ اس کو ہنڈی کے موسوم الیہ کی جانب سے قبول کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اور وہ یہ جانتا ہو کہ اس کو اس قسم کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ (اور بر بنائے شہادت اس امر میں کوئی شبہ نہ ہو کہ وہ یہ جانتا تھا) اس کے علم کے متعلق یہ بیان غلط تھا اور ہمارے خیال میں اس کے خلاف مدعی اس ہرجے کے لئے نالش کر سکتا ہے جو اس نے برداشت کیا ہے"۔

یہ ظاہر ہوگا کہ اس مقدمے میں اس بیان کا غلط ہونا معلوم تھا لہٰذا اس کو ان مقدمات سے متاثر کیا جا سکتا ہے جن میں بالآخر یہ قرار دیا گیا تھا کہ بیان درحقیقت غلط تھا لیکن بیان کرنے والا فریق نیک نیتی سے صحیح باور کرتا تھا اور اس سے فریب کی نالش نہیں پیدا ہو سکتی۔

اس کے برخلاف فریب کو وجود میں لانے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس امر کا واضح علم ہو کہ جو بیان دیا گیا ہے وہ غلط ہے۔ بیانات جو اس غرض سے کئے جاتے ہیں کہ ان پر عمل کیا جائے اگر یہ بے احتیاطی سے کئے جائیں اور ان پر

یقین کرنے کی کوئی معقول وجہ نہ ہو تو اس سے ایسی بددیانتی کی شہادت ملتی ہے جو ایسے بیانات کرنے والے کو اس چارۂ کار کے تحت لاتی ہے جو فریب کے لئے مخصوص ہیں۔

جب ناظمانِ کمپنی ایک نظام عمل (Prospectus) شایع کریں جس میں کسی ایسے کاروبار کے فوائد درج کئے جائیں جن کے حالات کے متعلق تحقیقات کرنے کی انھوں نے زحمت گوارا نہ کی ہو اور نظام عمل (Prospectus) کے پڑھنے والے کو اس کاروبار کے متعلق ذمہ داریاں قبول کرنے کی ترغیب ہو تو یہ فریب کے مرتکب ہوتے ہیں بشرطیکہ جو بیانات اس (Prospectus) میں درج ہوں غلط ہوں کیونکہ وہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان کو یقین ہے لیکن فی الحقیقت اس کے غلط ہونے کا ان کو علم ہے۔

جن تعدیات پر ابھی ہم نے غور کیا ہے ان میں واقعے کے متعلق ایک بیان ہے جس کے غلط ہونے کا یا تو علم شامل ہے یا دھوکا دینے کی نیت یا آمادگی۔ یہاں سہواً غلط بیانی فریب سے مختلف ہے کیونکہ سہواً غلط بیانی واقعات کے متعلق غلط بیانی ہے جن کے جھوٹے ہونے کا علم نہیں ہے یا یہ واقعات کا عدم انکشاف ہے جس کا منشا دھوکا دینا نہیں ہے لیکن فریب ایک ایسا بیان ہے جس کے غلط ہونے کا علم ہوتا ہے یا اس کے صحیح یا غلط ہونے سے ناعلم رہ کر یہ بیان کیا جاتا ہے اور ایسے اعتماد کے ساتھ جس سے یہ ظاہر ہو کہ بیان کرنے والے کو اس کا یقین ہے حالانکہ واقعہ اس کے برعکس ہوتا ہے فریق متضرر کو ایسی صورت میں فریب کی نالش کرنے کا استحقاق ہوتا ہے۔

بیانات اور شرائط

(۲) معاہدے کی ترغیب دینے والے بیانات میں بعد تکمیل شدہ معاہدے کے شرائط میں فرق۔ سہواً غلط بیانی اور فریب کا امتیاز جس طرح اہم ہے اسی طرح تکمیل شدہ معاہدے کے شرائط اور ایسے بیانات کا باہمی امتیاز بھی اہم ہے جن سے معاہدہ کرنے کی ترغیب ہوتی ہے[1]۔

---

[1] عدالت ہائے نصفت کی اس رائے سے ایک دفعہ دوسری دشواریاں پیدا ہوگئی ہیں کہ

استدلال میں جو بیشتر موشگافیاں کی گئی ہیں وہ ضائع گئیں کیونکہ جب کوئی شخص نیک نیتی سے ایک عہد کرتا ہے لیکن بالآخر وہ اس کی تعمیل سے قاصر رہتا ہے تو یہ کہا گیا ہے کہ اس کا عہد ایک غلط بیانی ہے یا امر واقعہ کی غلطی کے تحت عہد کیا گیا ہے اور اس طرح تعمیل معاہدہ اور نقص معاہدات کے سوالات تشکیل معاہدہ کے سوالات مخلوط ہو گئے ہیں۔

ہمیں اولاً یہ بات ذہن نشیں رکھنا چاہیئے کہ کوئی بیان جو بعد میں معاہدے کا جزو بنا دیا جاتا ہے تو اس کی حیثیت بیان کی باقی نہیں رہتی بلکہ وہ کچھ اور ہو جاتا ہے یعنی یہ اقرار کہ کوئی چیز ہے یا ہو گی اور ثانیاً کسی غلط بیان سے جو معاہدے کا جزو بنائے جانے سے اقرار نہیں بن جاتا (فریب کی عدم موجودگی میں) ہرجے کی نالش پیدا نہیں ہوتی۔

بیانات قانون غیر موضوعہ میں

لہٰذا قانون غیر موضوعہ میں ایسا بیان جو بعد میں معاہدے کا جزو نہیں بنایا جاتا (بجز چند مستثنیٰ صورتوں کے اور ہمیشہ فریب سے علیحدہ) اگر صحیح نہ ہو تو اہمیت نہیں رکھتا اگر یہ معاہدے کا جزو بن جائے تو ان دو چیزوں میں سے کوئی ایک چیز ہو گی۔ (۱) فریقین اس کو ایسی اہم شرط تصور کر سکتے ہیں جن پر معاہدے کی بنیاد ہو (جب اس کو بالعموم شرط سے موسوم کرتے ہیں) اس صورت میں اس کی عدم صداقت فریق متضرر کو مستحق کر دیتی ہے کہ کل معاہدے کو منسوخ کر دے یا (۲) ایسی شرط ہو سکتی ہے جس کی نوعیت بالکل جداگانہ تائیدی عہد کی ہوتی ہے اس کو بالعموم (Warranty) کہتے ہیں) جو درحقیقت معاہدے کا جزو تو ہوتا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ایسے بیانات بھی ہو سکتے ہیں جو معاہدے کے شرائط نہیں ہیں لیکن پھر بھی فریق ذمہ دار کو ان کی تعمیل کرنی چاہیئے ایسے بیانات کی تحویل جن متدمات میں کہ یہ وقوع پذیر ہوتے ہیں شرائط معاہدہ میں ہو سکتی ہے اس باب کے اختتام پر ایسے بیان کا حوالہ دیا گیا ہے جس سے امر مانع تقریر مخالف پیدا ہوتا ہے اور اس طرح حق کے ایصال کا انسداد ہو سکتا ہے لیکن یہ امر اس نظریے سے بالکل مختلف ہے جو (Coverdale) بنام (Eastwood) میں پیش کیا گیا ہے۔

لیکن یہ معاہدے کی بنیاد نہیں ہوتا اس صورت میں اس کی عدم صداقت سے ہرجے کی ایسی نالش پیدا ہوتی ہے جو معاہدے پر مبنی ہوتی ہے اور فریق متضرر کو یہ استحقاق نہیں ہوتا کہ کل معاہدے کو منسوخ کردے۔

امر متعلقۂ تعبیر جزو معاہدہ آیا کوئی کو شرط تصور کی جانی چاہیئے یا (Warranty) ایک ایسا امر ہے جو تعبیر سے متعلق ہے جس کا تعین عدالت کو کرنا چاہیئے

لیکن دو امور کو ذہن نشین رکھنا چاہیئے۔ اولاً "شرط" (Warranty) کے الفاظ کو ہمیشہ اسی قدر متمائز نہیں رکھا جاتا جس قدر کہ صحیح تعریف کا اقتضا ہے اور بالخصوص قانون بیمہ میں (insurance law) عام طور پر وہی معنی لئے جاتے ہیں جو معنی کہ "شرط" کے اوپر لئے گئے ہیں۔ ثانیاً اگر فریق متضرر نقض معاہدہ کی بنا پر تنسیخ معاہدہ کے حق سے دست بردار ہو جائے تو تب بھی وہ اس ہرجے کی نالش کر سکتا ہے جو اس نے برداشت کیا ہے (Behn) بنام (Burness) (wallis) بنام (Pratt) اور (Heilbut) بنام (Buckleton) میں جو فیصلے صادر ہوئے ہیں ان سے (warranties) اور بیانات کے موضوع پر قانون عامہ کے قواعد کی تشریح ہو سکتی ہے۔

پہلے مقدمے میں کرایہ نامۂ جہاز (Charter) مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۸۶۰ء کی بنا پر نالش دائر ہوئی تھی جس میں یہ اقرار ہوا تھا کہ (Behn) کا جہاز "جو اب امسٹرڈم کے بندرگاہ پر ہے" وہ نیوپورٹ جائے گا اور وہاں کوئلہ جہاز میں بھر کر ہانگ کانگ لے جائے گا۔ معاہدے کی تاریخ پر یہ جہاز امسٹرڈم کے بندرگاہ پر موجود نہیں تھا اور وہاں ۲۳ تاریخ تک نہیں پہنچا جب یہ جہاز نیوپورٹ پہنچا (Burness) نے کوئلہ جہاز میں بھرنے سے انکار کر کے معاہدے کو مسترد کر دیا اس بنا پر نالش کی گئی اور عدالت کے لئے یہ سوال تصفیہ طلب تھا کہ آیا "اب امسٹرڈم کے بندرگاہ میں ہے" کہ الفاظ کسی شرط کے مساوی تھے جن کی خلاف ورزی (breach) کو تنسیخ معاہدہ کا مستحق کر دیتی ہے۔ یا ان الفاظ سے اس کو یہ حق حاصل ہوتا تھا کہ تعمیل معاہدہ کے بعد وہ اس ہرجے کی نالش کرے جو اس نے برداشت کیا ہے (Exchequer Chamber) نے یہ تجویز کی کہ یہ ایک شرط ہے

اور جسٹس ولیمس نے فیصلہ صادر کرتے وقت معاہدے کے مختلف اجزا یا شرائط کو مندرجۂ ذیل طریقے سے متمائز کیا ہے۔

بیانات سہواً

صحیح معنوں میں جو ایک بیان جو اس معاہدے سے متعلق کسی واقعے یا حالات کا ادعا ہے جو ایک فریق دوسرے فریق سے معاہدے سے پہلے یا بوقت معاہدہ کرتا ہے گو بعض اوقات یہ بیان تحریری دستاویز میں مندرج ہوتا ہے لیکن یہ معاہدے کا جزو لاینفک نہیں ہے اس بیان کے غلط ہونے پر بھی معاہدے کی تنسیخ نہیں ہوتی۔ نہ ایسی عدم صداقت بنائے نالش ہوسکتی ہے (بجز صداقت نامہ بیمۂ بحری کے جن کی خاص اور مبہم حیثیت ہے اور جو مستثنیٰ قرار دئے جاسکتے ہیں) اور نہ اس میں کوئی قوت ہی ہوتی ہے تاوقتیکہ یہ بیان فریب پر مبنی نہ ہو یا یہ وجہ ہو کہ یہ بیان اس علم کے ساتھ کیا گیا تھا کہ غلط ہے یا بد دیانتی سے کیا گیا تھا اور اس کے صدق اور کذب کا علم حاصل کرنے میں بے احتیاطی ہوئی ..... گو یہ بیانات بالعموم تحریری دستاویز معاہدہ میں مندرج نہیں ہوئے تاہم بعض اوقات یہ شامل کرلئے جاتے ہیں۔

بجز صداقت نامہ بیمۂ بحری کے جن کی خاص اور مبہم حیثیت ہے اور جو مستثنیٰ قرار دئے جاسکتے ہیں

بدنیتی سے

بیانات تشریحی

لیکن یہ واضح ہے کہ ان بیانات کا اندراج ان کی نوعیت کو بدل نہیں دیتا۔

بہرحال یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ ایک تحریری دستاویز کا بیان محض بیان ہے یا یہ معاہدے کا اصلی جزو ہے۔ یہ امر تعبیر سے متعلق جس کا تصفیہ کرنا عدالت کا فرض ہے۔ نہ کہ جوری کا۔ اگر عدالت اس نتیجے پر پہنچے کہ اگر ایک فریق کی جانب سے اس قسم کا بیان جو دیا جاتا ہے۔ اس کا منشا یہ ہو کہ وہ اس کے معاہدے کا اصلی جزو رہے نہ کہ محض بیان تو بلا شبہ یہ سوال جس پر اکثر بحث ہوئی ہے پیدا ہوسکتا ہے کہ آیا معاہدے کا یہ جزو ایک شرط مقدم ہے یا محض ایک جداگانہ اقرار ہے جس کی خلاف ورزی تنسیخ معاہدہ کو جائز قرار دے سکتی بلکہ یہ صرف ہرجے کے لئے بنائے دعویٰ ہوسکتی ہے"

شرط قابل

جداگانہ اقرار

عبارت مندرجۂ بالا کے آخری الفاظ میں جس امتیاز کا حوالہ دیا گیا ہے اس کی توضیح **Fletcher Moulton, L.J.** کے ایک فیصلے سے ہوتی ہے جو **wallis** بنام **Pratt** میں صادر ہوا ہے۔"

چند (وجوبات) ایسے ہیں جن کا اصل معاہدے سے براہ راست

تعلق ہوتا ہے یا بہ الفاظ دیگر وہ معاہدے کی ماہیت کا اس قدر اہم جزو ہوتے ہیں کہ ان کی عدم تعمیل سے فریق ثانی یہ سمجھ سکتا ہے کہ معاہدے کی تعمیل ہی بالکل ناکافی ہوئی ہے اس کے برخلاف دوسرے وجوبات ایسے بھی ہیں جن کی تعمیل اگرچہ ضروری ہے لیکن یہ اس قدر اہم نہیں کہ ان کی عدم تعمیل سے اصل معاہدے پر اثر پڑے یہ دونوں اصناف کے تحت مساوی طور پر وجوبات ہیں ان میں سے کسی ایک کی خلاف ورزی دوسرے فریق کو ہرجے کا مستحق کردیتی ہے لیکن اول الذکر صورت میں ان کی عدم تعمیل کی بنا پر اس کو اختیار ہے کہ معاہدے کو بالکل منسوخ تصور کرے۔ (اگر وہ صحیح چارۂ کار اختیار کرے) وہ ان وجوبات کی تعمیل سے انکار کرسکتا ہے جو اس کے ذمے ہیں۔ اور وہ فریق ثانی پر عدم تعمیل معاہدے کی نالش کرسکتا ہے۔ معاہدے کے تحت ان دو اصناف وجوبات کے امتیاز کو تسلیم کرنے میں فیصلہ جات میں یکسانیت پائی جاتی ہے لیکن ان کے متعلق جو اصطلاح استعمال کی جاتی ہے اس میں اس طرح کی یکسانیت نہیں پائی جاتی بہرحال میں اس امر پر بحث کرنا نہیں چاہتا کیونکہ بعد میں یہ رواج ہوگیا ہے کہ وجوب کی اول الذکر صنف کو "شرط" کی اصطلاح سے اور وجوب کی آخرالذکر صنف کو "(Warranty)" کی اصطلاح سے تعبیر کیا جائے شرط اور (warranty) کسی معاہدے کے تحت دونوں وجوبات ہیں جن کی خلاف ورزی دوسرے فریق کو ہرجے کا مستحق کردیتی ہے لیکن شرط کی خلاف ورزی کی صورت میں اس کو ایک اور اعلیٰ درجے کا چارۂ کار حاصل ہے یعنی اس معاہدے کو منسوخ تصور کرے۔"

(Heilbut) بنام Buckleton میں فریبانہ غلط بیانی اور (Warranty) کی خلاف ورزی کی نالش کی گئی تھی۔ جوری نے فریب کو تسلیم نہیں کیا۔ لیکن یہ تجویز کی کہ مدعیٰ علیہ کے منیجر نے معاہدے کی تکمیل سے پہلے ایک سوال کے جواب میں جو بیان دیا ہے وہ (warranty) ہے دارالامرا نے یہ قرار دیا کہ یہاں کوئی ایسی شہادت موجود نہ تھی جس کی بنا پر جوری اس طرح تجویز کرسکتی اور لارڈ مولٹن (جو اس وقت لارڈ ہو چکے ہیں) کہتے ہیں۔

مدعی کے سوال پر جو جواب دیا گیا وہ بلابحث و تکرار ایک مرافعہ کا اظہار تھا

کیونکہ وہ ایک ایسے سوال کے جواب کے سوا اور کچھ نہ تھا جو اطلاع حاصل کرنے کے لئے کیا گیا تھا اس میں شک نہیں کہ یہ امر واقعہ کے متعلق ایک بیان تھا اور بلاشبہ یہ ایسا واقعی بیان تھا جس پر مدعی کا اصل مقدمہ مبنی تھا..... لہذا ضمنی معاہدے کی بنائے نالش محض اس واقعے پر مبنی ہے کہ یہ بیان کمپنی کی نوعیت کے متعلق کیا گیا تھا اگر اس کو ایسی شہادت تصور کی جائے جو بینہ ضمنی معاہدے کے وجوب کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہو تو اس صورت میں بھی ایسے بیانات کی نسبت یہی نتیجہ لازم آئے گا جو معاہدہ کرنے والا فریق تکمیل معاہدہ سے پہلے شئے معہودلہٗ کے متعلق دے اس سے اس مسلمہ قاعدے کی بالکل نفی ہو جائے گی کہ جو بیان سہواً دیا جاتا ہے اس سے ہرجے کا حق پیدا نہیں ہوتا یہ کہنا اس بات کے مساوی ہوگا کہ کوئی بیان جو شئے معہودلہ کے متعلق معاہدے سے پہلے کیا جائے وہ ضمنی معاہدے کے وجود کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے یہ کہ بیان صحیح ہے اور اسی لئے اگر ایسی صورت نہ ہو تو ہرجے کا حق عطا ہوتا ہے"

چیف جسٹس ہولٹ کی اس رائے کا حوالہ دیا گیا ہے جس کی توثیق بھی کی گئی کہ "بوقت بیع جو بیان اثباتی کیا جاتا ہے وہ ایک (Warranty) ہے بشرطیکہ شہادت سے یہی منشا، ظاہر ہو" عدالت مرافعہ کی ایک رائے جو ایک بعد کے مقدمے میں ظاہر کی گئی تھی سختی کے ساتھ مسترد کی گئی اور وہ اگر یہی تھی کہ اس امر کے تعین کے لئے کہ آیا یہی منشا تھا قطعی معیار یہ ہے کہ آیا بائع یہ قیاس کرتا ہے کہ وہ ایک ایسے واقعے کا اظہار کر رہا ہے جس سے مشتری لاعلم ہے۔ لارڈ ہالڈین کہتے ہیں کہ ایسے الفاظ جن سے بظاہر محض امر واقعہ کے اظہار کا پتہ چلتا ہو وہ ایسے معاہدے کو متضمن ہوتے ہیں جو (warranty) پر مبنی ہوتا ہے بشرطیکہ فحوائے عبارت سے یہی مترشح ہوتا ہو۔

ان تین فیصلہ جات سے جن کا حوالہ دیا گیا ہے معاہدے کے مختلف اجزا کا واضح تصور کرنے میں مدد ملتی ہے۔

بیانات	(۱الف) بیانات جو تشکیل معاہدہ کے وقت کئے جائیں لیکن نفس یقین کا منشا، ان کو معاہدے کا جزو بنانا ہو تو

معاہدے کے جواز پر ان کا اثر نہیں پڑتا تاوقتیکہ یہ فریب پر مبنی نہ ہوں جب یہ صورت ہو تو غلطی تشکیل معاہدے میں نقص پیدا کرتی ہے اور اس کو ممکن الانفساخ بنا دیتی ہے۔

شرط[1]

(جب) شروط ایسے اجزا ہیں جو معاہدے کی ماہیت میں داخل ہوتے ہیں جب عدالت معاہدے کے کسی لفظ کی تعبیر بطور ایک شرط کے کرتی ہے تو خواہ یہ امر واقعہ کا اظہار ہو یا عہد اس کی عدم صداقت یا خلاف ورزی سے فریق ثانی معاہدے کی ذمہ داریوں سے بری ہونے کا مستحق ہوتا ہے۔

(ج) (Warranties) ایک جداگانہ ضمنی عہود ہیں جن کی خلاف ورزی سے معاہدہ منسوخ نہیں ہوتا لیکن شخص متضرر کو یہ حق حاصل ہو جاتا ہے کہ فریق ثانی کے تعمیل عہد نہ کرنے سے جو ہرجہ اس کو برداشت کرنا پڑا ہے اس کی نالش کرے۔

(د) ہو سکتا ہے کہ ایک شرط کی خلاف ورزی ہو اور شخص متضرر اپنے حق براءت کو استعمال نہ کرے بلکہ معاہدے کے تحت فائدہ اٹھاتا رہے یا اس طرح عمل کرے کہ گویا معاہدہ نافذ ہے ایسی صورت میں یہ شرط (Warranty) کی حد تک پہنچ جاتی ہے اور اس کی خلاف ورزی سے چونکہ حق براءت کو ترک کیا گیا ہے صرف اس ہرجے کی نالش کا حق پیدا ہوتا ہے جو برداشت کیا گیا ہے۔

(۳) سہواً غلط بیانی کا اثر اور اس کا چارۂ کار

اس امر کو متحقق کرنے کے لئے کہ سہواً غلط بیانی یا عدم انکشاف کا تشکیل معاہدہ پر کیا اثر پڑتا ہے۔ ہم پہلے یہ دیکھیں گے کہ (Innocent misrepresentation)

[1] شرط اور (warranty) پر مکمل بحث کے لئے دیکھو صفحہ ۲۶۱ تا ۲۶۷

کے الفاظ سے پہلے قانون عامہ اور نصفت کا غلط بیانی کے متعلق کیا نقطۂ نظر تھا اور بعد میں اس پر غور کریں گے کہ (Judicature Act) کے احکام سے جن کی تعبیر عدالتی فیصلوں میں کی گئی ہے ایک ایسا عام قاعدہ وضع کرنے میں کسی حد تک مددمل سکتی ہے جو پہلے صرف ایک خاص قسم کے معاہدات پر قابل اطلاق تھا۔

بیان قبل معاہدہ کے قانون عامہ کا نقطہ

مقدمہ (Behn) بنام (Burness) کے نقطے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قانون عامہ کی عدالتوں کی نظر میں کوئی بیان موثر نہیں تھا جب تک کہ وہ یا (۱) مبنی پر فریب نہ ہو (۲) معاہدے کی شرح نہ بن گیا ہو۔ (Bannerman) بنام (white) کے مقدمے سے ظاہر ہوتا ہے کہ عدالتی فیصلے کا قوی میلان اس طرف تھا کہ اگر ممکن ہو تو شرائط معاہدہ میں ہر ایسے بیان کو شامل کر لیا جائے جو اس قدر اہم ہو کہ رضامندی پر اثر ڈالتا ہو۔

بیانر من نے وھائٹ کے ہاتھ (hops) فروخت کرنے کا ایجاب کیا وھائٹ نے دریافت کیا کہ اس سال کی پیداوار میں گندک تو استعمال نہیں کی گئی۔ بیانر من نے کہا کہ "نہیں" وھائٹ نے کہا کہ اگر گندک استعمال کی گئی ہے تو وہ قیمت بھی دریافت نہ کرے گا تب انھوں نے قیمت کے متعلق گفتگو کی اور بالآخر وھائٹ نے بذریعۂ نمونہ اس سال کی پیداوار خرید لی۔ (hops) اس کے گودام پر بھیجے گئے ان کو تولا یا گیا اور ان کی خریداری کی واجب الادا رقم کا تخمینہ کیا گیا اس نے بعد میں معاہدے کو اس بنا پر منسوخ کر دیا کہ (hops) کی کاشت میں گندک استعمال کی گئی ہے بیانر من نے ان کی قیمت کی نالش کی یہ ثابت کیا گیا کہ اس نے پانچ ایکڑ زمین پر گندک استعمال کی تھی اور کل کاشت تین سو ایکڑ اراضی پر مشتمل تھی اس نے ایک نئی مشین کی آزمائش کے لئے گندک استعمال کی تھی لیکن بعد میں پوری کاشت کو اس میں شامل کر دیا اور یا وہ اس چیز کو بھول گیا تھا یا اس کو غیر اہم سمجھا۔ جو اس نے تجویز کی کہ گندک کے استعمال کے متعلق جو بیان کیا گیا تھا وہ عمداً غلط نہیں تھا اور انھوں نے مزید تجویز یہ کی کہ یہ بیان انباتی کہ گندک استعمال نہیں کی گئی تھی۔

فریقین کا منشا یہ تھا کہ اس کو معاہدۂ بیع کا جزو بنایا جائے اور مدعی کی جانب سے اس کو (warranty) تصور کیا جائے" عدالت کو اس تجویز کے اثر پر غور کرنا پڑا

اور اس نے یہ قرار دیا کہ بیائزمن کا بیان معاہدے کا جزو ہو گیا تھا اور یہ ایسی شرط تھی کہ اس کی خلاف ورزی دھائٹ کو (hops) خرید نے کی ذمہ داری سے سبکدوش کر دیتی ہے۔

چیف جسٹس (Erle) کہتے ہیں:-

ہم (warranty) کی اصطلاح کو ترک کرتے ہیں کیونکہ یہ دو معنوں میں استعمال ہوتی ہے اور شرط کی اصطلاح کو بھی کیونکہ سوال یہ ہے کہ آیا یہ اصطلاح قابل ہے یا نہیں۔ بس نتیجہ ہے کہ مدعی علیہم یہ چاہتے تھے کہ گندگ استعمال نہ کی گئی ہو۔ اور مدعی نے یہ ذمہ داری لی کہ گندک استعمال نہیں ہوئی یہ ذمہ داری ابتدائی شرط تھی اور اگر یہ شرط نہ ہوتی تو مدعی علیہم اس معاہدے کی تکمیل نہ کرتے جس کا نتیجہ بیع کی صورت میں برآمد ہوا۔ ان معنوں میں یہی وہ شرط تھی جس کی بنا پر مدعی علیہم نے معاہدہ کیا تھا اگر گندک استعمال کی گئی ہو تو معاہدے کو جائز رکھنا اس منشا کے خلاف ہوگا جو اس شرط سے ظاہر ہوتا ہے۔

تمام معاہدات کی تشکیل و تعبیر فریقین کے اسی منشا کے تابع ہوتی ہے۔ اگر فریقین کا یہی منشا ہو تو بیع ایک (warranty) کے اضافے کے ساتھ قطعی ہو جائے گی یا بیع مشروط رہے گی اور (warranty) کی خلاف ورزی سے کالعدم ہو جائے گی۔ ہمارے خیال میں ان واقعات کے اظہار سے یہ منشا ظاہر ہوتا ہے کہ اگر گندک استعمال کی گئی ہو تو معاہدہ کالعدم رہے گا اور ہم اس بنا پر اتفاق کرتے ہیں کہ اس قاعدے کو منسوخ کیا جائے۔" یہ ملحوظ رہے کہ اس مقدمے میں فریقین نے معاملے کے آغاز سے پہلے یہ بیان کیا تھا لیکن (Behn) بنام (Burness) میں جو بیان دیا گیا تھا وہ کرایہ نامۂ جہاز (Charter party) کی ایک شرط تھی۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ فریقین کے مابین اصلی قانونی معاملہ جو وقوع میں آیا تھا وہ (hops) کی کچھ مقدار کو بذریعہ نمونہ فروخت کرنے کا اقرار تھا یہ معاہدۂ بیع کی صورت اختیار کر چکا تھا جس کی وجہ سے (hops) کو تولنے اور اس کی قیمت کا اندازہ کرنے کے بعد یہ مال منتقل ہو جاتا تھا۔ معاہدۂ بیع میں ایسی کوئی شرط

نہ تھی کہ (hops) کا قبول اس شرط پر مبنی ہو کہ اس کی کاشت میں گندک استعمال نہ کی گئی ہو اور چیف جسٹس (Erle) کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے مدعی کے بیان پر "شرط" یا (warranty) کی اصطلاح کو منطبق کرنے میں دشواری محسوس کی۔ وہ کہتے ہیں "یہ ذمہ داری ابتدائی شرط تھی"۔ اس کو معاہدے میں شامل کرنا گویا معاہدے سے پہلے کی گفتگو کو معاہدے میں داخل کرنا ہے۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ بیانز ہن نے وھائٹ سے کچھ بیان کیا تھا اس کے بعد ان دونوں نے ایک معاہدہ کیا جس میں یہ بیان شامل نہیں تھا۔ لیکن اگر یہ بیان نہ کیا جاتا تو فریقین شرائط پر گفتگو ہی نہ کرتے۔ مشتری کی رضامندی درحقیقت ایک اہم واقعے کے متعلق غلط بیانی کے ذریعے حاصل کی گئی تھی اور اسی لئے یہ اصلی نہیں ہے۔ قانون عامہ کی عدالتیں کسی بیان کو اس وقت تک موثر نہیں قرار دیتی ہیں تاوقتیکہ وہ معاہدے کی شرط نہ ہو اور انصاف رسانی کی غرض سے یہ عدالتیں مجبور نہیں کہ معاہدے کی تعبیر اس طرح کریں کہ گویا اس میں یہ شرط مندرج ہے۔

نصفت کے نقطہ نظر ... اس غلط بیانی پر ... جس سے معاہدے ... کی ترغیب ہوئی

ان اصول پر غور کرتے وقت جن کے متعلق نصفت سہواً غلط بیانی اور عدم انکشاف واقعہ سے بحث کرتی ہے ہمیں یہ ذہن نشیں رکھنا چاہئے کہ چند اصناف معاہدات کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہے کہ بہ نسبت دوسرے معاہدات کے ان میں ہر اہم واقعے کے متعلق جس سے فریقین کے ذہن پر اثر پڑ سکتا ہے کامل اور صحیح بیان کی ضرورت ہے ان میں سے بعض اس قسم کے تھے کہ عدالت چانسری کو ان سے خاص تعلق تھا جیسے کمپنی میں حصص لینے کے یا اراضی کی خرید و فروخت کے معاہدات۔

ہمیں یہ بھی ذہن نشیں رکھنا چاہئے کہ عدالت چانسری کے ججوں کو صحت کے ساتھ فریب کی اس طرح تعریف کرنے کا موقع نہیں ملا کہ یہ ایک قابل نالش فعل ناجائز ہے۔ لہذا اسی وجہ سے انھوں نے "مبنی بر فریب" کی اصطلاح کو

لہ بیع اور فروخت کرنے کے اقرار کے باہمی فرق کے متعلق دیکھو ۱۹۲ اور قانون فروخت اشیاء ۱۸۹۳ء دفعہ ۱۔

ان تمام مقدمات پر منطبق کیا ہے جن میں انھوں نے تعمیل مختص کا حکم دینے سے یا کسی دستاویز کو اس بنا پر منسوخ کرنے سے انکار کر دیا تھا کہ فریقین میں سے ایک نے نیک نیتی سے عمل نہیں کیا اور کسی قدر بد قسمتی سے انھوں نے ان بیانات پر بھی اس اصطلاح کو منطبق کیا جو نیک نیتی سے کئے گئے تھے لیکن بعد میں غلط ثابت ہوئے۔

سہواً غلط بیانی کے اثر کے متعلق ہم کو سنہ ۱۸۷۳ء تک کوئی عام قاعدہ دستیاب نہیں ہوتا جب کہ ایک مقدمے میں جو بیاز ہن بنام وھائٹ سے بالکل مشابہہ تھا ایک اور اصول کو منطبق کرنے سے بالکل یہی نتیجہ برآمد ہوا تھا۔

(Lamare) ایک فرانسیسی شراب فروش نے گودام شراب کے پٹے کے لئے ڈکسن سے گفت و شنید کی اس نے بیان کیا کہ اس کے کاروبار کے لئے یہ ضروری ہے کہ گودام بالکل خشک رہیں ڈکسن نے اس کو اطمینان دلایا کہ گودام خشک رہیں گے۔ اس بنا پر اس نے پٹے کے لئے اقرار کیا جس میں گودام کے خشک رہنے کے متعلق کوئی شرط نہ تھی لیکن گودام بجید مرطوب تھے۔

(Lamare) نے اپنا قبضہ جاری رکھنے سے انکار کر دیا اور دارالامرا نے اس اقرار کی تعمیل مختص کا حکم دینے سے انکار کر دیا اس وجہ سے نہیں کہ گودام کے خشک رہنے کے متعلق ڈکسن کا بیان معاہدے کی ایک شرط تھی بلکہ اس وجہ سے کہ رضامندی حاصل کرنے میں یہ بیان اہم تھا اور درحقیقت غلط تھا۔ غلط بیانی تعمیل مختص سے انکار کی وجہ ہو سکتی ہے۔

(Lord cairns) کہتے ہیں کہ "مجھ کو بالکل اتفاق ہے کہ اس بیان کی شکل ضمانت[1] کی نہ تھی اور وہ صراحتہً اقرار میں شامل نہیں کیا گیا تھا اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ (Lamare) کسی قانونی عدالت میں اس رقم کی ضمانت یا ذمہ داری کی خلاف ورزی کی بنا پر نالش نہیں کر سکتا اور یہ بہت ممکن ہے کہ وہ عدالت نصفت میں بھی اس اقرار کو غلط بیانی کی بنا پر منسوخ کرنے کی نالش نہیں کر سکتا ساتھ ہی ساتھ اگر یہ بیان کیا گیا تھا اور اس کی تعمیل نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی تھی اور یہ درحقیقت ثابت ہو جائے کہ اس بیان کی تعمیل نہیں ہوئی تو میرے خیال میں تمام نظائر کے

[1] یہاں ضمانت سے مراد (warranty) لینا چاہئے نہ کہ معاہدۂ ضمانت جس سے صفحہ ۱۵ تا ۸۰ پر بحث کی گئی ہے۔

مطابق تعمیل مختص کے دعوے میں یہ کافی جوابدہی ہوسکتی ہے۔"

پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ (Jndicature Act) کے نفاذ تک عدالت چانسیری ایسے معاہدے کی تعمیل مختص سے انکار کرتی تھی جو غلط بیانی سے وقوع میں آتا تھا اور بعض قسم کے معاملات میں بھی وہ معاہدات کو انھی وجوہ پر منسوخ کرنے پر تیار رہتی تھی۔ آخر الذکر چارۂ کار کسی واضح فیصلے کے ذریعے سے اس قسم کے معاملات تک محدود نہیں کیا گیا جس کا ذکر کیا جاچکا ہے اس کے برخلاف کوئی ایسا عام قاعدہ طے نہیں کیا گیا تھا جس کا اطلاق تمام معاہدات پر ہوسکے۔

(Judicature Act) میں یہ محکوم ہے کہ مدعی کسی نصفتی حق کا ادعا کرسکتا ہے اور مدعیٰ علیہ کسی عدالت میں بھی نصفتی جوابدہی کرسکتا ہے اور یہ کہ جہاں نصفت اور قانون کے قواعد میں اختلاف ہو اول الذکر کو غلبہ حاصل رہے گا۔ اس میں شک نہیں کہ اس حکم کے استعمال میں عدالتوں نے نصفتی چارۂ کار کے اطلاق کو وسیع کردیا اور قانون عامہ کی نوعیت کو بدل دیا ہے سہواً غلط بیانی کو جس سے معاہدہ وقوع میں آتا ہے اب تنسیخ معاہدے کی وجہ قرار دی گئی ہے اور یہ قاعدہ ہر قسم کے معاہدات پر منطبق[1] ہوتا ہے۔ اور تنسیخ معاہدہ

[1] (New Zealand) کی عدالت مرافعہ نے فروخت اشیا کے قانون کی حد تک (local Statutes) کی تعبیر کے ذریعے سے قانون کے اس پہلو کا استثنا متعین کیا ہے جو (Judicature Act) دفعہ (۲۵) (۱۱) اور قانون فروخت اشیا دفعہ (۶) (۲) کے حائل ہے آخر الذکر میں یہ محکوم ہے کہ "قانون عامہ کے قواعد قانون تجارت" اور بالخصوص غلط بیانی کے اثر کے متعلق قواعد کا اطلاق فروخت اشیا پر ہوگا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اس امر کے استقرار کے مساوی ہے کہ صرف قانون عامہ کے قواعد ہی (جن سے نصفت کے قواعد خارج ہیں) قانون ہذا کے نفاذ تک تمام معاہدات پر منطبق کئے جاتے تھے لیکن احترام کے ساتھ یہ خیال ظاہر کیا جاتا ہے کہ (۱) (Statute) کے الفاظ سے اس قسم کے کسی استقرار کا پتا نہیں چلتا (۲) قانون عامہ کے قواعد کو (Jndicature Act) کے وضع احکام کے تابع رکھنا چاہیے (Sehroder بنام (87L T. 462 Mendl) اور Hindle) بنام Brown [illegible] L. T. 44 سے ظاہر ہوتا ہے کہ۔ فروخت اشیا اور دوسرے معاہدوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(Redgrave) بنام (Hurd) کا پہلا مقدمہ ہے جس میں اس قاعدے کو منطبق کیا گیا ہے یہ دعوی ایک مکان کو خریدنے کے معاہدے کی تعمیل مختص سے متعلق تھا (Redgrave) نے (Hurd) کو مکان کے ساتھ اس کاروبار کو لینے کی ترغیب دی جو وہ بہ حیثیت سالسٹر کے چلا رہا تھا۔ (Hurd) نے تعمیل مختص سے اس غلط بیانی کی بنا پر انکار کیا جو اس کاروبار کی قیمت کے متعلق کی گئی تھی اور یہ دعوئے عکسی پیش کیا کہ معاہدہ منسوخ کیا جائے اور اس کو اس فریب کی بنا پر ہرجہ دلایا جائے جو (Redgrave) کی جانب سے عمل میں آیا تھا عدالت مرافعہ نے یہ تجویز کی کہ اس قسم کا کوئی فریب عمل میں نہیں آیا تھا اور نہ ایسا بیان دیا گیا تھا جو (Redgrave) کے علم میں غلط ہو اور جس سے (Hurd) ہرجے کا مستحق ہو سکے لیکن اس بنا پر معاہدے کی تنسیخ اور تعمیل مختص سے انکار کیا گیا کہ مدعی کی غلط بیانی کی وجہ سے مدعیٰ علیہ کو معاہدے کی ترغیب ہوئی تھی Jessel, M.R نے قانون کو اس طرح بیان کیا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ تنسیخ معاہدہ کے متعلق عدالت ہائے نصفت اور عدالت ہائے قانون عامہ کے قواعد میں اختلاف ہے لیکن اب یہ اختلاف (Jndicatur Act) کے نفاذ سے معدوم ہو گیا جس کی وجہ سے نصفت کے قواعد کو غلبہ حاصل ہو گیا ہے۔ عدالت ہائے نصفت کے فیصلہ جات کے مطابق اس معاہدے کی تنسیخ کے لئے جو اہم غلط بیانی کی بنا پر وقوع میں آیا ہو یہ ثابت کرنا ضروری نہیں ہے کہ وہ فریق جو معاہدے کو وقوع میں لایا ہے بیان دیتے وقت یہ جانتا تھا کہ یہ غلط ہے۔"

(Newbigging) بنام Adam میں جو قاعدہ اس طرح طے کیا گیا تھا اس کو ایک قاعدۂ کلیہ کی طرح اختیار کیا گیا مدعی کو (Townend) کے ساتھ شراکت میں داخل ہونے کی ترغیب ان بیانات کے ذریعے سے دی گئی تھی جن کو مدعیٰ علیہم نے کیا تھا جو یا تو مالکان تھے یا (Townend) کے خفیہ شرکار تھے عدالت مرافعہ نے قرار دیا کہ اس میں ایسی غلط بیانی ہوئی ہے گو یہ مبنی بر فریب نہیں ہے جس سے مدعی کو معاہدہ کرنے کی ترغیب ہوتی" اور معاہدہ منسوخ کر دیا گیا۔ (Bcwen, L I)

کے فیصلے سے محولۂ بالا عبارت کا اقتباس دینے کے بعد یہ کوشش کی ہے کہ سہواً غلط بیانی کے موضوع پر قانون عامہ اور نصفت کے آرا میں مصالحت کرائیں گو اس میں زیادہ کامیابی نہیں ہوئی۔

اس موضوع پر نظائر کا جو ذخیرہ ہے اگر اس کا مطالبہ کیا جائے تو میرے خیال میں یہ معلوم ہو جائے گا کہ غلط بیانی کے متعلق قانون عامہ کی رائے میں اس قدر اختلاف نہیں جیسا کہ بالکل سمجھا جاتا ہے قانون عامہ میں ہمیشہ یہ قرار دیا گیا ہے کہ ایسے غلط بیانات جن پر معاہدہ کلیتہً مبنی ہوتا ہے اس بنا پر معاہدے کی تنسیخ کے لئے کافی ہیں جس کی تشریح (Kennedy) بنام (Panama, Newzealand and Royal mail Co.) میں کی گئی ہے۔

قانونی اور نصفتی قواعد کا موازنہ

(Bowen, L.J.) نے جس مقدمے کا حوالہ دیا ہے کہ اس کا تعلق نالشات عکسی سے ہے یعنی حصہ دار کی نالش دادہ شدہ مطالبات کی واپسی کے لئے اور کمپنی کی نالش واجب الادا مطالبات کے لئے۔ حصہ دار نے یہ بحث کی کہ اس کو حصص خریدنے کی ترغیب اس بیان کی وجہ سے ہوئی جو (prospectus) میں درج تھا جو غلط ثابت ہوا اور یہ بیان معاہدے کا ایسا اہم جزو تھا کہ اس کا غلط ہونا کلیتہً بدل کے نہ ہونے کے برابر تھا اور اس کو مستحق کر دیتا تھا کہ وہ مطالبات کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائے۔

اس مقدمے میں عدالت (Queens Bench) کا نقطۂ نظر بالکل وہی تھا جو بیانزمن بنام وھائٹ میں عدالت (Conmon pleas) کا تھا۔ عدالت نصفت کسی معاملے کو اس بنا پر منسوخ کرے یا نہ کرے کہ رضامندی ایک ایسی غلط بیانی سے حاصل ہوئی تھی جو معاہدے سے قبل کی گئی تھی قانون عامہ کی عدالت اس بیان کو معاہدے میں داخل کر کے اس معاملے پر غور کر سکے گی اور پھر یہ دریافت کرے گی کہ اس بیان کی عدم صداقت کلیتہً بدل کے نہ ہونے کے برابر ہے یا یہ معاہدے کی اہم شرط کی خلاف ورزی ہے۔

بیانزمن بنام وھائٹ میں عدالت نے یہ قرار دیا کہ یہ بیان ایک اہم شرط ہے (Kennedy) بنام (Panama Co.) میں عدالت نے قرار دیا کہ

یہ اہم شرط نہیں ہے۔ عدالت نصفت ایک جداگانہ اور قابل فہم اصول کی بناء پر اسی دادرسی کو عطا کرے گی یا عطا کرنے سے انکار کردے گی۔

(Derry) بنام (Peek) میں لارڈ برام ول نے اس اصول کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اس میں اس شخص کے مختلف حقوق سے بحث کی گئی ہے جس کو ایسے بیانات سے مضرت پہنچی ہو جو معاہدے کی ترغیب دیتے تھے" اس میں اب اس نصفتی اصول کا اضافہ ہونا چاہئے کہ ایک اہم غلط بیانی سے گو بنی بر فریب نہ ہو، معاہدے کو کالعدم یا منسوخ کرنے کا حق عطا ہوتا ہے جب کہ معاہدہ اس طرح منسوخ ہونے کے قابل ہو"۔ نتیجہ

اس دادرسی کی نوعیت جو عطا کی جاتی ہے

پس ایک عام قاعدہ طے ہو گیا۔ اگر سہواً غلط بیانی حقیقی ترغیب ہوئی ہو تو وہ نقض معاہدہ یا تعمیل مختص کی نالش کی جوابدہی کے لئے کافی عذر ہو سکتی ہے اور تنسیخ معاہدہ کی استدعا کے لئے بھی یہ کافی وجہ ہے اس دادرسی کا اطلاق عام طور پر ہوتا ہے اور یہ ایسے معاہدات کے لئے مخصوص نہیں ہے جن کو (Uberrimæ fidei) کہتے ہیں۔

لیکن دادرسی صرف اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب کہ معاملے کو فوراً مسترد کر دیا گیا ہو اور فریقین اس حالت پر آسکتے ہوں جو معاہدے سے پہلے ان کو حاصل تھی۔ جب معاہدے کے تحت جائداد منتقل ہو جائے تو تنسیخ معاہدہ کی منظوری نہیں دی جا سکتی اور جس فریق کو ضابطہ دیا گیا ہو اسے چاہئے کہ معاہدے کو مسترد کرنے کے لئے جہاں تک ممکن ہو جلد از جلد چارۂ کار اختیار کرے۔

یہ امر بالکل طے شدہ ہے کہ کسی معاہدے کو سہواً غلط بیانی کی بناء پر صرف اس وقت منسوخ کیا جا سکتا ہے۔ جب کہ فریقین اپنی اصلی حالت میں آسکتے ہوں اگر معاہدے کی اس حد تک تکمیل ہو چکی ہو کہ ایسا ہونا ناممکن ہو جائے تو معاہدہ منسوخ نہیں کیا جا سکتا"۔

انھی وجوہ پر ایسے پٹے کو منسوخ کرنے سے انکار کیا گیا جس کی باضابطہ طور پر تکمیل ہو چکی تھی اور پٹہ دار احاطے پر قبضہ حاصل کر چکا تھا۔

ایسے شخص کو جسے فریق ثانی کی سہواً غلط بیانی سے معاہدہ کرنے کی

ترغیب ہوئی ہے عدالت جو دادرسی عطا کرتی ہے اس میں ان وجوہات کے خلاف شرائط ابراءبھی داخل ہوتے ہیں جو اس نے منسوخ شدہ معاہدے کے تحت قبول کئے تھے لیکن یہ ایک کلیہ قاعدہ ہے کہ اس میں اس نقصان کے متعلق ہرجہ داخل نہیں ہے جو برداشت کیا گیا ہے۔

اظہار رائے اس بیان سے اس فریق کو حقیقی ترغیب ہونی چاہئے جس سے کہ یہ بیان کیا گیا ہے محض اظہار رائے جو بے بنیاد ثابت ہوتی ہے معاہدے کو ناجائز نہیں کر سکتی۔ بیمۂ بحری کے صداقت نامے کے نفاذ کے وقت (insured) نے بیمہ کنندگان کو اپنے جہاز کے مالک کا ایک خط دکھلایا جس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ وہ بندرگاہ جہاں یہ جہاز روانہ ہو رہا ہے محفوظ اور اچھی حالت میں ہے۔ وہاں جہاز تباہ ہو گیا۔ عدالت نے یہ قرار دیا کہ (insured) نے بیمہ کنندگان کو مالک کا خط پڑھ کر سناتے وقت ان کو ان تمام امور سے آگاہ کر دیا جو وہ خود اس بحری سفر کے متعلق جانتا تھا اور یہ کہ یہ خط امر واقعہ کا اظہار نہیں بلکہ رائے کا اظہار تھا جس پر عمل کرنا یا نہ کرنا بیمہ کنندگان کی مرضی پر منحصر تھا۔

سفارشی الفاظ اور نہ ان سفارشی الفاظ کو امر واقعہ کا اظہار سمجھا گیا ہے جن کو لوگ عادۃً اس لئے استعمال کرتے ہیں تاکہ دوسروں کو کسی معاملے میں شریک ہونے کی ترغیب ہو۔ اس شخص کو کسی قدر آزادی دی گئی ہے جو کسی خریدار کو فراہم کرنا چاہتا ہے گو یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ اس بیان کے حدود کا ہمیشہ تعین نہیں ہو سکتا جو جائز رکھا جاتا ہے۔ ایک اراضی کے نیلام کے وقت یہ بیان کیا گیا تھا کہ "یہ اراضی بہت زرخیز اور قابل اصلاح ہے" لیکن فی الحقیقت اس کو بیکار ہیہ کو جزءً ترک کر دیا گیا تھا۔ قرار دیا گیا کہ یہ محض نیلام کنندہ کا مبالغہ آمیز بیان تھا" لیکن جب ایک ہوٹل کے نیلام میں ایک قابض ذیل کے متعلق یہ کہا گیا تھا کہ "وہ ایک پسندیدہ کرایہ دار ہے" حالانکہ اس کے ذمے بہت کچھ کرایہ واجب الادا تھا اور نیلام کے بعد ہی اس کی کل جائداد بغرض تصفیۂ حساب سپرد انا ہو گئی تھی تو یہ قرار دیا گیا کہ ایسا بیان خریدار کو مستحق کر دیتا ہے کہ وہ معاہدے کو منسوخ کر دے۔

مستثنیات تاہم اس قاعدے کے کہ سہواً غلط بیانی کی بناء پر ہرجہ وصول

نہیں کیا جا سکتا تیں مستثنیات ہیں (۱ الف) پہلا استثناء وہ ہے جہاں کوئی کارندہ نیک نیتی سے ایسے اختیار کو استعمال کرتا ہے جو اسے حاصل نہیں ہے اور دوسرے شخص کو ترغیب دیتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ یہ باور کرکے معاملہ کرے کہ اس کو وہ اختیار حاصل ہے۔ جسے وہ استعمال کر رہا ہے۔ اس موضوع پر کارندگی کے باب میں مزید بحث کی گئی ہے۔

قانون کمپنی۔ (ب) (Companies consolidation Act) بابت ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۸۱ میں یہ محکوم ہے کہ کمپنی کے (Prospectus) میں چند مفصل امور درج ہونے چاہئیں اور ان کے متعلق یہ فرض کر لینا چاہئے۔ کہ یہ ایسے شخص کے لئے جو حصص کی خریداری کی درخواست دینے کا ارادہ رکھتا ہے رائے قائم کرنے میں اہمیت رکھتے ہیں ان لوگوں پر جو کمپنی کی تشکیل سے دلچسپی رکھتے ہیں بذریعہ قانون موضوعہ جو فرض عائد کیا گیا ہے اس سے ایک متقابل ذمہ داری ایسی نالش کے متعلق پیدا ہوتی ہے جو ہرجے کے لئے دائر کی جاتی ہے۔

نظما کی ذمہ داری۔ (ج) اس قانون میں (قانون ذمہ داری نظما ۱۸۹۰ء کے احکام کی پھر توضیح کرتے ہوئے) دفعہ ۸۴ اس شخص کو جس نے (Prospectus) کے غلط بیانات سے کمپنی کے حصص خریدے ہیں یہ حق عطا کرتی ہے کہ نظما سے اس نقصان کا معاوضہ وصول کرے جو برداشت کیا گیا ہے تاوقتیکہ وہ ثابت نہ کر سکیں کہ وہ اس بیان کو ثابت کرنے کی معقول وجہ رکھتے تھے اور تقسیم حصص کے وقت تک یہی باور کرتے تھے یا یہ کہ یہ بیان کسی ماہر فن کی رپورٹ کا یا کسی سرکاری دستاویز کے مضمون کا صحیح اعادہ تھا۔

امر مانع تقریر مخالف ان مقدمات سے ہم کو احتیاط کے ساتھ اس ذمہ داری کو

---

[1] اس فیصلے کے ذریعے سے جو (collen) بنام (wright) میں صادر ہوا ہے اس ذمہ داری کو ان مقدمات پر منطبق کیا گیا ہے جن میں ایک غیر موجود اختیار کو سہواً فرض کر لینے سے معاہدہ وقوع میں آیا ہو مابعد کے مقدمات (Firbank) بنام (Humphrey) اور (Slarkey) بنام (Bank of England) اس ذمہ داری کو ہر معاملے پر خواہ معاہداتی ہو یا نہ ہو اور جو اس طرح فرض کر لینے سے وقوع میں آیا ہو۔ وسیع کیا گیا ہے۔

متمائز کرنا چاہئیے جس کی امر مانع تقریر مخالف تخلیق نہیں بلکہ تائید کرتا ہے۔

امر مانع تقریر مخالف شہادت کا ایک قاعدہ ہے اور اس قاعدے کو (Lord Denman) کے الفاظ میں اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے۔

"جب کسی شخص نے اپنے الفاظ یا طرز عمل سے دوسرے شخص کو عمداً یہ باور کرایا ہو کہ اشیاء کی ایک خاص حالت موجود ہے اور اس اعتبار پر عمل کرنے کی ترغیب دی ہو تاکہ خود اس کی ماقبل حالت بدلی جائے تو اول الذکر کو آخر الذکر کے خلاف یہ بیان کرنے سے ممنوع کیا گیا ہے کہ اشیا کی کوئی مختلف حالت اس وقت موجود ہے۔"

جب کسی مدعیٰ علیہ کو کسی قاعدۂ شہادت کی رو سے چند واقعات کے ابطال کی اجازت نہ دی گئی ہو اور جب اس قیاس پر کہ ایسے واقعات موجود ہیں مدعی کو حق حاصل ہو جائے گا تو امر مانع تقریر مخالف اس حق کو قائم رکھنے کے لئے ان واقعات کی تردید یا انکار سے باز رکھے گا۔

لیکن امر مانع تقریر مخالف صرف ایسے الفاظ یا طرز عمل سے پیدا ہوسکتا ہے جو واضح اور غیر مبہم ہوا (Low) بنام (Bonverie) کے مقدمے سے اس قاعدے کی اور امر مانع تقریر مخالف کے اثر کی وضاحت ہو جائے گی (Low) کچھ رقم (۱الف) کو ایک (trust fund) کے حصے کی کفالت پر قرضہ دینے والا تھا جس کا امین (Bonverie) تھا اس نے (Bonverie) سے دریافت کیا کہ آیا یہ حصہ رہن یا کسی اور طرح زیر بار تو نہیں ہے اگر ہے تو کس حد تک، (Bonverie) نے ان کفالتوں کا نام لیا جو اس کو یاد تھیں لیکن کل کفالتوں کو نہیں تبلایا اور قرضہ دیا گیا۔ درحقیقت (۱الف) کا حق بہت ہی زیر بار تھا اور جب (Low) نے (Bonverie) پر دعویٰ کیا (۱الف) غیر بری الذمہ دیوالیہ تھا (Low) کا ادعا یہ تھا کہ (Bonverie) جو امین ہے اس نقصان کی پابجائی کرنے کا ذمہ دار ہے۔ عدالت مرافعہ نے تجویز کی کہ (۱) (Bonverie) کے بیان کی تعبیر (warranty) کے طور پر نہیں کی جاسکتی تاکہ وہ بربنائے معاہدہ (Low) کے مقابل میں ذمہ دار قرار دیا جائے (۲) یہ کہ یہ بیان اس کے علم میں غلط نہیں تھا (۳) یہ کہ غلط بیانی سہواً ہوئی تھی اس لئے اس سے

ہر بجے کی نالش پیدا نہیں ہوتی تاوقتیکہ (Bonverie) پر یہ فرض عائد نہ کیا جائے اور وہ بیان کرنے میں احتیاط کرے (۴) یہ کہ امین پر یہ ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کہ (trust fund) کے متعلق ایسے اجنبی لوگوں کے سوال کا جواب دے جو موتمن لہٗ سے معاملہ کرنے والے ہیں۔ (۵) یہ کہ (Bonverie) صرف اس وقت ذمہ دار قرار دیا جا سکتا ہے جبکہ وہ یہ کہنے سے بذریعۂ امر مانع تقریر مخالف روک دیا گیا ہو کہ (trust fund) پر اس بار کے سوا جو اس نے (Low) سے بیان کیا تھا مزید بار بھی عائد تھا۔

اگر وہ اس طرح بذریعۂ امر مانع تقریر مخالف روک دیا جاتا تو اس کو حکم دیا جاتا کہ وہ (Low) کو (trust fund) ادا کرے جو صرف اس بار کے تابع رہے گا جس کا ذکر اس نے اپنے خط میں کیا تھا اور چونکہ مزید کفالتیں بہ افراط موجود نہیں تو اس کو خود اپنی جیب سے اس کمی کو پورا کرنا پڑتا لیکن عدالت نے یہ تجویز کی کہ ان خطوط کی جن کی بنا پر (Low) یہ کوشش کر رہا ہے کہ (Bonverie) کو ذمہ دار قرار دیا جائے یہ تعبیر نہیں کی جا سکتی (trust fund) صرف ان کفالتوں کی حد تک بالوضاحت زیر بار ہے۔

(Bowen L.J.) کہتے ہیں کہ "امر مانع تقریر مخالف کو (یعنے وہ الفاظ جن پر امر مانع تقریر مخالف مبنی ہے) واضح اور غیر مبہم ہونا چاہیئے"

لہٗ اس فرض کے ذکر سے یہ ظاہر ہوگا کہ عدالت نے ضرورت سے زیادہ احتیاط سے کام لیا ہے کیونکہ یہ معلوم کرنا دشوار ہے کہ ایسا فرض کس طرح پیدا ہو سکتا ہے جس سے بربنائے غفلت نالش کا حق ہوتا ہے۔ جو غلط بیانی مبنی بر فریب سے متعلق ہے ایسی ذمہ داری مالک اور ملازم کی صورت میں موجود رہ سکتی ہے جہاں ملازم اطلاع حاصل کرکے مالک کو دیتا ہے جس پر مالک عمل کرتا ہے ایسی اطلاع فراہم کرنے میں احتیاط نہ کرنے سے معاہدۂ ملازمت کی خلاف ورزی ہوتی ہے جن سے (ex contractu) ذمہ داری پیدا ہوتی ہے نہ (ex delicto) ایسے مقدمات میں جہاں بیان غفلت سے دیا گیا ہو (Derry) بنام (Peek) کے مقدمے کے بعد سے ہر مقدمے میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ یہ فرض موجود نہیں رہتا اور معاہدے سے قطع نظر یہ بالکل معدوم ہو تاہے دیکھو (Angus) بنام (clifford) (1891) 2Ch.449 (Gould بنام Le Lievre) (1893) 1Q.B. 491.

ایسے واضح اور غیر مبہم بیان کی مثالیں ان کمپنیوں کے مقدمات سے دستیاب ہوسکتی ہیں جو اس بیان کے ساتھ صداقت نامہ جاری کرتی ہیں کہ ان صداقت ناموں کے قابض حصص یا کامل اداشدہ "حصص کے مستحق ہیں اگر صداقت نامہ ایک جعلی انتقال حصص کو کمپنی کے سپرد کرکے حاصل کیا جائے تو پھر بھی کمپنی بذریعۂ امر مانع تقریر مخالف حصص کی اس حقیقت سے انکار کرنے سے روک دی جاتی ہے جو ان کے صداقت نامے عطا کرتے ہیں۔

(۴) اہم واقعات کا انکشاف اعتمادی معاہدات

بعض معاہدات ایسے ہیں جن میں سہواً غلط بیانی یا فریب کے فقدان کے اور چیزوں کی ضرورت ہے۔ یہ وہ معاہدات ہیں جن میں کسی ایک فریق کے متعلق یہ فرض کیا جاتا ہے کہ اس کو ایسے ذرائع علم حاصل ہیں جو دوسرے فریق کو حاصل نہیں ہیں اور اسی وجہ سے وہ پابند ہے کہ اس فریق سے وہ تمام باتیں کہدے جو اس کی رائے پر اثر ڈال سکتی ہوں۔ بیمۂ بحری بیمۂ آتش اور بیمۂ جان کے معاہدات اور ہر قسم کے معاہدات جو بیمے سے متعلق ہوں وہ اسی خاص صنف کے تحت آتے ہیں ان معاہدات کو Uberrimæ fidei سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور ان کو عدم انکشاف واقعات کی بناء پر منسوخ کیا جاسکتا ہے گو restitutis in integrum ممکن نہ ہو۔

دیگر معاہدات پر جن کا تعلق زمین کی بیع، تملیک خاندان۔ اور کمپنی کی حصص کی خریداری سے یہاں بحث کرنا مناسب ہے۔ گو یہ ایسے معاہدات نہیں ہیں جن کو اسی مفہوم میں Uberrimæ fidei کہہ سکیں پھر بھی یہ ان سے بہت کچھ مشابہ ہوتے ہیں بعض اوقات ان معاہدات میں غلطی سے ضمانت اور شراکت کے معاہدات کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔

(الف) معاہدات بیمہ۔

معاہدات بیمہ	قانون کے عام اصول جو Uberrimæ fidei کے معاہدات پر

منطبق ہوتے ہیں وہ بہ لحاظ نوعیت وا صول مختلف نہیں ہیں جو دوسری قسم کے معاہدات پر منطبق ہوتے ہیں۔ اہم واقعات کے انکشاف اور عدم انکشاف کی سزا سے جو قاعدہ متعلق ہے وہ ایک قاعدۂ تعبیر ہے جس کا تعلق خاص صنف معاہدات سے ہے "وہ قاعدہ جو بیمہ کرانے والے پر واقعات کے انکشاف کا وجوب عائد کرتا ہے وہ قانون عامہ کے کسی عام اصول پر مبنی نہیں ہے" بلکہ ایک معنوی شرط سے پیدا ہوتا ہے جو خود معاہدے میں مضمر ہوتی ہے اور بیمہ کرانے والے پر ادائی کی ذمہ داری عائد ہونے سے پہلے موجود رہتی ہے" بیمہ کرنے والا اس بنا پر معاہدہ کرتا ہے کہ تمام اہم واقعات کی اس کو اطلاع دے دی گئی ہے اور معاہدے کی یہ معنوی شرط ہے کہ یہ انکشاف کیا جائے گا۔ اور یہ کہ اگر انکشاف نہ کیا گیا ہو تو اس کو تنسیخ معاہدہ کا اختیار ہوگا۔

بیمۂ بحری جہاں تک کہ بیمۂ بحری کا تعلق ہے قانون عامہ کے قواعد کو قانون بیمۂ بحری بابت سنہ ۱۹۰۶ء میں مدون کیا گیا ہے قانون ہذا کی دفعہ ۱۸ میں محکوم ہے کہ:۔

Assured کو چاہئے کہ معاہدے کی تکمیل سے پہلے بیمہ کرنے والے پر ہر ایک اہم واقعہ جس کا اس کو علم ہے منکشف کردے اور assured کے متعلق یہ خیال کیا جائے گا کہ وہ ہر ایک واقعہ جس کو عام کاروبار کے دوران میں اس کو جاننا چاہئے، جانتا ہے، اگر assured ایسا انکشاف کرنے میں قاصر رہے تو بیمہ کرنے والا معاہدے کو منسوخ کر سکے گا۔

(۲) ہر وہ واقعہ اہم ہے جو ایک ہوشیار بیمہ کرنے والے کی رائے پر زر بیمہ کا تعین کرتے وقت اثر ڈالے۔

Ionides بنام Pender میں بحری سفر کے وقت اشیاء کا بیمہ اس رقم کے معاوضے میں کیا گیا جو ان کی قیمت سے بہت زیادہ تھی۔ یہ قرار دیا گیا کہ اگرچہ زیادہ قیمت کا تخمینہ سفر بحری کے خطرات پر موثر نہیں ہے لیکن یہ ایسا واقعہ جس کو بیمہ کرانے والے ملحوظ رکھنے کے عادی ہیں اس لئے اس کا اخفا صداقت نامے کو باطل کر دیتا ہے"۔ یہ بالکل مسلمہ امر ہے کہ بیمہ کے معاہدے کا قانون

دیگر معاہدات کے قانون سے مختلف ہے اور کسی اہم واقعے کا اخفا اگرچہ فریب کی نیت سے نہ کیا گیا ہو صداقت نامے کو باطل کر دیتا ہے۔"

یہ ملحوظ رہے کہ قانون ہذا کے تحت assured کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اطلاع وہی کے اغراض کے لئے ان تمام حالات سے واقف ہے جن کو اسے عام کاروبار کے دوران میں جاننا چاہئیے اس قاعدے کا اطلاق اس کارندے پر بھی ہوتا ہے جو مالک کی جانب سے بیمہ کرتا ہے۔ کارندے کو چاہئیے کہ ایسے ہر اہم واقعے کا انکشاف کرے جس کو وہ خود جانتا ہے یا جس کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ جانتا ہے اور ہر اس واقعے کو بھی جس کا منکشف کرنا اس کے مالک کا فرض ہے تاوقتیکہ کسی واقعے کا علم اس کے مالک کو اس قدر دیر سے ہو کہ وہ اپنے کارندے کو اطلاع نہ دے سکتا ہو۔

بیمۂ آتش اس طرح اہم واقعات کے عدم انکشاف سے خواہ یہ سہو پر مبنی کیوں نہ ہو بیمۂ آتش کا صداقت نامہ بھی باطل ہو جاتا ہے

ایک امریکی مقدمے میں۔ جس کا حوالہ جسٹس بلاک برن نے فیصلۂ محولۂ بالا میں دیا ہے مدعیان نے کسی جائداد کا بیمۂ آتش کرایا تھا اور کمپنی کے صدر کو معلوم ہوا کہ جس شخص نے بیمہ کرایا ہے یا کم از کم اس نام کا کوئی شخص اس قدر بدقسمت ہے کہ متعدد بار ان کے سامان کو آگ لگ گئی اور ہر آتش زدگی کے بیمے کی رقم بہت کثیر تھی۔ مدعیان نے پھر مدعی علیہم کے پاس بیمے کرائے لیکن اس واقعے کی اطلاع نہیں دی سامان کو آگ لگ گئی۔ insured نے مدعیان پر حملہ کیا اور مدعیان نے مدعی علیہم پر، جج نے جوری کو یہ ہدایت دی کہ مدعی کمپنی کے صدر کو جو اطلاع دی گئی تھی اگر وہ عمداً روک لی گئی ہے تو اس بیمے کا صداقت نامہ باطل ہو جائے گا جو دوبارہ کیا گیا تھا جو اس نے مدعیان کے حق میں تجویز کی لیکن عندالمرافعہ عدالت نے اس بنا پر از سر نو تحقیقات کا حکم دیا کہ ایک اہم واقعے کا اخفا کیا گیا تھا خواہ یہ عمداً ہو یا نہ ہو یہ بیمہ کو باطل کر دیتا ہے اس طرح جب کہ ایک شخص نے نقب زنی کے خلاف صداقت نامۂ بیمہ حاصل کیا تھا تو یہ قرار دیا گیا کہ مقدمے کے خاص حالات کے لحاظ سے یہ واقعہ کہ وہ ایک اجنبی تھا ایک ایسا واقعہ تھا جو

بیمہ کرنے والوں پر اس امر کا تصفیہ کرنے میں موثر ہوتا کہ آیا اس خطرے کو قبول کیا جائے اور زرپیشگی کس قدر عائد کیا جائے اور چونکہ اس کو قومیت کے متعلق اطلاع نہیں دی گئی تھی اس لئے صداقت نامۂ بیمہ منسوخ ہو سکتا ہے۔

جان کا بیمہ لندن انشورنس بنام منسیل من جان کے بیمہ کے صداقت نامہ کو اس بنا پر منسوخ کرانے کے لئے دعویٰ دائر ہوا تھا کہ بیمہ کرانے والے فریق کی جانب سے اہم واقعات کا اخفا کیا گیا تھا۔ اس سے دریافت کیا گیا اور اس نے حسب ذیل سوالات کا جواب دیا۔

کیا دوسرے دفاتر پر تمہاری جان کا بیمہ کرنے کی خواہش کی گئی تھی اگر کی گئی تو کہاں	اب دو دفاتر پر سولہ ہزار پونڈ کے لئے عام شرح پر بیمہ کیا گیا ہے۔
کیا اس کو عام پریمیم پر قبول کیا گیا تھا یا کثیر پریمیم پر یا اس سے انکار کیا گیا تھا۔	صداقت ناموں کا نفاذ گذشتہ سال ہوا۔

اس حد تک تو جواب صحیح تھا لیکن مدعا علیہ نے اس دفتر پر کثیر شرح بیمہ کرانے کی کوشش کی جہاں پیشتر ہی سے بیمہ ہو چکا تھا۔ اور دوسرے دفاتر پر بھی مزید بیمہ کرانے کی کوشش کی تھی ان تمام صورتوں میں اس کو نفی میں جواب ملا تھا۔ معاہدہ منسوخ کیا گیا اور Jessel. M.R. نے ایک عام اصول طے کیا جس پر اس کا فیصلہ مبنی تھا:۔

"میں کوئی ایسا قانون بیان کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں جو بیمہ کے ایک معاہدے کو دوسرے معاہدے سے مختلف کردے خواہ بیمہ جان کا ہو یا آتش کا یا بحری میرے خیال میں تمام صورتوں میں نیک نیتی کی ضرورت ہے۔ گو بیمہ بحری کی خاص نوعیت کی وجہ سے چند ایسے حالات موجود ہو سکتے ہیں جن کے انکشاف کی ضرورت ہوتی ہے اور جن کا اطلاق دیگر معاہدات بیمہ پر نہیں ہوتا میری رائے میں یہ اصول کے اطلاق کی ایک تشریح ہے نہ کہ اصول کا امتیاز"

لیکن جب (۱الف) زید کی جان کا بیمہ کراتا ہو اور زید اپنی زندگی اور عادات کے متعلق غلط بیانات دیتا ہے اور (۲الف) نیک نیتی سے ان بیانات کو دفتر بیمہ پر

روانہ کر دیتا ہے تو یہ قرار دیا گیا ہے کہ ایسے بیانات سے صداقت نامہ باطل نہیں ہوتا بنائے فیصلہ یہ تھی کہ (۱) یہ بیانات ایسے شرائط نہ تھے جن کی صداقت پر معاہدہ مبنی ہو۔ اور (۲) یہ کہ زید صداقت نامہ کو نافذ کرانے کی غرض کے لئے (الف) کا کارندہ نہ تھا پس زید کے فریب کو اس قاعدے کے تحت (الف) سے منسوب نہیں کیا جا سکتا کہ مالک اپنے کارندے کے فریب کا ذمہ دار ہے۔

کیونکہ غلط بیانی کا نصفتی چارۂ کار عام ہو چکا ہے اس لئے یہ ممکن ہے کہ اگر ایسی صورت پیش آئے تو اس کا فیصلہ کسی اور طرح کیا جائے یہ صورت بالکل اس صورت سے مماثل ہے جس کو Redgrave بنام Hurd میں بیان کیا گیا ہے۔ "جہاں ایک شخص نے ایسے بیان کے ذریعے ایک مفید معاہدہ کیا ہو جس کو وہ اب غلط باور کرتا ہے اور معاہدے کو برقرار رکھنے پر مصر ہے" لیکن ایک بعد کے مقدمے میں Vaughasa wiiliams نے کیمبل کی اس رائے کی توثیق کی ہے جو اس نے wheelton بنام Hardisty میں ظاہر کی تھی کہ جب assured حتی الوسع کوشش کرے کہ بیمہ کرنے والا اطلاع حاصل کر سکے اور اپنی یہ رائے قائم کر سکے کہ یہ اطلاع صحیح ہے" تو بیمہ کرنے والا صداقت نامہ کو منسوخ نہیں کر سکتا بشرطیکہ بیمہ کرانے والے پر اس اطلاع کے متعلق کوئی الزام عائد نہ ہوتا ہو جو اس نے دی تھی اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب (الف) خود اپنی اغراض کے لئے زید کی جان کا بیمہ کرائے تو مقدمے کے حالات اس شرط معنوی کی نفی کر دیتے ہیں کہ بیمہ کرنے والا (الف) کے ساتھ معاہدے کو اس غلط بیانی کی بنا پر فسخ کر سکتا ہے جو زید کی جانب سے بیمہ کرنے والے سے نہیں بلکہ (الف) سے کی گئی تھی۔

(ب) زمین کی بیع سے متعلق معاہدات

اس قسم کے معاہدات معاہدات اعتمادی uberrimæ fidei کے معنوں میں نہیں ہیں کہ بایع کا یہ فرض ہے کہ مشتری سے زمین کے متعلق ہر اہم واقعے کو

منکشف کردے جو اس کے علم میں ہے غلط بیانی کی عدم موجودگی کی صورت میں خواہ یہ غلط بیانی سہواً ہو یا عمداً خریدار ہوشیار باش کا قاعدہ مستعمل ہوتا ہے لیکن یہ بھی چند شرائط کے تابع ہے بایع کو چاہئے کہ اپنی حقیقت کے ہر ایک نقص کو منکشف کرے کیونکہ یہ ایسا امر ہے جس کے متعلق بایع ہی کو کامل علم ہوتا ہے اور اس پر یہ وجوب بھی عائد ہوتا ہے کہ زمین کی نوعیت کے متعلق کوئی ایسا پوشیدہ نقص ہو تو ظاہر کردے اگر یہ نقص اس قدر اہم ہو کہ مشتری اس کے وجود سے واقف ہو جائے تو وہ معاہدہ ہی کرنے سے باز رہے۔

Flight بنام Booth میں مدعیٰ علیہ نے جائداد پٹہ کو خریدنے کا اقرار کیا تھا پٹے میں مختلف تجارتی کاروبار چلانے کے خلاف قیود درج تھے اور تفصیل بیع میں صرف چند قیود کا ذکر تھا۔ چیف جسٹس ٹنڈل نے قرار دیا کہ مدعی معاہدے کو منسوخ کرکے اس رقم کو واپس لے سکتا ہے جو اس نے خریداری جائداد کے بیعانے کے طور پر ادا کی تھی۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اس قاعدے کو اختیار کرنا مناسب ہے کہ جہاں غلط بیانی گو یہ فریب پر مبنی نہ ہو کسی اہم اور اصل امر کے متعلق شئے معہودلہٗ کی حد تک اس قدر اثر ڈالتی ہے کہ معقول طریقے پر یہ خیال ہو سکے کہ اگر ایسی غلط بیانی نہ ہوتی تو مشتری ہرگز معاہدہ نہ کرتا۔ ان صورتوں میں معاہدہ بالکل کالعدم ہوتا ہے اور مشتری پابند نہیں ہے کہ ہرجے کی شرط کی طرف رجوع ہو ایسے حالات کے تحت مشتری کے متعلق یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ اس نے وہ شئے نہیں خریدی ہے جو درحقیقت شئے بیعہ ہے۔"

molyneux بنام Hawtrey کا مقدمہ بھی عدم انکشاف سے متعلق ہے مدعی نے مدعیٰ علیہ کو ایک پٹہ بیچ کیا تھا جس میں سخت اور غیر معمولی شرائط درج تھے بائع نے ان شرائط کو منکشف نہیں کیا تھا اور نہ مشتری کو معقول موقع دیا تھا کہ ان کے متعلق معلومات حاصل کرے اور معاہدہ نافذ نہیں ہوسکتا تھا۔

غلط بیانی کی وسعت اور نوعیت کے لحاظ سے نصفتی چارہ کار اختیار کیا جاسکتا ہے اور اگر یہ امر محض تفصیل سے متعلق ہے تو مشتری تکمیل بیع پر اس شرط سے مجبور کیا جا سکتا ہے کہ

ہرجہ ادا کرے۔

فریقین معاہدۂ بیع میں غلط بیانی کی صورت میں ہرجے کی شرط رکھ سکتے ہیں اور یہ حق اگر اس کا اس طرح اظہار ہو تو دستاویز انتقال جائداد میں ضم نہیں ہو جاتا بلکہ جائداد کے منتقل ہونے کے بعد بھی اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔

(ج) تملیکات اور انتظامات خاندان سے متعلق جو ابتدائی معاہدات ہیں ان کی خاص تشریح کی ضرورت نہیں۔

حصص کی خریداری

(د) کمپنی کے حصص کی خریداری کے معاہدات۔

کسی کاروبار کے بانیوں کے اس فرض کے متعلق اس قاعدے کو کہ جب وہ عوام کو اس کاروبار میں شریک ہونے کی دعوت دیں تو مکمل بیان پیش کرنا چاہئے kindersley, V. C. نے New Brunswick Rly. Co بنام Muggridge کے مقدمے میں نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے جس کی لارڈ چسفورڈ نے ایک بعد کے مقدمۂ دارالامرا میں توثیق کی ہے۔

"جو لوگ کوئی دستور العمل Prospectus شایع کرتے ہیں جس میں عوام کو یہ بتلایا جاتا ہے کہ جو اشخاص اس مجوزہ کاروبار میں حصہ خرید لیں گے ان کو بہت فائدہ ہو گا اور ان کو دعوت دیتے ہیں کہ ان بیانات کے اعتماد پر جو اس میں مندرج ہیں حصص خریدیں وہ پابند ہیں کہ ہر ایک چیز نہایت صحت کے ساتھ بیان کریں نہ صرف اس واقعے کو بیان کرنے سے اجتناب کریں جو واقعہ نہیں ہے بلکہ وہ کسی ایسے واقعے کو حذف نہیں کر سکتے جس کا وجود ان کے علم میں ان حقوق اور فوائد کی نوعیت یا وسعت پر کسی طرح اثر ڈالتا ہے جن کو پراسپکٹس میں اس طرح پیش کیا گیا ہو کہ حصص خریدنے کی ترغیب ہوتی ہے۔"

لیکن ایسے پراسپکٹس میں جو خریدی حصص کی دعوت دیتا ہو انکشاف کا فرض بالکل وہی نہیں ہے جو بیمۂ بحری کی درخواست کی صورت میں ہوتا ہے۔ prospectus میں ایسے واقعات کا محض عدم انکشاف جو ایک ہونے والے حصہ دار کی رائے پر اثر ڈال سکتا ہو بنائے تنسیخ نہیں قرار دیا جا سکتا تاوقتیکہ ایسا ترک اس بیان کو واقعاً گمراہ کن نہ کردے جو پیش کیا گیا ہو۔

ہیں بربنائے عدم انکشاف منسوخ کرنے کے حق کو (۱) واقعی فریب کے چارۂ کار سے اور (۲) چارۂ کار بربنائے ٹارٹ متمائز کرنا چاہیئے جو بدایتہً دفعہ ۸۱ companies consolidation Act سنہ ۱۹۰۸ء کے ذریعے ان اشخاص کے خلاف عطا کیا گیا ہے جو پراسپکٹس کے اجزار کے ذمہ دار ہیں جن میں اہم واقعات متروک ہوں اور ان اشخاص کے حق میں عطا کیا گیا ہے جو ایسے ترک سے مالی نقصان برداشت کرتے ہیں (قانون ماقبل کی ایک دفعہ کی پھر توضیح کی گئی ہے۔ اور (۳) معاوضے کے اس حق سے بھی متمائز کرنا چاہیئے جو قانون ہذا کے دفعہ ۸۴ کے ذریعے ان اشخاص کو عطا کیا گیا ہے جو کسی کمپنی کے پراسپکٹس کے ایک غلط بیان پر اعتماد کرکے حصص خرید کر نقصان برداشت کرتے ہیں قانون ذمہ داری رقمی بابت سنہ ۱۸۹۰ء کی ایک دفعہ کی پھر توضیح کی گئی ہے۔)

ضمانت اعتمادی معاہدہ نہیں ہے

(۵) ضمانت اور شرکت یہ دونوں بعض اوقات ایسے معاہدات تصور کئے جاتے ہیں جن میں ان تمام واقعات کے مکمل انکشاف کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ان دونوں میں اس قدر مکمل انکشاف کی ضرورت نہیں جس قدر کہ زمین فروخت کرنے یا حصص خریدنے کے معاہدے میں ہوتی ہے۔ ہونے والا ضامن یا شریک اس حفاظت کا دعویدار نہیں ہو سکتا جو بیمہ کرانے والے کو یا روپیہ جمع کرانے والے کو یا زمین خریدنے والے کو عطا کی جاتی ہے ان دو اصناف مقدمات میں بعض اوقات غلط بحث پیدا ہو جاتا ہے اس کی وجہ کچھ تو یہ واقعہ ہے کہ صحیح معنوں میں معاہدات ضمانت یعنی دوسرے شخص کے قرضۂ عدم تعمیل یا فعل بے جا کے لئے ذمہ دار رہنے کا عہد اور معاہدات بیمہ میں یعنی اس نقصان کے معاوضے کا عہد جو دوسرے کی بدنیتی سے عائد ہو عملاً کوئی خط فاصل کھینچنا دشوار ہے۔

لیکن اگرچہ ضامن اور دائن کا معاہدہ ایسا معاہدہ ہے جس میں انکشاف کا عام وجوب نہیں ہے تاہم جب ایک بار معاہدہ ہو جائے تو ضامن مستحق ہو جاتا ہے کہ کسی ایسے اقرار کے متعلق علم حاصل کرے جو دائن اور مدیون کے تعلقات کو بدل دیتا ہو یا اس حالت سے واقف ہو جائے جو اس کو تنسیخ معاہدہ کا حق دیتی ہو۔

اس طرح (Phillips بنام Foxall) میں مدعیٰ علیہ نے ایک ملازم کی دیانت داری کی ضمانت دی جو مدعی کے ہاں ملازم تھا دوران ملازمت میں ملازم بددیانتی کا مجرم ثابت ہوا لیکن مدعی نے ملازمت سے علٰحدہ نہیں کیا اور مدعیٰ علیہ کو اطلاع نہیں دی کہ کیا واقعہ ہوا تھا اس کے بعد ملازم سے مزید افعال بددیانتی صادر ہوئے۔ مدعی نے مدعیٰ علیہ سے نقصان کی پابجائی کے لئے کہا۔ یہ قرار دیا گیا کہ مدعیٰ علیہ ذمہ دار نہیں ہے اس اخفائے ضامن کو نقصان مابعد کی ذمہ داری سے بری کردیا یہ معلوم ہوگا کہ اگر ضامن کو یہ علم ہوتا کہ ملازم سے ایسے افعال بددیانتی صادر ہوئے ہیں جن سے اس کا اخراج حق بہ جانب ہوجاتا ہو تو وہ اپنی ضمانت کو فسخ کرنے کا مستحق ہوجاتا۔

شرکت کا بھی یہی حال ہے۔ شرکا کا باہمی تعلق مالک اور کارندے کا سا تعلق ہے۔ اس لئے ایک شریک شراکتی کاروبار کی حد تک فرم (کوٹھی) ذمہ دار بنا سکتا ہے پس جب معاہدۂ شراکت تشکیل پاتا ہے ہر ایک شریک دوسرے شرکا پر تمام اہم واقعات منکشف کرنے اور مشترکہ کاروبار سے متعلق تمام چیزوں میں انتہا درجے کی نیک نیتی استعمال کرنے پر مجبور ہے۔

(۳) عمداً غلط بیانی یا فریب

(۱) فریب کی تعریف

فریب فریب ایک قابل نالش فعل ناجائز ہے۔ اس لحاظ سے اس کی نہایت صحت کے ساتھ تعریف کی جاسکتی ہے اور اسی لحاظ سے ہم یہاں اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ فریب جس سے دھوکا دہی کی نالش پیدا ہوتی ہے اس چال بازی اور ناز یبا طرز عمل سے بالکل مختلف چیز ہے جو ایک عدالت نصفت کو تعمیل مختص کا چارۂ کار یا معاہدے کو منسوخ کرکے اور اسی عطا کرنے سے انکار کرنے کی طرف مائل کر دیتا ہے یہ اس نوعیت کی دھوکہ دہی ہے

جس میں فریق متضرر کو قانون عامہ کے مدلل اور منطقی فیصلوں نے ہرجے کا مستحق قرار دیا ہے۔

فریب واقعے کی غلط بیانی ہے جو اس کے غلط ہونے کے علم کے ساتھ یا بے احتیاطی سے اس کے صحیح ہونے کے یقین کے بغیر اس نیت سے کی جاتی ہے کہ مدعی اس پر عمل کرے اور اس پر عمل کرنے کی واقعتاً اس کو ترغیب ہوتی ہے۔

اب ہم ان خصوصیات پر تفصیل سے بحث کریں گے۔

اس میں ایک بیان ہونا چاہئے

(الف) فریب ایک غلط بیانی ہے۔ یہ ایسے عدم انکشاف سے مختلف ہے جو (uberrimæ fidei) کے قسم کے معاہدے کو کالعدم کر دیتا ہے اس میں دھوکا دینے کی عملی کوشش ایسے بیان کے ذریعے سے ہونی چاہئے جو غلط ہو یا ایسے بیان کے ذریعے سے جو بذات خود غلط نہ ہو بلکہ اس میں واقعات کا اس طرح اخفا کیا جائے کہ اس سے ایک گمراہ کن خیال پیدا ہو سکے اس قسم کے اخفا کو بعض اوقات فاعلی (aggressive active) یا (industrious) کہتے ہیں لیکن عدم انکشاف کے مقابلے میں خود اس لفظ سے دھوکے کے فاعلی عنصر کی طرف اشارہ نکلتا ہے جو فریبانہ غلط بیانی کا جزو ترکیبی ہوتا ہے۔ غلط بیانی بذریعۂ عدم انکشاف صرف (uberrimæ fidei) معاہدات پر موثر ہو سکتی ہے اور اس غلط بیانی میں جس سے دھوکا دہی کی نالش پیدا ہوتی ہے جو فرق ہے اس کو Lord cairns نے Peek بنام Gurney کے مقدمے میں وضاحت کے ساتھ بتلایا ہے۔

"واقعات کا محض عدم انکشاف، خواہ وہ اخلاقی نقطۂ نظر سے کتنا ہی قابل ملامت ہو خواہ ایسا عدم انکشاف کسی صحیح کارروائی اور صحیح وقت پر خریدی یا منتقلی حصص کی تنسیخ کے لئے کافی وجہ ہو سکتا ہو لیکن میری رائے میں ایسی نالش کی بنا نہیں قرار دیا جا سکتا۔ جو نالش بربنائے غلط بیانی کی نوعیت رکھتی ہو میرے خیال میں واقعے کی فاعلی غلط بیانی ہونی چاہئے یا بہرصورت واقعے کا ایسا جزوی بیان ہونا چاہئے کہ جو واقعہ بیان نہیں کیا گیا ہے اس کے اخفا سے وہ واقعہ بالکل غلط ہو جائے جو بیان کیا گیا ہے۔"

عدم انکشاف فریب نہیں ہے

خریدار ہوشیار باش معاہدے کا عام قاعدہ ہے بایع پر یہ وجوب نہیں ہے کہ وہ اپنے اسباب کے پوشیدہ نقائص کے وجود کی اطلاع دے تاوقتیکہ اس نے اپنے کسی فعل یا اشارے سے یہ بیان نہ کیا ہو کہ ایسے نقائص موجود نہیں ہیں۔

(Hobbs) نے ایک پبلک مارکٹ میں سور روانہ کئے جو اس کے علم میں میعادی بخار میں مبتلا تھے اس حالت میں ان کو مارکٹ بھیجنا قانون تعزیری کی خلاف ورزی تھی وارڈ نے "ان تمام نقائص کے ساتھ" سور خریدے ان کی حالت کے متعلق کوئی بیان نہیں کیا گیا تھا ان کی زیادہ تعداد مرگئی دوسرے سور جو وارڈ کے مملوکہ تھے ان سے متاثر ہوگئے اور وہ میدان بھی متاثر ہوگئے جہاں یہ چرائی کے لئے چھوڑے گئے تھے یہ بحث کی گئی کہ ان حالات کے تحت سوروں کو مارکٹ میں لانا اس بیان کے مساوی تھا کہ وہ مرض متعدی سے پاک ہیں۔ یہ مقدمہ دارالامرا میں پیش ہوا جہاں Lord Selborne نے اس امر پر قانون کو حسب ذیل طریقے سے بیان کیا ہے۔

معنوی بیان کے سوال کے متعلق میں نے کبھی شبہہ محسوس نہیں کیا ایسا بیان کبھی نہ کیا جانا چاہئے جب تک کہ اس کے ثبوت کے لئے واقعات نہ ہوں اور یہاں بجز اس کے کوئی اور واقعہ مجھ کو معلوم نہیں ہوا کہ ان جانوروں کو فروخت کرنے کے لئے بھیجنے سے ایک قانون تعزیری کی خلاف ورزی ہوئی۔ یہ کہنا کہ ہر ایک شخص کے متعلق یہ خیال کرنا چاہئے کہ وہ اپنے کاروبار میں دوسرے لوگوں سے یہ بیان کرتا ہے کہ وہ اپنے علم کی حد تک کسی قانون کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ ایک شستہ طرز بیان ہے جو (ایک خاص نتیجہ پیدا کرنے کی غرض کے سوا) میرے خیال میں کسی شخص کو معقول نظر نہ آئے گا۔

Keates بنام Lord cadogan میں مدعی نے اس ہرجے کے لئے دعویٰ کیا جو مدعیٰ علیہ کے اس فریب سے پیدا ہوتا تھا جس کا ارتکاب اس نے مدعی کو مکان[1] کرائے پر دیتے وقت کیا تھا اور وہ یہ جانتا تھا کہ مکان فوری سکونت کے لئے

[1] مکان چند سال کی مدت کے لئے کرائے پر دیا گیا تھا جب ایک آراستہ مکان (بقیہ حاشیہ برصفحہ آئندہ)

درکار ہے اور اس نے اس امر کا انکشاف نہیں کیا کہ مکان شکستہ حالت میں ہے یہ قرار دیا گیا کہ ایسا دعویٰ رجوع نہیں کیا جا سکتا۔

چیف جسٹس جروس کہتے ہیں کہ "یہ ادعا نہیں کیا گیا ہے کہ کوئی صریحی یا معنوی ضمانت نہیں تھی کہ یہ مکان فوری سکونت کے لئے موزوں ہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ کیونکہ مدعیٰ علیہ یہ جانتا تھا مدعی اس کو فوری سکونت کے لئے چاہتا ہے اور یہ بھی جانتا تھا کہ یہ غیر موزوں اور خطرناک حالت میں تھا اور اس واقعے کو مدعی پر منکشف نہیں کیا تھا اس لئے دھوکا دہی کی نالش دائر ہو سکتی ہے اس بیان سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ مدعیٰ علیہ نے غلط بیانی کی تھی یا یہ کہ وہ یہ فرض کرنے کی ضرورت رکھتا تھا کہ مدعی وہ نہ کرے گا جو ہر ایک صحیح الحواس شخص کرتا ہے یعنے اچھی طرح تحقیقات کرے گا اور مکان میں سکونت اختیار کرنے سے پہلے مکان کی حالت کے متعلق اپنے آپ کو مطمئن کرے گا۔ یہاں کوئی چیز فریب کی حد تک نہیں پہنچی۔"

بیان واقعے سے متعلق ہونا چاہئے نہ کہ اظہار رائے

(ب) بیان کے متعلق ہونا چاہئے محض اظہار رائے جو بے بنیاد ثابت ہو معاہدے کو کالعدم نہیں کرتی۔ بائع کے اس بیان میں کہ فلاں چیز اس قیمت کی ہے اور اس بیان میں کہ اس نے فلاں قیمت ادا کی ہے بہت بڑا فرق ہے اول الذکر ایک رائے ہے جس کو مشتری اگر چاہے تو تسلیم کر سکتا ہے اور ثانی الذکر ایک واقعے کا بیان ہے جو بائع کے علم میں غلط ہونے سے فریب کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔

اور نہ اظہار نیت

نہیں اس بیان کو کہ ایک شئے ہے اس اقرار سے متمائز کرنا چاہئے کہ ایک شئے ہوگی نہ تو نیت کے متعلق بیان کو اور نہ اقرار کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ایک مختصر مدت کے لئے کرایہ پر لیا جائے (London season کے لئے) تو اس کا قانون مختلف ہے جیسے ایسی صورت میں فوری سکونت معاہدے کا اہم جزو ہے اگر مکان رہنے کے قابل نہ ہو تو کرایہ دار بری ہو جاتا ہے فریب کی بنا پر نہیں بلکہ "اس کو ایسی چیز دی جا رہی ہے جو شئے معہود سے بالکل مختلف ہے"۔ اس کے مقابل میں ہونے والے کرایہ دار کی جانب سے اس امر کی کوئی ضمانت نہیں ہے کہ وہ مکان میں سکونت اختیار کرنے کے لیے ایک موزوں شخص ہے Humphreys بنام Miller (1917) 2K.B.122) قوانین املاک مجریہ ۱۸۵۰ء و ۱۹۱۹ء برتمام مکانات کی ایک خاص مالیت سے کم کی صورت میں مکان کی سکونت کی شرط مضمر ہے۔

بیان واقعہ سمجھا جا سکتا ہے تاوقتیکہ کوئی شخص اپنی ذہنی حالت کے متعلق غلط بیانی نہ کرے پس ایسے اقرار میں جس کو کرنا چاہتا ہے اور ایسے اقرار میں جس کو شکست کرنا چاہتا ہے ایک فرق ہے پہلی صورت میں وہ صحیح طور پر اپنی یہ نیت ظاہر کرتا ہے کہ ایک چیز آیندہ وقوع میں آئے گی۔ دوسری صورت میں وہ اپنی موجودہ نیت کے متعلق غلط بیانی کرتا ہے وہ نہ صرف ایسا اقرار کرتا ہے جو بالآخر توڑ دیا جاتا ہے بلکہ اقرار کرتے وقت وہ اپنی ایسی ذہنی حالت کو بیان کرتا ہے جو حقیقی حالت سے مختلف ہوتی ہے۔ پس یہ طے کیا گیا ہے کہ کوئی شخص اشیا خریدے اور خریدتے وقت یہ نیت کرے کہ ان کی قیمت ادا نہ کروں گا تو وہ ایسی غلط بیانی کرتا ہے جو فریب پر مبنی ہوتی ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قانون کی عمداً غلط بیانی سے دھوکا دہی کی نالش پیدا نہیں ہوتی اور نہ اس شخص کے خلاف معاہدہ ممکن الانفساخ ہوجاتا ہے جو ایسا بیان کرے اس موضوع کے متعلق براہ راست کوئی نظیر نہیں ہے لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ cooper بنام Phibbs میں عام قواعد قانون کی لاعلمی اور کسی حق کے وجود کی لاعلمی میں جو امتیاز کیا گیا ہے اس کا اطلاق ایسے مقدمے پر ہو سکے گا جس میں قانون کی غلط بیانی فریب پر مبنی ہوتی ہے اور یہ کہ اگر کسی شخص کے حقوق کو عمداً مخفی رکھا جائے یا ان کے متعلق غلط بیانی کی جائے تو وہ اس شخص پر دھوکا دہی کی نالش کر سکتا ہے جو ایسا بیان کرے (King's Bench Division میں اس قطعی رائے کا اظہار کیا گیا ہے کہ اگر کسی دستاویز کے اثر کے متعلق بربنائے فریب غلط بیانی کی جائے تو اس پر بطور جواب دہی اس نالش میں استدلال کیا جا سکتا ہے جو اس دستاویز کی بنا پر دائر ہو۔

غلط ہونے کا علم ہونا چاہئے۔

(ج) یہ بیان اس کے غلط ہونے کے علم کے ساتھ یا اس کی صداقت کے تعین کے بغیر کیا جانا چاہئے جب تک کہ ایسا نہ ہو کسی غلط بیان سے فریق متضرر کو حق نالش عطا نہیں ہوتا۔

ایک ٹیلیگراف کمپنی نے پیام رسانی میں غلطی کی جس کی وجہ سے مدعی نے بذریعۂ جہاز ایک بڑی مقدار میں جو انگلستان روانہ کئے جن کی ضرورت نہ تھی اور بازار کی

قیمت گر جانے سے ان کے متعلق کثیر نقصان برداشت کرنا پڑا یہ قرار دیا گیا کہ اس بیان سے چونکہ یہ کمپنی کے علم میں غلط نہیں تھا مدعی کو حق نالش عطا نہیں ہوتا۔

(Bramwells L.J.) کہتے ہیں کہ قانون کا عام قاعدہ یہ ہے کہ محض کسی بیان کی بنا پر نالش نہیں ہو سکتی خواہ یہ غلط ہی کیوں نہ ہو اور خواہ اس پر عمل کرنے سے اس شخص کو نقصان ہی کیوں نہ پہنچے جس سے یہ بیان کیا گیا ہو تاوقتیکہ اس شخص کے علم میں جو یہ بیان کرتا ہے یہ بیان غلط نہ ہو۔"

اس قاعدے میں (Lord Herschell) کے ان الفاظ کا اضافہ ہونا چاہئے جو Derry بنام Peek میں ظاہر کئے گئے ہیں۔

اوّلاً دھوکا دہی کی نالش کو قابل پیش رفت بنانے کے لئے فریب کا ثبوت ہونا چاہئے اور بجز اس کے کوئی چیز کافی نہ ہوگی۔ ثانیاً فریب اس وقت ثابت ہوتا ہے جب یہ ظاہر ہو کہ ایک غلط بیانی (۱) عمداً یا (۲) بغیر اس کی صداقت پر یقین کئے یا (۳) بے احتیاطی سے اس امر کی تحقیق کے بغیر کی گئی ہو کہ آیا یہ صحیح ہے یا غلط اگرچہ میں نے دوسری اور تیسری صورت کو علٰحدہ رکھا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ تیسری صورت بھی دوسری صورت کی ایک مثال ہے کیونکہ جو شخص ان حالات کے تحت ایک بیان کرتا ہے اس کو اس شے کی صداقت کا کوئی حقیقی یقین نہیں ہوتا جس کے متعلق یہ بیان کرتا ہے۔

لہٰذا ایک شخص جو غلط بیانی کرتا ہے اور نیک نیتی سے اس کو صحیح باور کرتا ہے اس کو فریب کے دعوے میں ذمہ دار نہیں قرار دیا جا سکتا۔

اگر تم اپنے متعلق یہ ظاہر کرو کہ تم کوئی یقین رکھتے ہو حالانکہ تم نہیں رکھتے تو یہ امر فریب پر مبنی ہوگا۔ بے احتیاطی سے واقعے کی غلط بیانی کے مقدمے میں امر بنائے ذمہ داری یہ ہے یہ بیان کرنے والا اس معاملے کے متعلق اپنے قطعی علم کا اظہار کرتا ہے حالانکہ درحقیقت اس کا علم قطعی نہیں ہوتا وہ کہتا ہے کہ میں باور کرتا ہوں لیکن وہ حقیقۃً امید یا خواہش کرتا ہے۔

کسی شخص کا اپنی ذہنی حالت کے متعلق عمداً غلط بیانی کرنا اسی طرح فریب پر مبنی ہے جس طرح کہ کسی واقعے کے متعلق عمداً غلط بیانی کرنا (Bowen, L.J.)

کہتے ہیں کہ "کسی شخص کی ذہنی حالت اُسی طرح ایک واقعہ ہے جس طرح اس کے ہاضمے کی حالت" یہ سچ ہے کہ یہ ثابت کرنا بہت دشوار ہے کہ کسی خاص وقت پر کسی شخص کی ذہنی حالت کیا تھی اور اگر یہ متحقق ہو سکے تو یہ اور واقعے کی طرح ایک واقعہ ہے۔ بے احتیاطی سے غلط بیانی کرنے کے متعلق لارڈ ہرشل نے جو قاعدہ طے کیا ہے وہ کسی طرح فریب کی تعریف کو وسیع نہیں کرتا۔

یقین کے معقول وجوہ کا نہ ہونا۔ لیکن وقتاً فوقتاً یہ کوشش کی گئی ہے کہ فریب کے نتائج کو وسیع کیا جائے اور لوگوں کو واقعہ یا یقین کے متعلق نہ صرف عمداً غلط بیانی کے لئے ذمہ دار قرار دیا جائے بلکہ واقعے کی ایسی غلط بیانی کے لئے بھی جس میں اس کی صداقت کے متعلق نیک نیتی سے یقین کیا گیا ہو لیکن یہ معقول وجوہ پر مبنی نہ ہو۔

۱۸۷۴ء میں قانون عامہ کی عدالتوں میں یہ قاعدہ طے کر دیا گیا تھا کہ کسی واقعے کی غلط بیانی جس میں اس کی صداقت پر نیک نیتی سے یقین کیا گیا ہو وہ دھوکا دہی کی نالش کی بنا پر نہیں ہو سکتی اور یہ کہ "فریب قانونی" ایک ایسی اصطلاح ہے جس کے مفہوم سے بنائے ذمہ داری ظاہر نہیں ہوتی۔

لیکن (Jndicature Act) کے نافذ ہونے کے بعد ہی ایسے ججوں نے جن کو عدالت ہائے نصفت کا زیادہ تجربہ تھا۔ دھوکا دہی کی ایسی نالش کی سماعت کرنا شروع کی جو قانون عامہ پر مبنی تھی اور اس پر وقتاً فوقتاً فریب کے ایسے تصورات کو منطبق کرنے لگے جو عدالت ہائے نصفت میں رائج تھے اور جن کی غلط تعریف کی گئی تھی Weir بنام Bell میں (cotton, L.J.) کے اختلافی فیصلے میں یہ قول مندرج ہے کہ ایک شخص دھوکا دہی کا ذمہ دار ہے بشرطیکہ وہ بے احتیاطی سے ایسے بیانات کرے جو درحقیقت غلط ہوں یعنے ان بیانات کو صحیح باور کرنے کے معقول وجوہ کے بغیر"۔

دھوکا دہی کی ذمہ داری کے متعلق اس رائے کو اکثر عدالتوں نے تسلیم نہیں کیا ہے یہ ایک مشہور مقدمہ ہے جس میں (Bramwell L.J.) نے "قانونی فریب" کی اصطلاح کے استعمال پر بہت سخت نکتہ چینی کی ہے۔

کسی شخص کو فریب کا ذمہ دار قرار دینے کے لئے اس کے خلاف اخلاقی فریب ثابت ہونا چاہئے قانونی فریب میری سمجھ میں نہیں آتا میرے نزدیک قانونی گرمی یا قانونی سردی قانونی روشنی یا قانونی تاریکی کی طرح اس کا بھی کوئی مفہوم نہیں۔"

بہر حال اسمتھ بنام کارک میں جسٹس کاٹن نے فریب کے متعلق جو رائے ظاہر کی ہے اس کو سر جی جل نے اختیار کر کے وسعت دی ہے یہاں وہ یہ کہتے ہیں کہ جو غلط بیانی بے احتیاطی سے لیکن اس کی صداقت کے یقین کے ساتھ کی گئی اور دھوکا دینے کی کوئی نیت نہ ہو تو یہ غلط بیان کرنے والے کو دھوکا دہی کی نالش کا ذمہ دار قرار دیتی ہے۔

ایسی غلط بیانی میں جو تنسیخ معاہدہ کی وجہ ہوتی ہے اور ایسی غلط بیانی میں جو دھوکا دہی کی نالش کی بنا ہوتی ہے ہدایتہ ایک خلط مبحث پیدا ہو رہا تھا۔ Derry بنام Peek میں یہی امر تصفیہ طلب تھا۔

مدعی علیہم ایک ٹرام وے کمپنی کے نظار تھے جس کو ایک خاص قانون کے تحت ٹرام وے بنانے کا اختیار حاصل تھا اور وہ مجلس تجارت کی رضامندی سے گاڑیاں چلانے کے لئے بھانپ کی قوت استعمال کر سکتی تھی اس خاص قانون کے حصول کے لئے کمپنی کے تجاویز مجلس تجارت کی منظوری کے محتاج تھے اور نظار نے یہ فرض کر لیا کہ ان کے تجاویز کو مجلس تجارت نے اس قانون کے صدور سے پہلے منظور کر لیا ہے اس لئے بھانپ کی قوت استعمال کرنے کے لئے مجلس کی رضامندی یقیناً حاصل ہو جائے گی۔ حالانکہ ان کو قانون کے صدور کے بعد یہ رضامندی حاصل کرنا چاہئے تھی انھوں نے ایک پراسپکٹس جاری کیا جس میں اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی کہ بھانپ کی قوت استعمال کرنے کا حق ان کے کاروبار کا ایک اہم جز ہے مجلس تجارت نے رضامندی دینے سے انکار کر دیا کمپنی بند کر دی گئی اور ایک حصہ دار نے نظار کے خلاف دھوکا دہی کی نالش دائر کی۔

جسٹس الٹرنگ نے یہ واقعاتی تجویز کی کہ مدعی علیہم اس تیقن کی معقول وجہ رکھتے تھے " جو پراسپکٹس میں ظاہر کیا گیا تھا اور یہ کہ وہ فریب سے بری تھے

عدالت مرافعہ نے یہ تجویز کی کہ پراسپکٹس سے نظیار کا وہ تیقن ظاہر ہوتا ہے جو نیک نیتی پر مبنی تھا لیکن اس تیقن کے کوئی معقول وجوہ نہ تھے لہذا نظیار ذمہ دار ہیں۔ دارالامرا نے عدالت مرافعہ کے فیصلے کو منسوخ کردیا لارڈ ہرشل کے فیصلے میں ان متقدمات پر جامع بحث کی گئی ہے اور جس نتیجے پر وہ پہنچے ہیں وہ حسب ذیل ہے۔

باور کرنے کی معقول وجہ کا نہ ہونا بنائے دعویٰ نہیں ہے۔

"میری رائے میں جو غلط بیانی احتیاط نہ برتنے کی وجہ سے کی جاتی ہے وہ فریب سے ایک بالکل مختلف چیز ہے اور اس غلط بیانی کی نسبت بھی یہی کہا جا سکتا ہے جس پر نیک نیتی سے یقین کیا جاتا ہے گو یقین کے وجوہ ناکافی ہوتے ہیں......

ساتھ ہی ساتھ میں واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ جب ایک غلط بیانی کی جاتی ہے تو یہ سوالات کہ آیا اس کو باور کرنے کے معقول وجوہ تھے اور بیان کرنے والے کو اس کے متعلق کیا ذرایع علم حاصل تھے غور وخوض کے لئے نہایت اہم امور ہیں وہ وجہ جس پر کوئی مبینہ تیقن مبنی کیا جاتا ہے اس کی حقیقت کو جانچنے کا بہت ہی اہم معیار ہے میں ایسے بے شمار متقدمات کا تصور کرسکتا ہوں جس میں یہ واقعے کے مبینہ تیقن کی معقول بنیاد پر قائم نہیں تھا عدالت کو یہ باور کرانے کے لئے کافی ہوتا ہے کہ درحقیقت ایسا کوئی تیقن ہی نہ تھا اور یہ کہ یہ بیان فریب پر مبنی ہے"۔

لہذا اس قاعدے کو مسلمہ سمجھنا چاہیے کہ کوئی بیان جو اس کی صداقت پر نیک نیتی سے تیقن کر کے کیا جائے۔ بیان کرنے والے کو دھوکا دہی کے ہرجے کی نالش کا ذمہ دار نہیں قرار دے سکتا گو اس تیقن کے معقول وجوہ نہ ہونے سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ درحقیقت ایسا تیقن نہیں تھا بہ الفاظ دیگر جس شخص نے یہ بیان کیا ہے وہ اپنے آپ کو ایک تیقن کا حامل ظاہر کرتا ہے حالانکہ اس کو یہ تیقن نہیں ہے۔

---

[1] ایک اعلیٰ سند کی بنار پر یہ کہا گیا ہے کہ ایک بیان جو ابتداءً صحیح باور کیا گیا تھا لیکن بعد میں غلط ثابت ہو گیا تو ہی وقت فریب کی حد کو پہنچتا ہے جب کہ اس یقین کی بنار پر معاملے کو جاری رکھا جائے اگر اس کے یہ معنی ہیں کہ دھوکا دہی کی نالش کی جاسکتی ہے تو اس بیان کے غلط ہونے کا علم ہو جانے کے بعد کوئی ایسی بات کہی یا کی جانی چاہیے جس سے اس بیان کی توثیق ہوتی ہے۔

دوران کاروبار میں اکثر یہ واقعہ ہوسکتا ہے کہ کسی شخص کو خود اپنے اغراض کے لئے اس چیز کے بیان کرنے کی ترغیب ہو جس کے صحیح ہونے کی یہ خواہش کرتا ہے اور جس کے غلط ہونے کا اس کو علم نہیں لیکن جس کے متعلق اس کو قوی شبہ ہوتا ہے کہ درحقیقت اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے اگر وہ ایسا بیان حتمی و اذعانی یقین کے ساتھ کرے یا اگر اطلاع حاصل کرنے کے ان ذرائع کو فراموش کردے جن پر دسترس ہوسکتا تھا تو اس نے ایسا بیان اس کی صداقت پر نیک نیتی سے باور کرکے نہیں کیا ہے اس کو غیر موزوں واقعات سے واقف نہ ہونے کی احتیاط کرنی چاہئے تھی

کے مقدمے نے ہمیشہ کے لئے اس مناقشے کا تصفیہ کردیا ہے جس نے اس امر کے متعلق بہت کچھ اختلاف رائے پیدا کردیا تھا کہ آیا غلط بیانی بربنائے غفلت کی نالش جو غلط بیانی بربنائے فریب سے مختلف ہے قابل پیش رفت ہوسکتی ہے۔"

فریب کا ایک دوسرا بھی پہلو ہے جس میں فریبانہ نیت موجود نہیں رہتی لیکن جو بیان کیا جاتا ہے اس کے غلط ہونے کا علم رہتا ہے Polhill بنام Walter کے مقدمۂ محولۂ بالا کی یہی صورت ہے۔

اگر بیان کے غلط ہونے کا علم ہو Peek بنام Gurney میں Lord cairns نے اس فیصلے کی توضیح کی ہے اس مقدمے میں مدعی نے ایک پراسپکٹس کے اعتماد پر جس کو ایک کمپنی نے جاری کیا تھا ابتدائی منتقل الیہ سے حصص خریدے اور اس نے نظار کے خلاف دھوکا دہی کی نالش دائر کی۔ Lord cairns نے بیانات مندرجۂ پراسپکٹس کا مقابلہ کمپنی کے ان حالات سے کیا جو کہ بیانات کے وقت پائے جاتے تھے اور وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ واقعات سے ان بیانات کا جواز نہیں ملتا اس کے بعد وہ یہ تبلاتے ہیں کہ گو یہ بیانات غلط ہیں پھر بھی نظار نے یہ خیال کیا ہوگا اور غالباً یہ خیال کیا ہے کہ یہ کاروبار فائدہ بخش ہوگا۔

"لیکن اس قسم کی دیوانی کارروائی میں یور لارڈ شپس کو جس سوال کی تحقیق کرنا ہے یہ ہے کہ آیا کسی امر واقعہ کے متعلق غلط بیانی ہوئی تھی یا نہیں اور اگر ہوئی تھی تو محرک کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو یور لارڈ شپس ان نتائج پر پہنچنے کے لئے مجبور ہوجائیں گے۔ جو صحیح طور پر امور صادر شدہ سے پیدا ہوتے ہیں۔"

یہ قاعدہ بالکل صحیح ہے اگر کوئی شخص کسی چیز کو جسے یہ جانتا ہے یا اس کے غلط ہونے کا شبہہ کرتا ہے اس امید سے غالباً یہ باور کر کے بیان کرے کہ نتیجہ بالآخر اچھا ہی ہوگا تو وہ اپنی نیک نیتی پر ان قدرتی نتائج سے بچنے کے لئے استدلال نہیں کر سکتا جو اس کے طرز عمل سے لازم آتے ہیں۔

(د) بیان اس نیت سے کیا جانا چاہئے کہ فریق متضرر اس پر عمل کرے۔ ہم اس مسئلے کو دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں (۱) فریق متضرر سے بیان کئے جانے کی ضرورت نہیں (۲) یہ اس نیت سے کیا جانا چاہئے کہ وہ اس پر عمل کرے۔

(۱) Levy نے ایک بندوق Langridge کے باپ کو خود اس کے اور اس کے بیٹوں کے استعمال کے لئے فروخت کی اور یہ بیان کیا کہ اس بندوق کو Nœk نے تیار کیا تھا اور یہ "ایک اچھی اور بے خطر بندوق ہے" Langridge نے بندوق کو استعمال کیا یہ پھٹ گئی اور اس کے ہاتھ کو اس قدر ضرر پہنچا کہ ہاتھ کو کاٹ دینا ضروری ہو گیا اس نے Levy پر غلط بیانی کی نالش کی جوری نے یہ قرار دیا کہ بندوق غیر محفوظ تھی اور اس کو Nock نے نہیں تیار کیا تھا اور مدعی کے حق میں تجویز کی جوری کی رائے کے اظہار کے بعد یہ بحث کی گئی کہ Levy اس بیان کے لئے Langridge کے مقابل میں ذمہ دار نہیں ہو سکتا جو اس سے نہیں کیا گیا تھا لیکن عدالت اکسچکر نے یہ قرار دیا کہ چونکہ بندوق باپ کو اس لئے فروخت کی گئی تھی کہ بیٹے اس کو استعمال کریں اور بیع کو وقوع میں لانے کے لئے غلط بیانی کی گئی تھی اور چونکہ "فریب اور نقصان وقوع میں آیا تھا اور اس فریب کا نتیجہ جو کسی فعل بعید سے بلکہ اس شرط سے پیدا ہوا تھا جو مدعا علیہ سے کی گئی تھی اس لئے جو فریق مرتکب فریب ہو وہ فریق متضرر کا ذمہ دار ہے"

بلکہ اس نیت سے کیا جانا چاہئے کہ وہ اس پر عمل کرے

(۲) Peek بنام Gurney میں ایسے اشخاص نے نظار پر دعویٰ کیا جنھوں نے کمپنی سے اس غلط بیانی پر اعتماد کر کے حصص خریدے تھے جو نظار کے جاری کردہ پراسپکٹس میں مندرج تھے مدعیان وہ نہیں تھے جن کو کمپنی کی ابتدائی تشکیل کے وقت حصص منتقل کئے گئے تھے انھوں نے اپنے حصص دوسرے منتقل الیہ سے خریدے تھے

یہ تجویز ہوئی کہ پراسپکٹس کا خطاب ابتدائی درخواست گزاران حصص سے تھا اور دھوکا دینے کی نیت ان کے سوا دوسروں تک وسیع نہیں ہوتی اور انتقال حصص کے بعد "چونکہ پراسپکٹس اپنا کام کر چکا تھا اس کے بعد ختم ہو گیا"۔ ایک مابعد مقدمے میں قانون کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

"ہر شخص کو اس غلط بیانی کے نتائج کا ذمہ دار قرار دینا چاہئیے جو یہ دوسرے شخص سے کرتا ہے اور اس پر تیسرا شخص عمل کرنے سے اس کو مضرت یا نقصان پہنچا ہے بشرطیکہ یہ ظاہر ہو کہ ایسی غلط بیانی اس نیت سے کی گئی تھی کہ تیسرا شخص اس پر اس طرح عمل کرے کہ اس سے مضرت یا نقصان پہنچے۔ لیکن میرے خیال میں اس کو اصول کے تحت لانے کے لئے یہ مضرت ایسے بیان کا فوری نتیجہ ہونا چاہئیے نہ کہ نتیجۂ بعید"

لیکن اگر کوئی پراسپکٹس کسی ایسی فریبانہ تدبیر کا جز ہو۔ جو غلط بیانات سے عمل میں لائی گئی ہو اخبار میں وقتاً فوقتاً عمداً شائع ہوتا ہے تو اس کا اثر حصص کی منتقلی ختم نہیں ہو جاتا اور اس کا جھوٹا ہونا منتقل الیہم کے سوا دوسرے لوگوں کے لئے بھی دھوکا دہی کی نالش کی وجہ ہو سکتا ہے کیونکہ اس کل غلط بیانی کا منشا پبلک کو حصص خریدنے کی ترغیب دینا اور ان کی قیمت کو بڑھانا تھا۔

(۵) بیانات سے واقعتاً دھوکا ہونا چاہئیے۔

"دھوکا دہی کی نالش میں مدعی محض یہ ثابت کر کے کہ مدعا علیہم نے فریبانہ بیان دیا ہے داد رسی کا حق نہیں حاصل کر سکتا۔ اس کو یہ بھی ثابت کرنا چاہئیے کہ اس بیان سے اس نے دھوکا کھایا اور اس پر عمل کر کے نقصان اٹھایا"

تھامس نے Horsfall کی بندوق خریدی۔ بندوق میں ایک نقص تھا جس کی وجہ سے یہ بیکار ہو گئی تھی۔ اور Horsfall نے اس نقص کو پوشیدہ رکھنے کے لئے بندوق کے اس مقام پر ایک ڈاٹ لگادی تھی جہاں یہ نقص موجود تھا۔ تھامس نے بندوق کا معائنہ نہیں کیا اس نے اس کو قبول کر لیا اور اس کو اس غرض کے استعمال کرتے وقت جس کے لئے یہ خریدی گئی تھی بندوق چھوٹ گئی یہ قرار دیا گیا کہ فریب کی اس کوشش سے اس کے ذہن پر کوئی اثر نہیں پڑا

اس لئے وہ بندوق کی قیمت ادا کرنے سے بچ نہیں سکتا۔" اگر وہ ڈاٹ جو اس نقص کو پوشیدہ رکھنے کے لئے لگائی گئی تھی اگر یہاں نہ بھی ہوتی تو اس کی حیثیت وہی ہوتی چونکہ اس نے بندوق کا معائنہ نہیں کیا اور اس کے اچھے ہونے کی نسبت کوئی رائے قائم نہیں کی تھی اس لئے اس کی حالت اس کو متاثر نہیں کرتی۔"

اس فیصلے پر اعلیٰ حکام نے سختی کے ساتھ تنقید کی ہے لیکن یہ دلائل پر مبنی معلوم ہوتا ہے اور اس اصول کی ایک مابعد کے مقدمے میں تقلید کی گئی ایک Omnibus کمپنی نے ایک دوسرے Omnibus کے مالک کے خلاف یہ دعویٰ کیا کہ اس کو اپنے Omnibus اس طرح رنگنے اور ان پر اس طرح تحریر کرنے سے باز رکھا جائے جس سے عوام کو یہ باور کرنے کی ترغیب ہوتی ہے کہ یہ مدعیان کے Omnibus ہیں فاضل جج نے جس نے مقدمے کی تحقیقات کی دونوں کے Omnibuses کا معائنہ کرکے مدعیٰ علیہ کے خلاف اس بنا پر فیصلہ کیا کہ اس کے Omnibus کا رنگ عوام کو دھوکا دے سکتا ہے۔ لیکن عندالمرافعہ نالش اس بنا پر خارج کی گئی کہ اس امر کی کوئی شہادت نہیں ہے کہ عوام میں کسی شخص کو واقعتاً دھوکا ہوا ہے۔

ہم ایک عام قاعدہ یہ بیان کر سکتے ہیں کہ ایسا دھوکا جو طرز عمل پر اثر نہ ڈالے ذمہ داریاں پیدا نہیں کر سکتا۔

(۲) فریب کا اثر اور اس کا چارۂ کار

فریب کا اثر

اب ہمیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے یہ غور کرنا ہے کہ فریب کا اثر معاہداتی حقوق [redacted] contractu پر کیا پڑتا ہے۔

فعل ناجائز کا چارۂ کار

معاہدے سے قطع نظر جس شخص کو فریب سے مضرت پہنچے وہ ٹارٹ کی نالش کر سکتا ہے۔ یعنی قانون عامہ کے تحت فریب کی نالش کرکے وہ ہرجہ وصول کر سکتا ہے جو اس نے برداشت کیا ہے (اسی کے مماثل نصفت میں ایک چارۂ کار موجود ہے جہاں

مدعی کو کسی اور طرح دھوکا دہی کی علٰحدہ علٰحدہ متعدد نالشیں کرنی پڑتی ہیں جیسا کہ نظمائے کمپنی کے فریب کی صورت میں ہوا کرتا ہے یا کسی وجہ سے قانونی چارہ کار سے محروم ہو جانا پڑتا ہے یہ چارۂ کار اس فریب تک محدود نہیں ہے جو تشکیل معاہدہ پر اثر ڈالتا ہے ان کا اطلاق ہر ایسے فریبانہ بیان پر ہوتا ہے جس سے اس شخص کی حیثیت میں تبدیلی واقع ہو جس سے یہ بیان کیا گیا ہو"۔

لیکن ہم کو فریب اور اس کے اثرات پر معاہدے کے تعلق سے غور کرنا ہے لہذا ہمیں یہ دریافت کرنا چاہئے کہ معاہدے کے متعلق اس شخص کے لئے کیا چارۂ کار ہیں جسے معاہدے کو وقوع میں لانے کی بذریعۂ فریب ترغیب دی جاتی ہے۔

چارۂ کار معاہدہ

(الف) معاہدے کو قابل پابندی تصور کرکے ان شرائط کی تعمیل کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ جن سے اس کو دھوکا ہوا ہے یا اس ہرجے کا مطالبہ کر سکتا جو ان شرائط کی عدم تعمیل سے اس کو برداشت کرنا پڑا ہے۔

"اگر جائداد زیر بار ہو اور یہ زیر باری فریبانہ طور پر مشتری سے مخفی رکھی گئی ہو تو بائع کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بیان کو صحیح ثابت کرے اور مواخذہ جات کو ادا کرے"۔

اسی طرح وہ شخص جس کو فریب کی وجہ سے جائداد منقولہ خریدنے کی ترغیب ہوئی ہو اس جائداد کو روک رکھ کر اس نقصان کا دعویٰ کر سکتا ہے جو فریب کی وجہ سے برداشت کرنا پڑا ہو۔

لیکن اس حق کا استعمال معاہدے کی نوعیت پر مبنی ہوگا کوئی شخص حصہ دار باقی نہیں رہ سکتا۔ اور اس کمپنی پر دعویٰ نہیں کر سکتا جس کا یہ ایک رکن ہے گو اس کو نظمار کے فریب سے حصص خریدنے کی ترغیب ہوئی ہو اور نہ کمپنی کے بند ہو جانے کے بعد وہ اپنے آپ کو حصہ داروں کے زمرے سے علٰحدہ کر سکتا ہے اور نہ دعویٰ کرنے کی حیثیت حاصل کر سکتا ہے۔

معاہدے کی تنسیخ

(ب) چانسری ڈویژن میں چارۂ کار اختیار کرکے تعمیل مخصوص کے دعوے میں یا اس سے متعلق ہرجے کی نالش میں معاہدے کو منسوخ کرا سکتا ہے یا جو بھی اس کو فریب کا شبہہ یا

علم ہو جائے وہ تمام حقوق معاہدہ سے دست بردار ہو سکتا ہے۔
اگر ایک حصہ دار فریب کا شبہہ کے مطالبات calls ادا کرنے سے انکار کردے اور اس وجہ سے اس کے حصص ضبط ہو جائیں تو وہ کمپنی کا صرف قرض دار بن جاتا ہے اور قرضے کی ادائی سے فریب کی بنا پر انکار کر سکتا ہے۔
(ج) فریب سے آگاہ ہونے کے بعد اگر وہ اس امر کی اطلاع دینے میں ناکام رہے کہ اس کی نیت تنسیخ معاہدہ کی ہے تو اس کو توثیق یا تنسیخ کا اختیار نہیں رہتا وہ صرف دھوکا دہی کی نالش کر سکتا ہے۔
اولاً وہ اس اختیار کو اس وقت کھو دیتا ہے جب کہ وہ اس معاہدے کے تحت کوئی فائدہ اٹھائے یا کوئی ایسا عمل کرے جو توثیق کی حد تک پہنچتا ہو۔
ثانیاً وہ اس اختیار کو استعمال کرنے سے پہلے حالات اس حد تک بدل جائیں کہ فریقین اپنی پہلی حالت میں نہ آسکتے ہوں ایک حصے دار جو کسی پراسپکٹس کے غلط بیانات کی ترغیب پر حصص خرید تا ہے وہ معاہدے کو مسترد نہ کر سکے گا۔ اگر وہ کمپنی کے کئے جانے کی درخواست پیش ہونے تک یا کمپنی کے بند کرنے کا حکم صادر ہونے اور کمپنی کا اثاثہ سپرد ہونے تک خاموش رہے۔

شخص ثالث کے حقوق

ثالثاً چونکہ معاہدہ ممکن الانفساخ ہوتا ہے کالعدم نہیں ہوتا (یعنے منسوخ ہونے تک جائز ہوتا ہے) اس لئے اگر شخص ثالث نیک نیتی سے قیمت ادا کر کے جائداد یا ان اشیا میں حقوق قبضہ حاصل کرے جو بذریعۂ فریب حاصل ہوئی ہوں۔ تو یہ حقوق فریب خوردہ فریق کے مقابلے میں جائز ہوتے ہیں۔
مرور زمانہ بذات خود فریب خوردہ فریق کے حقوق پر اثر نہیں ڈالتا لیکن جب اس کے ساتھ فریب کا علم شامل ہو جاتا ہے تو اس سے توثیق کرنے کی نیت کی شہادت دستیاب ہوتی ہے۔ بہر صورت تاخیر سے یہ موقع پیدا ہوتا ہے کہ فریقین اپنی حیثیت کو بدل لیں یا اشخاص ثالث حقوق حاصل کر لیں اور اس طرح حق تنسیخ زائل ہو جاتا ہے۔
فریب کے ان نتائج سے جن کو ہم نے بیان کیا ہے (یعنے ایسا فریب

جو معاہدے کو ممکن الانفساخ بنا دیتا ہے) ہمیں اس فریب کو متمائز کرنا چاہئے جس میں بذریعۂ تلبیس یا اور طریقے سے کسی شخص کو اقرار کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے اور یہ شخص اقرار کی نوعیت یا اس شخص کے متعلق غلطی میں مبتلا رہتا ہے جس سے کہ یہ معاملہ کر رہا ہے۔

ہم نے غلطی کے عنوان کے تحت ان صورتوں سے بحث کی ہے یہ ایسی صورتیں ہیں جن میں حقیقی رضامندی ظاہر نہیں کی جاتی اور معاہدہ کالعدم ہوتا ہے اور جن میں ایک بے قصور شخص ثالث کو جس نے فریب دینے والے شخص سے بہ ادائی قیمت اشیاء حاصل کی ہوں ان اشیاء کے متعلق فریب خوردہ شخص کے مقابلے میں کوئی حقیت حاصل نہیں ہوتی۔

(۲) فریب نصفت کے نقطۂ نظر سے۔

دارالامرا میں ایک مابعد کے مقدمے میں ان فیصلہ جات کی حقیقی وسعت اور اطلاق پر غور کیا گیا ہے جو Derry بنام Peek میں صادر ہوئے ہیں اور اس واقعے کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے کہ اس میں جو اصول طے کئے گئے ہیں وہ کسی طرح اس چارۂ کار کو محدود نہیں کرتے جو عدالت چانسری نے پہلے ہی مقدمات میں عطا کئے ہیں جن پر اس کو ایک زمانے میں مکمل اختیار سماعت حاصل تھا اور گو ان کو اس عدالت میں مقدمات فریب کے تحت رکھا گیا تھا لیکن ان سے لازمی طور پر فریب کا عنصر متضمن نہیں ہوتا تھا" ایسی صورتیں وہاں پیدا ہوتی ہیں جہاں کہ کسی ایسے خاص فرض کی خلاف ورزی کی گئی ہو جس کو عدالت چانسری تسلیم اور نافذ کرتی ہے خواہ یہ فریقین کے امانتی تعلق یا مقدمے کے خاص حالات سے پیدا ہو۔

Lord Haldane, L.C. کہتے ہیں کہ "اس کو ایک مسلمہ امر سمجھنا چاہئے کہ دھوکا دہی کی نالش کے لئے کوئی چیز جو صحیح معنوں میں نیت فریب کا ثبوت نہ ہو کافی نہ ہوگا خواہ عدالت قانونی یا عدالت نصفت اپنے متفقہ اختیار سماعت کے استعمال میں کسی دعوے کی تحقیقات کرے یہی صورت ہوگی اور انھیں معنوں میں

لارڈ برام ول اور لارڈ ہرشل کا یہ کہنا بالکل قدرتی ہے کہ کوئی ایسا قانونی فریب نہیں ہے جو اخلاقی فریب سے متمائز ہو لیکن جب فریب کا ذکر ان وسیع معنوں میں کیا جاتا ہے کتابوں میں مندرج ہے اور چانسری میں ان مقدمات کی تشریح کے لئے مستعمل ہے جو اس کے مکمل اختیار سماعت کے تحت ہوتے ہیں تو یہ خیال کرنا ایک غلطی ہے کہ دھوکا دینے کی واقعی ہمیشہ ثابت کی جانی چاہئیے۔ ایک شخص اس وجوب کی وسعت کا غلط تصور کر سکتا ہے جو عدالت چانسری اس پر عائد کرتی ہے اس کا تصور یہ ہے کہ اس نے ایک ایسے وجوب کی خلاف ورزی کی ہے خواہ لاعلمی ہی کی وجہ سے کیوں نہ ہو جس کے متعلق عدالت یہ سمجھتی ہے کہ اس کو اس کا علم تھا اور ان معنوں میں اس کا طرز عمل مبنی بر فریب کیا جاتا ہے پس اس طرح فریب تعبیری کا لفظ وجود میں آگیا اس امین پر جو جائداد امانتی خریدتا ہے اور اس وکیل پر جو اپنے موکل سے معاملہ کرتا ہے مدیون سے فریبانہ کا لفظ منطبق ہوتا رہا ہے۔ اس سلسلے میں اس کا حقیقی مفہوم اخلاقی فریب نہیں ہے بلکہ اس قسم کے وجوب کی خلاف ورزی ہے جس کو ایک ایسی عدالت نافذ کرتی ہے جو اپنے آپ کو ابتداہی سے عدالت قرضہ جات خفیفہ تصور کرتی آئی ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ "قانون عامہ کے ان ماہر ججوں نے Derry بنام Peek کا فیصلہ کیا ہے کوئی ایسا شخص موجود ہوتا جو عدالت چانسری میں کام کر چکا ہے تو یہ بہت ممکن تھا کہ فیصلہ اس سے مختلف نہ ہوتا لیکن واضح طور پر ان اصناف مقدمات پر توجہ منعطف کرائی جاتی جن میں امانتی فرض کی بنا پر عدالت ہائے نصفت نے چارۂ کار عطا کیا ہے۔"

Nocton بنام Ashburton کے مقدمے میں جس سے اقتباس بالا پیش کیا گیا ہے مرتہن نے اپنے سالیسٹر پر اس بیان سے دعویٰ کیا کہ سالیسٹر نے ایک غلط مشورے سے اس کو اپنی کفالت کے ایک جزو سے دست بردار ہونے کی ترغیب دی جس کی وجہ سے کفالت ناکافی ہو گئی یہ کہ مشورہ نیک نیتی سے نہیں دیا گیا تھا بلکہ خود سالیسٹر کی اس میں غرض تھی اور یہ کہ جب مشورہ دیا گیا تھا سالیسٹر کو بخوبی معلوم تھا کہ اس کی وجہ سے کفالت ناکافی ہو جائے گی۔ دارالامرا نے قرار دیا کہ Derry بنام Peek

کی طرح یہاں فریبانہ غلط بیانی ثابت نہیں کی گئی لہٰذا دھوکا دہی کا ہرجہ وصول نہیں کیا جا سکتا لیکن انھوں نے یہ بھی تجویز کی کہ یہاں اس فرض کی خلاف ورزی کی گئی جو سالیسٹر پر اس تعلق سے پیدا ہوتا ہے جو اس کو اپنے موکل سے ہے۔ اس کی وجہ سے موکل اس دادرسی کا مستحق ہے جو عدالت چانسری ایسے مقدمات میں عطا کرنے کی عادی ہے یعنی اس نقصان کا معاوضہ جو فرض کی خلاف ورزی سے اس کو برداشت کرنا پڑا ہے۔

اس مقدمہ سے ان اصول کی توضیح ہوتی ہے جن پر ہیں داب ناجائز کے عنوان کے تحت آیندہ غور کرنا پڑے گا۔ لیکن یہاں اس فریب میں جس سے دھوکا دہی کی نالش پیدا ہوتی ہے (جب کہ اس کی تعریف Derry بنام Peek میں کی گئی ہے) اور اس فریب میں جس پر عدالت ہائے نصفت کو اختیار سماعت حاصل ہے۔ جو امتیاز کیا گیا ہے اس کا اس جگہ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے یہ فیصلہ Derry بنام Peek پر زور دیتا ہے اور اس کی توثیق کرتا ہے لیکن یہ بھی واضح کر دیتا ہے کہ دھوکا دینے کی نیت کا ثبوت نہ ہونے سے تمام مقدمات میں وہ شخص چارۂ کار سے محروم نہیں ہو جاتا جس نے درحقیقت اس دھوکے سے نقصان برداشت کیا ہے۔

(۴) جبر

جبر کس چیز پر مشتمل ہے

معاہدہ اس فریق کی مرضی سے ممکن الانفساخ بن جاتا ہے جو جبر کے تحت معاہدے کو وقوع میں لاتا ہے جبر اس وقت کہا جاتا ہے جب کہ واقعاً تشدد دیا محبوس کیا گیا ہو یا اس کی دھمکی دی گئی ہو اور جبر خود معاہدہ کرنے والے فریق یا اس کی بیوی، والدین یا اولاد پر کیا گیا ہو جبر معاہدے کے فریق ثانی کی جانب سے یا ایسے شخص سے عمل میں آیا ہو جو اس فریق کے علم سے اور اس کے فائدے کے کام کر رہا ہو۔

معاہدے پر اس کا اثر ہونا چاہئے

کوئی معاہدہ جو شخص ثالث کو جبر سے بچانے کے لئے وقوع میں لایا گیا ہو وہ اس وجہ سے ممکن الانفساخ نہیں ہے گو ایک

معاہدہ جس کا بدل یہ ہو کہ معاہد لۂ شخص ثالث کو حبس بیجا سے رہا کر دے نقدان بدل کی بناء پر کالعدم ہوتا ہے۔

اور نہ اقرار جس کا بدل رو کے ہوئے سامان کو چھوڑ دیتا ہو بر بنائے جبر ممکن الانفساخ ہے اگر سامان کا روکنا بدایۃً ناجائز ہو تو یہ اقرار فقدان بدل کی بناء پر کالعدم ہے اگر سامان کو روک رکھنے کا جواز مشتبہ ہو تو مصالحت کے ذریعے اس اقرار کو برقرار رکھا جا سکتا ہے ناجائز طور پر روکے ہوئے مال کو چھڑانے کے لئے رقم ادا کی جائے تو واپس لی جا سکتی ہے کیونکہ جب کوئی شخص ایک دوسرے شخص کی رقم وصول کر لیتا ہے تو اس سے ایسا تعلق پیدا ہوتا ہے جو ہم شکل معاہدہ ہوتا ہے۔

عدالت مرافعہ نے یہ قرار دیا ہے کہ اقرار جو اخلاقی دباؤ سے وجود میں آیا ہو جیسے ایک قریبی رشتہ دار پر نالش کرنے کی دھمکی، ایسا نہیں ہے جس کو اس ملک کی عدالتیں نافذ کریں گی اس کی وجہ زیادہ تر یہ نہیں ہے کہ اس قسم کا اخلاقی دباؤ فریقین معاہدہ کی حقیقی رضامندی کے وجود کی نفی کر دیتا ہے بلکہ وجہ یہ ہے کہ مدعی کو ایک ایسے اقرار کی بناء پر نالش کرنے کی اجازت دینا جو ناجائز طریقے سے حاصل کیا گیا ہو قانون کی مصلحت عامہ کے خلاف ہے۔

Judicature Act کے نفاذ کے بعد سے صحیح معنوں میں جبر اور اہل غیر دیانت دارانہ طرزعمل میں امتیاز کرنا آسان نہیں ہے جس کو عدالت ہائے نصفت "داب ناجائز" سے تعبیر کرتی ہیں اور جس سے ذیل میں بحث کی گئی ہے Kaufman بنام Gerson کا زیر بحث مقدمہ درحقیقت اس خط فاصل کی تحدید کی مثال ہے جو ان دونوں کو جدا کرتی ہے۔

(۵) داب ناجائز

فریب قانون غیر موضوعہ اور نصفت کے نقطۂ نظر سے۔

یہ تبلایا جا چکا ہے کہ فریب کی اصطلاح بہ نسبت قانون عامہ کی عدالتوں کے چانسری میں زیادہ وسیع مفہوم میں استعمال کی جاتی ہے۔ یہ استعمال اس چارۂ کار سے لازم آگیا ہے جو علی الترتیب

عطا کرتی تھیں۔ قانون عامہ فعل ناجائز کا ہرجہ عطا کرتا تھا اور وہ احتیاط کے ساتھ اس فعل ناجائز کی تعریف کرنے پر مجبور تھا جس سے بنائے نالش پیدا ہوتی ہے لیکن جب ایک فریق ناجائز طریقے پر عمل کرتا تو نصفت معاہدے کی تعمیل مختص، یا کسی معاملے کو منسوخ کرنے یا معاوضہ عطا کرنے سے انکار کرتی تھی۔ قانون غیر موضوعہ میں فریب "ایک ایسا غلط بیان ہے جس کی تشریح گزشتہ Section میں کردی گئی ہے اور نصفت میں فریب ایک غیر دیانت دارانہ فعل کے مفہوم میں اکثر استعمال کیا گیا ہے۔"

داب ناجائز کا نصفتی نظریہ

اس قسم کے طرز عمل کو عام طور سے "داب ناجائز" کا استعمال کیا گیا ہے یہاں اس موضوع کا صرف ایک خاکہ پیش کیا جاسکتا ہے اس امر کا انحصار کہ آیا کسی مقدمے میں دادرسی عطا کی جاسکتی ہے یا نہیں۔ اس رائے پر ہونا چاہیے۔ جو عدالت ایسے متعدد معاملات کی نوعیت کے متعلق قائم کرے جو عرصۂ دراز سے پیش ہو رہے ہوں۔

داب ناجائز کی تعریف

لیکن ہمیں داب ناجائز کی تعریف معلوم کرنی چاہیئے اور اس کے بعد ان حالات پر غور کرنا اور ان کو ترتیب دینا چاہیے جو اس کو وجود میں لاتے ہیں ہم کو ترتیب میں ان چند اصولوں سے مدد مل سکتی ہے جن کو عدالت نصفت کے ججوں نے عہود یا ایسے ہبہ کے نفاذ کے لئے مدون کیا ہے جو بلا بدل ہوتے ہیں یا ان میں بدل شئے معہود یا موہوبہ کی قیمت کے بالکل غیر متناسب ہوتا ہے۔

لارڈ سلبورن نے Earl of Aylesford بنام morris میں ایک تعریف پیش کی ہے۔ ان مقدمات پر بحث کرتے ہوئے جو لارڈ ہارڈوک کی زبان میں فریقین معاہدہ کے حالات فریب کا قیاس پیدا کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ۔

داب ناجائز کا قیاس

"یہاں فریب سے مراد دھوکا یا دغا نہیں ہے اس سے مراد اس قوت کا بد دیانتی کے ساتھ استعمال ہے جو ان حالات اور شرائط سے پیدا ہوتی ہے جب فریقین کی حیثیت ایسی ہو کہ بادی النظر میں یہ قیاس پیدا کرے تو یہ معاملہ برقرار نہیں رہ سکتا تاوقتیکہ وہ شخص جو اس سے مستفید ہونے کا ادعا کرتا ہے اس کے خلاف شہادت پیش کر کے اس

قیاس کو مسترد نہ کرے اور یہ ثابت نہ کرے درحقیقت یہ جائز اور معقول ہے"
جن اصول کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہیں :-
(الف) یہ کہ نصفت عہد بلا بدل کے تعمیل مختص کی ڈگری صادر نہ کرے گی خواہ یہ عہد جہری اور رجسٹر شدہ ہی کیوں نہ ہو۔
(ب) یہ کہ ایسا ہبہ جو بلا بدل ہو اگر قبول کیا جائے تو قبول کرنے والے شخص پر یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ یہ معاملہ جائز تھا۔
(ج) یہ کہ بدل کا غیر متناسب ہونا داب ناجائز یا فریب کا قیاس پیدا کرنے والا عنصر سمجھا جاتا ہے۔
(د) لیکن مختص بدل کا غیر متناسب ہونا (قانونی رائے کے قوی رجحان کے لحاظ سے) کسی ایک کے ثبوت کی حد تک نہیں پہنچتا۔
پس جس سوال پر ہمیں بحث کرنا ہے اس کو اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔ جب کوئی شخص مدعی یا مدعا علیہ کی حیثیت سے نصفتی چارۂ کار طلب کرتا ہے تاکہ اس ہبہ یا عہد سے اجتناب کرے جو بلا بدل ہو یا بدل یا بالکل غیر متناسب ہو تو داب ناجائز کے قیاس کو پیدا کرنے کے لئے اس کو اس کے علاوہ اور کیا ثابت کرنا چاہئے۔
مقدمات کی تین متمائز اصناف میں تقسیم ہوتی ہے۔
(۱) ایسے مقدمات بھی ہیں جن میں عدالت اس معاملے کو بادی النظر میں ناجائز تصور کرتی ہے اور اس شخص سے جس نے فائدہ اٹھایا ہے ثبوت طلب کرتی ہے کہ درحقیقت یہ جائز اور معقول تھا۔
پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا Usury Laws مدیون کی حفاظت کرتے ہیں اور حقوق عودی کو فروخت کرنے والے کی حفاظت ایک قاعدۂ نصفت سے ہوتی تھی جس میں مشتری کو کسی وقت بھی یہ ثابت کرنا پڑتا تھا کہ اس نے اپنے معاملے کی قیمت ادا کر دی ہے۔ Usury Laws منسوخ ہو چکے ہیں اور Sale of Reversions Act 1867 کے ذریعے نصفت کا وہ قاعدہ منسوخ ہو چکا ہے جو حقوق عودی سے متعلق تھا لیکن Moneylenders Act بابت ۱۹۰۰ء اور ۱۹۱۱ء ہر عدالت کو (جس میں کونٹی کی عدالتیں بھی شامل ہیں) ہر کارروائی میں جو قرض دہندہ

قرضے کی واپسی کے لئے دائر کرے اس معاملے پر از سر نو تجویز کرنے کا اختیار دیتے ہیں بشرطیکہ اس کو یہ اطمینان ہو جائے کہ "اس رقم پر جو واقعتاً قرض دی گئی تھی جو سود عائد کیا گیا ہے وہ کثیر ہے یا وہ رقم جو اخراجات تحقیقات جرمانہ bonus premium تجدید یا دیگر مصارف کے لئے عائد کی گئی ہے کثیر ہے اور یہ کہ ہر صورت میں یہ معاملہ عجیب اور سخت ہے یا اس قسم کا ہے کہ عدالت نصفت اس کے لئے دادرسی عطا کرتی ہے۔"

تعریف مندرجہ قانون ہذا کے مطابق قرضہ دہندہ ایک ایسا شخص ہے جو قرضہ دینے کا کاروبار بطور کاروبار کے چلاتا ہے نہ کہ کسی اور کاروبار کے ضمن میں (جیسے بنک کے کاروبار) اور یہ کہنا کافی ہے کہ عدالت کسی معاملے کو سخت اور عجیب تصور کر سکتی ہے اس وجہ سے نہیں کہ ایک فریق نے دوسرے فریق پر تشدد کیا یا اس سے فائدہ اٹھایا بلکہ اس وجہ سے کہ مقدمے کے تمام حالات کے مدنظر اور کفالت قرضہ کی نوعیت اور مالیت کے لحاظ سے شرح سود کثیر ہے قانون قرض دہندگان Moneylenders Acts کے قطع نظر ہمارے لئے عدالتوں کا عمل درآمد رہ جاتا ہے دو فریقین میں اس شخص کی حفاظت کرتے ہیں جس نے عمر علم یا حیثیت کے متعلق غیر مساوی شرائط پر دوسرے شخص سے معاملہ کیا ہے۔

داب ناجائز کا قیاس اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کہ کوئی ایک فریق غیر تعلیم یافتہ اور ناتجربہ کار ہوتا ہے یا جب کہ اس کو شدید ضرورت ہوتی جس کی وجہ سے اس کو آیندہ منفعت کو قربان کرنے کی ترغیب ہوتی ہے اس امر کا بار ثبوت کہ یہ قیاس بے بنیاد ہے اس فریق پر ہوتا ہے جس نے فائدہ اٹھایا ہے۔

عام مقدمات میں ہر فریق معاملہ کو اپنے حق کی حفاظت کرنی چاہئے اور یہ قیاس نہ کیا جائے گا۔ کہ کسی ایک جانب ناجائز فائدہ اٹھایا گیا یا حکمت عملی سے کام لیا گیا لیکن "متوقع وارث" یا ایسے اشخاص کی صورت میں جو مناسب حفاظت کے بغیر کسی دباؤ میں رہتے ہیں اور ان معاملات کی صورت میں جو غیر تعلیم یافتہ اور جاہل اشخاص سے کیا جاتا ہے اس امر کا بار ثبوت کا معاملہ

بالکل جائز تھا اس شخص پر ہوتا ہے جو معاہدے سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔"

(۲) دیگر مقدمات میں معاملہ بہ ظاہر ناجائز نہیں ہوتا جو فریق دادرسی کا طالب ہوتا ہے اس میں پوری قابلیت ہوتی ہے اچھا مشورہ حاصل کرسکتا ہے اور اس کو ایسی فوری ضرورت نہیں ہوتی کہ وہ کسی ہوشیار کاروباری کے رحم وکرم پر منحصر ہو جائے۔ یہاں داب ناجائز کے استعمال کا قیاس نہ کیا جائے گا تاوقتیکہ فریقین میں بعض تعلقات جیسے پدری یا امانتی ثابت نہ کئے جائیں اور ہر امانتی تعلق سے ایسا قیاس پیدا نہیں ہوسکتا بلکہ تعلق ایسا ہونا چاہیئے جس سے داب ناجائز کا قیاس پیدا ہوسکے۔ لیکن جہاں ایسا تعلق موجود ہوتا ہے وہاں داب ناجائز کا قیاس پیدا ہوتا ہے اور اس کی تردید صرف اس ثبوت سے ہوسکتی ہے کہ معطی یا مقر" ایسی حالت میں تھا کہ بالکل رائے کسی اثر کے بغیر قائم کرسکتا تھا۔"

عدالت ایسے ہبہ یا اقرار کو لازماً منسوخ نہ کرے گی جو لڑکے کی جانب سے اپنے والدین کو، موکل کی جانب سے وکیل کو، مریض کی جانب سے طبیب کو، مامون لہ کی جانب سے امین کو، نابالغ کی جانب سے ولی کو یا کسی شخص کی جانب سے اپنے روحانی مشیر کو دیا جائے۔ لیکن ایسے تعلقات اس امر کے ثبوت کا مطالبہ کرتے ہیں کہ جو فریق مستفید ہوا ہے اس نے اپنی حیثیت[1] سے فائدہ نہیں اٹھایا Huguenin بنام Baseby میں جہاں ایک خاتون نے اپنی جائداد ایک پادری کو منتقل کردی جس پر اسے اعتماد تھا لارڈ الڈن نے کہا ہے کہ "سوال یہ نہیں ہے کہ آیا وہ جانتی تھی کہ وہ کیا کررہی ہے یا اس نے کیا کیا یا کرنے والی ہے۔ بلکہ یہ کہ یہ ارادہ کس طرح پیدا ہوا۔"

مابعد کے دو مقدمات کا ذکر کرنا کافی ہوگا۔

Powell بنام Powell میں ایک نوجوان عورت نے اپنی سوتیلی ماں کے

[1] شوہر اور زوجہ کا تعلق ایسا نہیں ہے کہ جس پر اس قاعدے کا اطلاق ہوسکے۔ (1908) 2 K.B.330.C.A.

اثر کے تحت ایک تملیک نامہ تحریر کیا جس کے ذریعے اس نے ان لڑکوں کو بھی شریک کر لیا جو عقد ثانی کے بعد پیدا ہوئے تھے یہ تملیک نامہ منسوخ کر دیا گیا گو سالیسٹر نے مدعی کو مشورہ دیا تھا سالیسٹر تملیک نامہ کے فریق ثانیان اور خود مدعی کے لئے کام کر رہا تھا اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اس معاملے کی نسبت ناراضی کا اظہار کیا لیکن وہ اپنی ناراضی کو عمل میں لا کر اپنے خدمات سے دست بردار نہیں ہوا۔

wright بنام earter میں جو قواعد طے کئے گئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے ہبہ یا بیع کو جائز قرار دینا کس قدر دشوار ہے جو ایک موکل اپنے وکیل کے حق میں کرتا ہے ہبہ کی صورت میں وکیل اور موکل کا تعلق ختم ہو جاتا ہے موکل کو معاملے کی ابتدا سے آزادانہ مشورہ حاصل کرنا چاہئے اور مشورہ ہر اہم حالت مکمل علم کے ساتھ دیا جانا چاہئے۔

بیع کی صورت میں موکل کو پوری طرح ہونی چاہئے کہ وہ کیا کر رہا ہے اس کو آزاد اور جائز مشورہ حاصل کرنا چاہئے اور قیمت ایسی ہونی چاہئے جس کو عدالت جائز تصور کرے۔

(۳) جہاں فریقین کے مابین ایسے تعلقات نہ ہوں جو داب ناجائز کا قیاس پیدا کرتے ہوں تو معطی یا مقر پر اس امر کا بار ثبوت ہوگا کہ درحقیقت داب ناجائز استعمال کیا گیا تھا اگر یہ ثابت ہو سکے تو عدالت دادرسی عطا کر سکے گی۔

اس اصول کا اطلاق ہر ایسی صورت میں ہوتا ہے جہاں اثر حاصل کیا گیا اور اس کا برا استعمال ہوا ہو یا جہاں اعتماد نہ کیا گیا ہو اور دھوکا دیا گیا ہو وہ تعلقات جن سے عدالت نصفت کو عام طور پر سروکار ہے وہ امین اور مامون لہٗ وغیرہ کے جیسے تعلقات ہیں اس کا اطلاق خاص کر ایسی ہی صورتوں پر ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اور محض اسی وجہ سے کہ ان تعلقات سے عدالت یہ قیاس کرتی ہے کہ اعتماد کیا گیا تھا اور اثر سے کام لیا گیا تھا لیکن دیگر تمام صورتوں میں جہاں یہ تعلقات موجود نہیں ہوتے اس اعتماد اور اثر کو بیرونی طور پر ثابت کرنا چاہئے اور جہاں یہ بیرونی طور پر ثابت ہو جاتے ہیں تو عقل اور فہم عامہ کے قواعد اور عدالت نصفت کے اصطلاحی قواعد کا ان پر اسی طرح اطلاق ہوتا ہے جس طرح کہ دوسری صورتوں پر۔

الفاظ مندرجۂ بالا لارڈ کنگس ڈون کے ہیں۔ یہ ایک ایسا مقدمہ تھا جس میں

ایک نوجوان شخص نے جو ابھی بالغ ہوا تھا ایک معمر شخص کی حکمت عملی کی وجہ سے جس نے اس پر گہرا اثر قائم کر لیا تھا۔ مدعی کی ذمہ داریاں اپنے آپ عائد کر لیں یہ قرار دیا گیا کہ اس نوعیت کا اثر گو اس کو قطعی طور پر پدری، روحانی یا امانتی نہیں کہا جا سکتا مدعی کو عدالت کی حفاظت کا مستحق بنا دیتا ہے۔

(Morley بنام Longhnan) ایک مابعد کے مقدمے کی نوعیت بالکل اسی کے مشابہ تھی اس میں منجانب وصی اس رقم کی واپسی کے لئے دعویٰ کیا گیا تھا جس کو متوفیٰ نے اس شخص کو ادا کیا تھا جس کے مکان میں یہ چند سال تک مقیم تھا جسٹس رائٹ مدعیان کے حق میں فیصلہ لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس امر کا تصفیہ کرنا غیر ضروری ہے کہ آیا متوفیٰ اور (Longhnan) کے مابین امانتی تعلقات تھے یا روحانی اثر کی وجہ سے ہبہ کیا گیا تھا۔" مدعیٰ علیہ نے متوفیٰ کی پوری زندگی پر تسلط حاصل کر لیا تھا اور ہبہ متوفیٰ کے آزادارادے کا نتیجہ نہ تھا بلکہ اس اثر اور تسلط کا۔"

ان معاہدات کو منسوخ کرنے اور ہبہ کو مسترد کرنے کا حق جو داب ناجائز کے تحت وقوع میں آئے ہوں بالکل ان معاہدات کو منسوخ کرنے کے حق کے مشابہ ہے جو بذریعۂ فریب وقوع میں آتے ہیں۔

ایسے معاملات ممکن الانفساخ ہیں نہ کہ کالعدم جو بھی داب ناجائز ہٹا لیا جاتا ہے شخص متاثر کے فعل یا ترک فعل پر اس تعبیر کا اطلاق ہوتا ہے کہ اس کی نیت اس معاملے کو منظور کرنے کی تھی

(Mitchell بنام Homfray) میں جوری نے یہ واقعاتی تجویز کی کہ ایک مریض نے جس نے اپنے طبیب کو ہبہ کیا تھا طبیب اور مریض کا اعتمادی تعلق ختم ہو جانے کے بعد بھی اس ہبہ کو برقرار رکھنے کا تہیہ کر لیا اور عدالت مرافعہ نے یہ قرار دیا کہ اس ہبہ پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

(Alcard بنام Skinner) میں مدعیہ نے پانچ سال متوفیٰ ہونے تک اس ہبہ کو مسترد کرنے کی کوشش نہیں کی جو اس نے اس (Sisterhood) کو کیا تھا جس سے بوقت ہبہ علٰحدہ ہو گئی تھی ان پانچ سال کے دوران میں وہ اپنے وکیل سے گفت و شنید کرتی رہی اور وہ اپنے حقوق کو جان سکتی اور استعمال کر سکتی تھی

اس مقدمے میں بھی عدالت مرافعہ نے قرار دیا کہ معطی کا طرزِ عمل ہبہ کی توثیق کرتا ہے۔
لیکن یہ توثیق اس وقت تک جائز نہیں تا وقتیکہ وہ داب ناجائز بالکل ختم نہ ہو جائے جس کی وجہ سے معاہدہ یا ہبہ وقوع میں آتا ہے فریق متضرر کے ارادے کو اس تسلط سے پوری طرح آزاد کر اسنے کی ضرورت کو جس کے تحت اس نے عمل کیا ہے (Moxon بنام Payne) میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔
فریب یا دھوکا معاف نہیں اس عدالت میں اس حق جائداد کی توثیق نہیں ہو سکتی جو ان ذرائع سے حاصل کیا گیا ہو۔ تا وقتیکہ تمام واقعات کا مکمل علم نہ ہو اور ان نصفتی حقوق کا مکمل علم نہ ہو جو ان واقعات سے پیدا ہوتے ہیں اور اس داب ناجائز سے کلیتہً آزادی حاصل نہ ہو جائے جس کے ذریعے سے فریب عمل میں لایا گیا ہو۔
اس اصول کا اس وقت بھی اطلاق ہوتا ہے جب کہ ایک شخص غربت سے مجبور ہو کر اور بغیر صحیح مشورے کے کسی قیمتی حق کو منتقل کر دیتا ہے تاخیر سے رضامندی کا قیاس نہیں کیا جا سکتا اس کے خلاف یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ جس افلاس نے اس کو معاہدہ کرنے پر مجبور کیا تھا اسی نے معاہدے کو منسوخ کرنے سے باز رکھا۔

باب ہفتم

جواز غرض

(LEGALITY OF OBJECT)

انعقاد معاہدہ کا ایک اور عنصر ہے، جس پر غور کرنا باقی ہے۔ یعنی فریقین کی غرض۔ معاہدے کی آزادی پر قانون نے چند قیود اور تحدیدات عائد کئے ہیں اور معاہدے کی بعض اغراض کو ممنوع قرار دیا ہے اور بعض کو ناپسند۔ گو باقی تمام ضروریات میں انعقاد معاہدہ کی تکمیل ہو جائے، لیکن اگر فریقین کے ارادے میں بوقت معاملہ یہ اغراض پائے جائیں۔ تو قانون اسے نافذ نہیں کرے گا۔

اس موضوع کے متعلق دو امور زیر بحث ہوتے ہیں پہلے ان اغراض کی ماہیت و تقسیم جن کو قانون ناجائز سمجھتا ہے۔ دوسرے اس قسم کے اغراض کی موجودگی کا اثر ان معاہدات پر جن میں یہ پائے جائیں۔

فصل اول۔ عدم جواز معاہدہ کی ماہیت

عدم جواز سے کیا مراد ہے | اغراض معاہدہ کو یا تو صریح قوانین موضوعہ کے ذریعے ناجائز قرار

دیا جاسکتا ہے یا قانون غیر موضوعہ کے قواعد کے تحت۔ قانون غیر موضوعہ کے قاعدوں کو کم و بیش صحت کے ساتھ متعین کیا جاسکتا ہے۔

اس موضوع کو یوں مرتب کیا جاسکتا ہے کہ کوئی معاہدہ اس لیے ناجائز ہوسکتا ہے کہ:۔

(۱) قانون موضوعہ نے اس کے اغراض کو ممنوع قرار دیا ہے۔

(۲) اس کے اغراض قانون غیر موضوعہ کے لحاظ سے قابل مواخذہ تعدی (indictable offence) یا دیوانی فعل ناجائز پر مشتمل ہیں۔

(۳) قانون غیر موضوعہ اس کے اغراض کو خلاف مصلحتِ عامّہ قرار دے کر حوصلہ شکنی کرتا ہے۔

مگر دونوں آخر الذکر ممنوعات فی الحقیقت قانونِ غیر موضوعہ کے ممنوعات کی دو شکلیں ہیں جن میں سے ایک زیادہ اور ایک کم معین ہے۔ عام فرق معاہداتِ ممنوعہ قانونِ موضوعہ اور معاہدات ممنوعہ قانون غیر موضوعہ کا ہے۔ اور ہم اسی طرح اس موضوع پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔

(۱) قانونِ موضوعہ کی خلاف ورزی میں کئے ہوئے (معاہدات)

قانونی ممانعت کا اثر قانونِ موضوعہ حکم دے سکتا ہے کہ فلاں معاہدہ ناجائز یا کالعدم ہے۔ ایسی صورت میں کوئی شبہہ نہیں رہتا ہے کہ مجلسِ وضع قوانین کا منشاء یہ ہے کہ ایسا معاہدہ نافذ نہ کیا جائے۔

"ناجائز" اور "کالعدم" کا فرق ضمنی معاہدات کی حد تک اہمیت رکھتا ہے۔ فریقین کی حد تک تو بہر حال کوئی بھی قابلِ نفاذ نہیں۔ مگر یہ ہوسکتا ہے کہ قانون کسی معاہدے کو ناجائز یا کالعدم قرار دیئے بغیر اس معاہدے کے فریق پر کوئی سزا عائد کرے۔ ایسی صورت میں

ہمیں یہ دریافت کرنا ہوتا ہے کہ آیا مجلس وضع قوانین کا یہ ارادہ ہے کہ وہ معاہدے کو فریقین کے لیے گراں بنا کر حوصلہ شکنی کرے یا اسے کالعدم ہی کر دے تاکہ اس کے ذریعے سے فریقین کے کوئی قانونی حقوق نہ پیدا ہوں یا یہ کہ اس کا منشا اس کی قطعی ممانعت ہے تاکہ اس کو آگے بڑھانے کے لیے جو کام بھی اختیار کیا جائے، اس پر مقصد ناجائز کا دھبّا لگے۔

اگر سرکاری آمدنی (Revenue) کی حفاظت کے لیے سزا عائد کی گئی تھی تو یہ ممکن ہے کہ معاہدہ ممنوع نہ کیا گیا ہو۔ اور یہ کہ مجلسِ وضع قوانین کا منشا فقط یہ تھا کہ وہ جس حد تک آمدنی (Revenue) کے لیے بے نفع ہو اس حد تک اسے فریقین کے لیے گراں بنائے[1] مگر اس امتیاز کی صحت پر شبہہ کیا گیا ہے[2] استمرار سزا ایک بہتر معیار ہو سکتا ہے۔ اگر سزا ایک ہی بار ہمیشہ کے لیے عائد کی گئی ہے، اور اس قسم کے ممنوعہ معاہدات یکے بعد دیگرے کرنے سے وہ سزا مکرر مکرر عائد نہیں ہوتی ہے[3]، یا اگر دیگر حالات کے باعث معاہدے کو کالعدم کرنا ایک نامناسب سزا ہو تو یہ بحث کی جا سکتی ہے کہ ایسے معاہدات کو کالعدم نہیں قرار دینا چاہیے[4]۔ لیکن جس صورت میں کسی قسم کے معاہدے کیے کرنے پر ہر بار سزا کا بھی اعادہ[5] ہوتا ہو تو ہم (علاوہ سرکاری آمدنی کے مقدمات کے جن کے متعلق ابھی کچھ اور شبہہ رہ سکتا ہے) یہ فرض کر سکتے ہیں کہ جو معاہدہ اس طرح قابلِ تعزیر قرار دیا گیا ہے، وہ مابین فریقین کالعدم کیا گیا ہے۔ یہ سوال تعبیر قانون سے تعلق رکھتا ہے کہ آیا وہ ناجائز قرار دیا گیا ہے[5]۔ اور اس طرح ذیلی معاملات بھی داغدار سمجھے جائیں[6]۔

ہمیں یہاں تفصیل سے ان قوانین موضوعہ پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں، جن کی

---

[1] Brown بنام Duncan (10B. & C. 93)

[2] Cope بنام Rowlands (2M. & W. 158)

[3] Smith بنام Mawhood (14M. [redacted] W. 464)

[4] Bonnard بنام Dott ۱۹۰۶ء (1ch. 740)

[5] Brightman بنام Tate ۱۹۱۹ء (1K. B. 463)

[6] Richards Starck, (1911) 1 K. B. 296. Thackes بنام Hardy (4Q. B. D. 685, 695)

روسے بعض معاہدات ممنوع یا قابل تعزیر قرار دیئے گئے ہیں۔ یہ زیادہ تر جن امور سے متعلق ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) ضمانت آمدنی۔

(۲) عوام کی حفاظت بعض اشیائے تجارتی کے متعلق۔

(۳) یا بعض طبقاتِ تجار سے معاملہ کرنے کے متعلق۔

(۴) بعض اقسام کے کاروبار میں طرزِ عمل کا تعین۔

شرط کے معاہدات

البتہ ایک اور قسمِ معاہدات ہے جس کے متعلق بار بار قوانین وضع ہوئے ہیں اور اس کی خصوصی حالت کے باعث اس کی تشریح اور تاریخی تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ہماری مراد شرط بدنے (Wager) سے ہے۔

شرط کی ماہیت

شرط اس بات کا عہد ہے کہ کسی غیر تیقن واقعے کے تعین یا تحقق پر رقم یا اتنی مالیت دی جائے گی۔ اس قسم کے عہد کا بدل یا تو اس طرح ہوتا ہے کہ فریق ثانی واقعے کے رونما ہونے کی ضمانت کے طور پر کوئی چیز دے دیتا ہے یا واقعے کے کسی خاص طور پر ہونے کی حالت میں دینے کا عہد کرتا ہے۔ بازی اور شرط کا اصول یہ ہے کہ ایک فریق جیتتا ہو اور دوسرا کھوتا ہو اور یہ ہار جیت کسی ایسے واقعۂ آیندہ پر موقوف ہو جو بوقتِ معاہدہ غیر تیقن قسم کا ہو۔ یعنی اگر واقعہ ایک خاص طرح سے ہو تو زید جیتے گا اور اگر دوسری طرح ہو تو وہ ہارے گا۔ اس لیے ہار جیت کے باہمی مواقع ہونے چاہئیں۔ مگر یہ ملحوظ رہے کہ واقعے کا عدم تیقن نہ صرف اس وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ واقعۂ آیندہ ہے بلکہ اس لیے بھی کہ وہ ابھی تک کم از کم فریقین کے حدِ علم میں متحقق نہیں ہوا ہے۔ چنانچہ ہو سکتا ہے کہ سینٹ پال کے گرجے کے طول پر شرط باندھی جائے۔ یا کسی ایسے انتخاب کے نتیجے پر جو ہو چکا ہو۔ اگرچہ فریقین کو علم نہ ہو کہ کسی کو زیادہ رائیں

ؔ۔ جس شرط میں ایک طرف اتنے پونڈ ہوں اور دوسری طرف کچھ نہ ہو تو وہ مظاہرۂ مہارت پر انعام کا ایجاب ہو سکتا ہے۔ مثلاً زید نے کسی چابک سوار سے سو پونڈ بمقابل صفر کے شرط کیے کہ وہ اس شرط کو نہیں جیتے گا جو کہ چاہتا تھا کہ وہ چابک سوار جیتے۔ یا یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ایک عہد بلا بدل ہو جس میں کسی شرط میں رقم کی ادائی ہونے والی ہو مثلاً زید پانچ پونڈ بمقابل صفر کی شرط کرے کہ چوبیس گھنٹوں کے اندر بارش ہو گی۔

ملی ہیں۔ ایسی صورت میں عدم تیقن صرف فریقین کے دل میں ہوتا ہے اور کہا جاسکتا ہے کہ ایسی صورت میں موضوع شرط ہر شخص کے اندازے کی صحت ہے۔ نہ کہ کسی خاص واقعے کا وقوع میں آنا۔

مگر فریقین کا یہ ارادہ ہونا چاہئے کہ واقعۂ غیر متیقنہ ہی معاہدے کی واحد شرط ہے۔ اس طرح بآسانی شرط بازی (Wager) اور مشروط عہد یا گیارنٹی/ضمانت (Guarantee) میں امتیاز کیا جاسکتا ہے۔

مگر شرط بازی کی مذکورۂ بالا تعریف میں بعض مزید قیود اور تحدیدات کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس کی موجودہ حالت میں بہت سے ایسے معاہدے آجائیں گے، جو کسی طرح بھی معاہدات شرط بازی نہیں ہیں۔ مثلاً زید معاہدہ کرتا ہے[1] کہ وہ بکر کے ہاتھ کچھ سامان بیع کرے گا۔ حوالگی اب سے تین ماہ بعد ہوگی۔ زرِ ثمن وہی ہو جو تاریخ حوالگی پر بازار کے نرخ کے لحاظ سے قرار پائے۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ زید ایک واقعۂ آیندہ یعنی بازار کے نرخ کے چڑھنے اور اترنے پر جو غیر متیقن ہے نفع یا نقصان اٹھاتا ہے۔ مگر اتفاقات کا عنصر اس بیع معاہدے کے اندر محض ایک ضمنی امر ہے، جو اس بات کے لیے ہے کہ بعض شرائط پر سامان بیع کیا جائے۔ مگر اس سے یہ معاملہ معاہدۂ شرط بازی نہیں ہو جاتا۔ شرط بازی میں غرض یہ ہوتی ہے کہ بلا کوشش نفع کمائیں۔ اور یہ محض کسی غیر متیقن واقعے کے ظہور پر منحصر ہوتا ہے۔ ایک فریق اپنے علم، مہارت یا قسمت کی مساعدت کو دوسرے کے علم، مہارت یا قسمت کے ساتھ بازی میں لگاتا ہے اصل شرط میں معاملت ساری یہی ہوتی ہے۔

اسی بنا پر ہمیں شرط بازی کو بعض ایسے معاہدات سے ممتاز کرنا چاہیے جن میں فریقین کے نفع نقصان کے اتفاقات کسی غیر متیقن واقعے کے متیقن ہونے پر موقوف ہوں۔ مگر یہ اتفاقات اس غرض کے محض ضمن میں ہوں جو فریقین کے پیش نظر ہے۔

شرط و عہد کا فرق

زید عہد کرتا ہے کہ وہ بکر کی تصویر اتارے گا۔ بکر عہد کرتا ہے کہ اگر محمود شباہت کو پسند کرے تو زید کو سو پونڈ دیئے جائیں گے۔ یہ ایک شے کی بیع کا مشروط معاہدہ ہے۔ زید راضی ہے کہ ایک کام انجام دے جس کے لیے اسے محمود کی پسندیدگی کے غیر متیقن واقعے کے رونما ہونے کی

[1] آئرن منگر بنام Ironmonger v. Dyne (44 T.L.R. 497)

صورت میں رقم ادا کی جائے۔

اگر زید اس خواہش میں کہ کچھ نہ کچھ حاصل کرے، خالد سے عہد کرتا ہے کہ اگر محمود تصویر کو پسند کرے تو زید خالد کو بیس پونڈ دے گا۔ اور اگر محمود پسند نہ کرے تو خالد زید کو دس پونڈ دے گا۔ یہ ایک شرط بازی ہے جو ایک غیر یقینی واقعے یعنی محمود کی پسندیدگی پر موقوف ہے۔ زید خالد سے دو بمقابل ایک کی شرط کرتا ہے کہ محمود تصویر کو پسند نہ کرے گا۔

گیارنٹی سے فرق اسی طرح زید چاہتا ہے کہ بکر محمود کو پانچ سو (۵۰۰) پونڈ ادا کرے اور عہد کرتا ہے کہ تین ماہ بعد محمود ادا نہ کرے تو وہ خود (زید) کرے گا۔ یہ ایک شخص کے دَین یا کوتاہی کی پابجائی کا عہد ہے۔

زید یہ چاہتے ہوئے کہ محمود کی ممکنہ نادہندی سے محفوظ رہے، خالد سے عہد کرتا ہے کہ اگر محمود تین ماہ بعد اپنے دَین کا ایفا کردے تو وہ خالد کو سو پونڈ دے گا۔ بشرطیکہ خالد اس کے بدل میں یہ عہد کرے کہ اگر محمود اپنے دَین کی پابجائی نہ کرے تو وہ زید کو ڈھائی سو پونڈ دے گا۔ یہ محمود کے دیوالیہ نہ ہونے پر شرط باندھنا ہے۔

بیمے سے فرق معاہدات بیمہ بھی ایک حد تک شرط بازی سے ظاہری مشابہت رکھتے ہیں مگر در اصل یہ ایک دوسری ہی قسم کے معاملات ہیں زید اپنے جہاز کے اسباب کا بیمہ بکر کے پاس کراتا ہے جو ضامن فروخت (Under Writer) ہے۔ یعنی وہ بکر سے معاملہ کرتا ہے کہ اس کے پچاس پونڈ بطور پریمیم ادا کرنے کے بدل میں بکر عہد کرے کہ کسی معینہ خطرے میں جہاز کا اسباب تباہ ہو جائے تو وہ زید کو پانچ سو پونڈ دے گا۔ بجز اس کے کہ الفاظ کو زبردستی کے معنی پہنائے جائیں، اس صورت میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ زید نے اپنے اسباب جہاز کی حفاظت کے خلاف شرط باندھی۔ اس کی غرض یہ ہے کہ اپنے آپ کو اس جائداد کی تباہی کی صورت میں مالی نقصان سے محفوظ کرلے۔ غرض یہ نہیں کہ کسی غیر یقینی واقعے کے کسی خاص طور پر پیش آنے کی صورت میں اسے نفع اور بکر کو نقصان ہو، یہ معاملہ اس معاملے سے بالکل جدا ہے جس میں کوئی شخص خواہ اپنے ہی گھوڑے کی اس غرض سے (شرط باندھ کر) پشت پناہی کرتا ہے کہ وہ ڈربی کی دوڑ جیت جائے۔ اسی طرح یہ اس معاملے سے بھی جدا ہے جس میں کوئی شخص اپنے گھوڑے کے خلاف شرط باندھنے کا معاملہ کرے۔ کیونکہ کسی شخص کا جو مفاد جائداد اس کے گھوڑے میں

ہوتا ہے وہ ان دونوں میں کسی صورت میں بھی نفس معاملہ میں داخل نہیں ہوتا۔ اسپورٹس کے دائرے میں اگر ہم بحری بیمہ کے معاہدے کی نظیر تلاش کریں تو وہ غالباً اس صورت میں مل سکتی ہے جب کسی قیمتی گھوڑے کا بیمہ کرایا جائے، جسے ایک نشان سے دوسرے نشان تک شرط میں دوڑنا ہے۔ مگر یہ بیمہ شرط بازی نہیں ہے۔

اسی طرح اگر زید اپنی جان کا بیمہ کرائے تو یہ کہنا محض حماقت ہوگا کہ وہ اپنی قلتِ عمر کے لیے بازی لگا رہا ہے وہ دراصل اپنے متعلقین کے لیے ایک انتظام آیندہ خریدتا ہے اور اس کا زرِ ثمن اس کی واقعی زندگی کی تعداد سنین کے لحاظ سے مقرر ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں اگر وہ بہت طویل زندگی پائے تو یہ معاملہ مالی حیثیت سے بے فائدہ ہوگا مگر نفع نقصان کے اتفاقات تو تقریباً ہر تجارتی معاملے میں ناگزیر ہیں۔

اسی لیے ایک واقعی بیمے کے معاملے کو معاہدۂ شرط بازی نہیں کہہ سکتے۔ اگرچہ بعض وقت یہ ہو سکتا ہے، کہ جس معاملے سے بیمہ مقصود ہو وہ بالآخر شرط بازی (wager) ہی بن جائے[1]۔ جیسا کہ آگے بیان ہوگا اس سے بے جا فائدہ اٹھانے کا تدارک مجلس وضع قوانین نے کیا ہے۔ اور "قابل بیمہ مفاد" کی موجودگی و عدم موجودگی کو صحیح بیمے اور شرط بازی کا امتیاز قرار دیا ہے۔

شرط کی تاریخ قانون غیر موضوعہ میں

اس مقام پر شرط بازی کی تحلیل کو ہم ترک کرتے ہیں اور اب معاہدات شرط کے قانون کی تاریخ پر ایک نظر ڈالنا چاہتے ہیں غیر موضوعہ قانون کی رو سے تمام شرطیں جو کی جائیں قابل نفاذ تھیں۔ اور اٹھارویں صدی کے آخری زمانے تک بھی ان کی حوصلہ شکنی اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ پلیڈنگ میں چند معمولی سی مشکلیں[2] تھیں۔ چنانچہ ۱۷۷۱ء میں لارڈ مینسفیلڈ نے بلا تامل ایک ایسے مقدمے[3] کی سماعت کی جس میں نیو مارکٹ میں دو نوجوانوں نے شرط باندھی تھی کہ "ان کے والدین کو باہم دوڑائیں (یہ وہاں کا محاورہ تھا) یعنی اس بات پر

۱۔ دیکھو چار پانچ صفحوں بعد۔

۲۔ Jackson بنام Colegrave ۱۶۹۴ء Carthew, 338

۳۔ March بنام Pigot (5 Burr. 2802)

شرط باندھی گئی کہ کس کا باپ زیادہ دن زندہ رہتا ہے۔ اتفاق سے ایک فریق کی لاعلمی میں ان میں سے ایک کا باپ اس شرط سے پہلے ہی مرچکا تھا۔ اور مقدمے میں بحث فقط اس امر کے متعلق تھی کہ آیا ایک شرط (Term) کا اطلاق ایسے معاہدے پر بھی ہوسکتا ہے جو بحری بیمے کی "مفقود یا غیر مفقود" (Lost or not lost) پالسی کے مشابہ ہو۔ مگر جب عدالتوں نے دیکھا کہ اس کے روبرو بغرض فیصلہ مہمل یا ناشائستہ معاملات لائے جاتے ہیں، تو اس بات کے قاعدے قائم کئے جانے لگے کہ وہ شرط (Wager) ناقابلِ نفاذ ہوگی جس کا ثبوت صرف غیر مہذب شہادت سے مل سکتا ہو یا جس سے شخص ثالث کو ضرر پہنچنے کا خیال ہوتا ہو۔ یا مفاد عامہ کے لحاظ سے جس شرط سے کسی شخص کو قانون کی خلاف ورزی کی ترغیب ہو وہ ناجائز ہے۔

شرطوں کی بنا پر ہونے والی مقدمہ بازی کی روک تھام کرنے کے لیے عدالتوں سے جو احکام صادر ہوئے وہ عجیب و غریب بلکہ مضحکہ خیز تھے۔ نپولین کی مدت عمر کے متعلق[۱] شرط کو عدالت نے اس بنا پر ناقابل نفاذ قرار دیا ایک تو اس سے ایک انگریز کی حب الوطنی میں کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ دوسرے ایک غیر ملکی بادشاہ کو قتل کرنے کے خیال کی ہمت افزائی ہوتی ہے جس کے معنی خود اپنے بادشاہ کی ذات سے بدلہ لینے پر ابھارنا ہے۔ مگر یہ واضح ہے کہ ججوں کے لیے اصل محرک یہ تھا کہ "عدالتوں میں مہمل شرطیں آنے سے زحمتیں پیدا ہوں گی" اور یہ خیال کہ "یہ اصول مناسب ہوگا کہ مہمل شرطوں کے مقدمات کو اس وقت تک ملتوی رکھا جائے جب تک عدالت کو دوسری مصروفیتیں رہیں[۲]"

مجلس وضع قوانین میں البتہ معاہداتِ شرط کے بعض صورتوں پر غور کیا گیا ("16 Car. II C. 7") کے ذریعے سے یہ قانون نافذ کیا گیا کہ زاید از سو پونڈ کی جو رقم بازیوں یا کھلاڑیوں پر لگا کر ہاری جائے وہ ناقابل وصول ہوگی۔ اور یہ کہ وہ تمام ضمانتیں جو اس قسم کی رقم کے متعلق دی جائیں، وہ کالعدم ہیں "9 Anne, C.14"

---

[۱] Gilbert بنام Sykes (۱۸۱۲ء) (16 East, 150)

[۲] مقدمہ گلبرٹ بنام سائکس میں صفحہ ۱۶۲ پر۔

کے ذریعے سے قانون کو ایک قدم اور آگے بڑھایا گیا اور وہ تمام ضمانتیں پوری طرح کالعدم قرار دی گئیں جو خواہ کھیل میں ہاری ہوئی رقم کے متعلق یا کھلاڑیوں پر شرط لگانے کے سلسلے میں دی جائیں یا جان بوجھ کر ان اغراض کے لیے ادا کر دی جائیں۔ اور دس پونڈ یا اس سے زیادہ رقم ہارنے والے کو یہ موقع دیا گیا کہ وہ اگر اس ہاری ہوئی رقم کو ادا کر چکا ہو تو اسے واپس پائے۔ اس بازیابی کے لیے ادائی کی تاریخ سے تین ماہ کے اندر "قرضے کی نالش" دائر کرنی ہوتی تھی۔

کھیل اور وقت گزاری

یہ دیکھا گیا ہوگا کہ یہ دونوں قوانین صرف کھیل اور وقت گزاری کی شرطوں سے متعلق ہیں (جس میں گھوڑ دوڑ کی شرط شامل ہے) مگر دوسری قسم کی شرطیں بدستور رہیں مثلاً وہ شرط جو کسی انتخاب کے نتائج کے متعلق کی جائے۔ یہ آیندہ بیان کیا جائے گا کہ یہ امتیاز اب بھی اہمیت رکھتا ہے۔

بعض مقدمات سے ظاہر ہوا کہ یہ قانون سختی کا موجب ہے۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ اس قسم کی ضمانتوں کو لوگ ان کی ماہیت سے ناواقفیت کی حالت میں ان کو خرید لیں۔ اور جب یہ لوگ ان ضمانتوں کی ضمانت دہندہ پر تعمیل کرانا چاہیں تو انھیں بعد از وقت معلوم ہوگا کہ انھوں نے ایک ایسے دستاویز (تمسک) کے لیے رقم ادا کی ہے جو کھیل میں ہارنے والے شخص کے مقابلے میں قانوناً قطعاً کالعدم تھا۔ چنانچہ ۱۸۴۵ء کے گیمنگ ایکٹ کی دفعہ ۱۸ کی رو سے یہ قانون مقرر ہوا کہ لائے این کے قانون کی رو سے جو ضمانتیں کالعدم ہو جائیں ان کے متعلق اب آیندہ یہ بھی تصور کیا جائے گا کہ وہ جانبین سے ایک بدل ناجائز کے لیے کی گئی تھیں۔ ایسا ہونے سے ایسے تمسک کا قابض اس کی ناجائز بدل کا ثبوت ملنے پر بھی اس کی تعمیل کرا سکتا ہے بشرطیکہ وہ یہ ثابت کر سکے کہ اس نے اس کی مالیت ادا کی تھی اور اس کی اصلیت سے بے خبر تھا۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہ وہ اس مالیت کا "نیک نیتی سے قابض" ہے۔ دوسرا قدم یہ تھا کہ

لہ۔ قانون بابت ۱۸۳۵ء کی دفعہ ۱ کا منشا کھیل کے معاملات میں دی ہوئی ضمانتوں کے بے قصور قابضوں کو مصیبت سے بچانا ہے۔ اور یہ منشا نہ تھا کہ کھیل میں جیتنے والے کو اس قانون [illegible] سے پہلے کی حالت کی بہ نسبت زیادہ سہولت اس طور پر دی جائے کہ اسے ضمانت کو ایک بے قصور شخص ثالث کی جانب منتقل کرنے کی اجازت دی جائے۔ یا ہارنے والے کو اس حق سے محروم کیا جائے جو اسے پہلے جیتنے والے کے مقابل

ہر قسم کی شرطیں کالعدم قرار دی جائیں چنانچہ ۱۸۴۵ء کے گیمنگ ایکٹ دفعہ ۱۸ کے ذریعے سے یہ قانون بنایا گیا کہ :-

"تمام معاہدات یا معاملات جو خواہ زبانی ہوں یا تحریری اور خواہ بازی میں ہوں یا شرطیں سب لغو اور کالعدم ہیں اور یہ کہ کسی عدالت قانون یا عدالت نصفت میں کوئی مقدمہ نہ دائر ہو سکے گا نہ سنا جائے گا جو کسی ایسی رقم یا قیمتی شے کی بازیافت کے لیے ہو جس کے متعلق دعویٰ کیا جائے کہ شرط میں جیتی گئی ہے۔ یا کسی شخص کے پاس اس غرض سے امانت رکھی گئی ہو کہ جس واقعے کے لیے شرط باندھی گئی تھی اس کے رونما ہونے کی ضمانت کے طور پر رہے۔ واضح ہو کہ بہر صورت یہ قانون ان چندوں یا حصوں کے معاہدوں سے متعلق نہ ہوگا جو کسی جائز مقابلہ، کھیل، وقت گزاری یا ورزش میں ایک یا زائد جیتنے والوں کو پلیٹ یا انعام یا رقم عطا کرنے کے لیے یا اس کے سلسلے میں دیے جائیں۔"

مگر یہ امر قابلِ لحاظ ہے کہ قانون مذکور اس فرق پر اثر نہیں ڈالتا جو مقابلوں یا وقت گزاریوں کے سلسلے میں بدی ہوئی شرطوں اور دیگر قسم کی شرطوں میں پایا جاتا ہے جس حد تک کہ یہ فرق ان کفالتوں سے متعلق ہے جو ان دونوں قسم کی شرطوں کے متعلق دی جائیں۔ مقابلوں یا وقت گزاریوں پر بدی شرطوں پر یا ان کے سلسلے میں قرض

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ حاصل ہو سکتا تھا اور ادائی کے وقت یہ استدلال کیا جائے کہ ضمانت ناقابلِ نفاذ ہے اسی لیے دفعہ ۲ کی رو سے قرار دیا گیا کہ اگر ہارنے والے نے فی الواقع ضمانت کے تحریر ظہری کا مستفید لہ (INDORSEE) قابض یا محول الیہ (assignce) کو رقم ادا کر دی ہے تو وہ اس رقم کو اس شخص سے واپس پا سکے گا جس کو ضمانت اصل میں دی گئی تھی بہ ظاہر اس سے اسّی برس بعد تک بھی یہ محسوس نہ کیا گیا کہ اس سے ان لوگوں کو جو شرط میں ہاری ہوئی رقم چک کے ذریعے ادا کرتے ہیں، اس بات کی اجازت رہتی ہے کہ رقم ادا شدہ واپس پائیں کیونکہ عملاً ہر چک اسی شخص کو ادا کی جاتی ہے جو چک کی تحریر ظہری کا مستفید لہ ہے یا جو اس کا قابض ہے یعنی بینک جس کے ذریعے وہ رقم صاف کی جاتی ہے - Sutters بنام Briggs ۱۹۲۲ء (1 A.C. 1) بنا بر اں مجلس وضع قوانین نے مداخلت کی اور خواہ ایک قومی صنعت کو تباہی سے بچانا مقصود تھا یا مفلس پشت بناہان اسپان کی تحریص کو توڑنا بہر حال ۱۹۶۲ء کے گیمنگ ایکٹ کے ذریعے یہ دفعہ منسوخ کر دی گئی۔"

دی ہوئی رقم پر جو کفالتیں دی جائیں وہ اب بھی (۱۸۳۵ء کے قانون کی رو سے) ایک ناجائز بدل پر دی ہوئی کفالتیں قرار دی جاتی ہیں مگر گیمنگ ایکٹ ۱۸۴۵ء کی رو سے جو کفالتیں دیگر شرطوں (Wagers) کے سلسلے میں دی جائیں وہ ایسے معاہدوں کے متعلق دی ہوئی سمجھی جائیں گی جن کو قانون نے کالعدم قرار دیا ہے۔ یعنے یہ کہ وہ بغیر کسی بدل کے دی گئی ہیں۔

شرطوں کے متعلق معاملات

اب ان معاملات پر غور کرنا باقی رہ گیا جو شرطوں (wagers) سے پیدا ہوں یا ان کے لیے کئے جائیں۔ شرطیں چونکہ محض کالعدم ہی ہیں اس لیے عدم جواز کا کوئی دھبا ان کے ضمنی معاملات (Collateral Transactions) کو نہیں لگتا۔ بجز ان صورتوں کے جب کفالت اس رقم کے لئے دی جائے جو بازی یا سامان تفریح کی شرطوں سے متعلق ہو۔ جو رقم شرط باندھنے یا اس کی ادائی کرنے کے لیے دی جائے اس کی واپسی کا مطالبہ ہوسکتا ہے اگرچہ یہ اشتباہ ہوتا تھا کہ جو کفالت اس رقم کے لیے دی جائے جو کھیلوں اور سامان تفریح پر شرط باندھنے کے لیے قرض دی گئی ہو وہ گویا ناجائز بدل پر دی گئی ہے[1]۔ اسی طرح اگر ایک شخص دوسرے کو اس لیے ملازم رکھے کہ وہ اس کی طرف سے شرطیں باندھے تو بھی یہ بالکل باقاعدہ ملازم اور آقا ہوں گے۔

گیمنگ ایکٹ ۱۸۹۲ء

اس قانون کی آخر الذکر شکل کی ترمیم ۱۸۹۲ء کے گیمنگ ایکٹ کے ذریعے سے ہوئی۔ "کسی شخص کو ایسی رقم ادا کرنے کا صریحی یا معنوی عہد جو کسی ایسے معاہدے کے تحت یا اس کے سلسلے میں کیا گیا ہو جس کو قانون (نشان ۸ و ۹ وکٹوریہ سی ۱۰۹) نے کالعدم قرار دیا ہو یا ایسے معاہدے سے متعلق کچھ رقم بطور کمیشن اجرت یا انعام وغیرہ و نیز اس بارے میں کسی خدمت کی بابت یا اس کے سلسلے میں بسبب باطل اور کالعدم ہوگا اور کوئی نالش اس طرح کی رقم کی وصولی کے واسطے دائر نہ ہوسکے گی اور نہ اس کی سماعت کی جائے گی"۔ اب کوئی شخص اس کمیشن یا انعام کے پانے کا مستحق نہیں ہے جس کا اس سے اس لیے عہد کیا گیا تھا کہ شرطیں باندھے یا ان کی ادائی کرے

---

[1] (1 Esp. 17. Pyke's case 8ch. D. 756) Wood بنام Wettenhall)

نہ وہ کوئی ایسی رقم وصول کر سکے گا جو کسی اور شخص کی شرط کی ادائی کے لیے اس نے دی ہو۔ خواہ وہ (ا) دلال مفوض شرط (betting Commissioner) ہو جسے اس غرض سے مامور کیا گیا تھا کہ شرطیں باندھے اور اگر ہارے تو اس کی رقم ادا کر دے یا (ب) وہ اپنے کسی دوست کی درخواست پر اس رقم کو خود ادا کر دے جو اس کے دوست نے کسی گھوڑ دوڑ میں ہاری تھی۔ تو اس قسم کی ادا کردہ رقم کی بازیابی کے لیے نالش کرنے پر وہ کامیاب نہیں ہو سکتا[1]

گیم کے قرضے عدالت مرافعہ نے قرار دیا ہے کہ جو رقم جان بوجھ کر اس لئے دی جائے کہ اس سے شرط میں ہاری ہوئی رقم ادا کی جائے تو وہ ایسی رقم متصور نہ ہوگی جو ایک ایسے معاہدے کے سلسلے میں ادا ہوئی ہے جسے قانون قماربازی (Gamingact 1845) کے تحت ناجائز اور کالعدم قرار دیا گیا ہے[2]۔ لیکن یہ امر ابھی تک فیصل نہیں ہوا کہ آیا وہ رقم بھی جو شرط باندھنے کی غرض سے دی جائے اسی ذیل پر آتی ہے۔ مذکورہ مقدمے میں جس امتیاز کو ("Cozen Hardy M. R. ") نے "بنیادی" امتیاز Vital بیان کیا ہے وہ قانون بابت ۱۸۴۵ء میں تو واقعاً اہمیت رکھتا ہے لیکن ۱۸۹۲ء کے قانون کے الفاظ ان قرضوں پر حاوی نہیں معلوم ہوتے جو ان اغراض میں سے کسی ایک غرض کے لیے بھی دیئے جائیں Fulton Saxby[3] میں عدالت نے جو الفاظ استعمال کیے ہیں ان سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔ اگرچہ فیصلے کا دارومدار اس امر پر تھا کہ رقم ایسے ملک میں قماربازی کرنے کے لیے قرض دی گئی تھی جہاں قماربازی جائز تھی اور اسی لیے رقم واجب الادا قرار دی گئی[4]۔

مگر یہ واضح ہو کہ جو شخص جو کسی کی جانب سے شرط بدنے پر ملازم رکھا جائے وہ جیتی ہوئی رقم خود نہیں رکھ سکتا[5]۔ یہ رقم دوسرے کی نیابت میں وصول کی ہوئی ہوتی ہے اور قانون

[1] Saffery بنام Mayer ۱۹۰۱ء (1 K. B. 11.)

[2] Re O' Shea (1911)2 K. B. [redacted]

[3] 909) 2 K. B. at P. 282.

[4] نیز مسٹر دائسی کا مضمون لا کوارٹرلی ریویو ۱۹۰۲ء (صفحہ ۲۳۸) میں دیکھو البتہ یہ یاد رہے کہ جو رقم ایسے کھیل کے لیے قرض دی جائے جو ناجائز اور ممنوع ہے جیسے (hazard) (اور جیسے اس قرض میں ادا نہ کیا جائے جو گیمنگ ایکٹ ۱۸۴۵ء کے تحت کالعدم قرار دی ہوئی شرط کے لیے دیا جائے) تو وہ بازیافت نہیں ہو سکتا اس پر پانچ چھ صفحے بعد بحث کی گئی ہے۔

[5] De Mattos بنام. Benjamin 248 (Q. B.) L.J. [redacted]

مذکورۂ بالا کے تحت نہیں آتی۔ جو رقم مہتمم جوے خانہ کے پاس بطور ضمانت شرط جمع کی جائے اس کا ادائی میں شمار نہیں ہے[1]۔ کیونکہ لفظ ادائی کے معنی کلیتاً بے باقی کے ہیں اور اس جمع شدہ رقم کو قبل تحقق معاملۂ شرط اور ادائی جمع کرنے والا جس وقت چاہے واپس لے سکتا ہے۔

قوانین گیم کے عام اثرات

سنہ ۱۸۴۵ء کے قانون نے چارلس دوم کے قانون کو پوری طرح اور این (Anne) کے قانون کو بڑی حد تک منسوخ کر دیا۔ چنانچہ علاوہ[2] ان قوانین کے جن کے تحت لاٹری اور بعض دیگر بازیاں ممنوع قرار دی گئی ہیں۔ اور ان قوانین کے جو بیمے کے متعلق ہیں۔ ہمیں ایسے تین قانون ملتے ہیں جو شرطوں سے متعلق ہیں۔ (۱) گیمنگ ایکٹ بابت سنہ ۱۸۳۵ء جو بعض قسم کی شرطوں میں ہاری ہوئی رقم کفالتوں سے متعلق ہے۔ (۲) گیمنگ ایکٹ سنہ ۱۸۴۵ء جو عام شرطوں سے متعلق ہے (۳) گیمنگ ایکٹ سنہ ۱۸۹۲ء جو ایسے ذیلی معاملات سے متعلق ہے جو شرطوں سے پیدا ہونیوالی کفالتوں کے علاوہ ہیں۔

کفالتیں

یہ بتایا جا چکا ہے کہ جو کفالتیں شرطیں ہاری ہوئی رقم کے متعلق دی جائیں ان کی ابھی تک دو قسمیں باقی رہیں۔ کیونکہ سنہ ۱۸۳۵ء کے گیمنگ ایکٹ نے گیم اور جی بہلائی کی شرطوں اور دیگر شرطوں میں امتیاز باقی رکھا[3] اس پر آیندہ بھی بحث کی ضرورت ہوگی۔

مجلس وضع قوانین نے ایسے تین تجارتی اہم معاملات سے بحث کی ہے جو بسہولت معاہدات شرطیں مبدل ہو سکتے ہیں یعنی اسٹاک اکسچینج کے معاملات بحری بیمہ اور زندگی کے یا دیگر واقعات کے بیمے"

سر جان برنارڈ ایکٹ سنہ ۱۷۳۴ء میں (Stockjobbing) کے مذموم طریقے اور خاص کر ان شرطوں کے متعلق جو مال کے نرخ کے متعلق کی جائیں یا نرخ کے تفرقے کی

---

[1] Buree بنام Ashley اینڈ اسمتھ لیمٹڈ سنہ ۱۹۰۰ء

[2] 5+6Will, 4. C. 41; 8+9 Vic. C. 109; 55 Vict, C. 9.

[3] آگے دیکھو باب ۷ فصل (۲) (یہ باب)

یا بجائی کے لیئے ان سب کا ذکر تھا یہ قانون اب منسوخ ہو چکا ہے۔ اس قسم کے معاہدے اگر خالصاً شرط Wagers ہوں تو قانون قمار بازی (Gaming Act) ۱۸۴۵ء کے تحت آتے ہیں۔

صرافے کے معاملات

فرض کرو کہ زید بکر سے بچاس فرانسیسی بانڈ کی خرید کے متعلق معاہدہ کرتا ہے کہ ہر سو پونڈ کے بانڈ کے (۷۰) پونڈ دیئے جائیں گے اور یہ معاہدہ آیندہ یوم تصفیۂ حسابات کو نافذ ہو اگر اس تاریخ کو تمسکوں کا نرخ بڑھ کر مثلاً (۸۰) پونڈ ہو جائے اور بکر کے پاس تمسکات نہ ہوں تو وہ مجبور ہوگا کہ (۸۰) پونڈ پر خرید کر (۷۰) پونڈ کو بیچے۔ اور اگر وہ اس کے قبضے میں ہوں تو وہ اس بات پر مجبور رہے کہ انھیں بازار کے نرخ سے کم پر فروخت کرے۔ اس کے برخلاف اگر تمسکات کا نرخ گھٹ جائے تو زید مجبور ہوگا کہ وہی قیمت ادا کرے جو معاہدے میں ٹھیری ہے اور جو بازار کے نرخ سے زیادہ ہے۔

یہ امر بہ آسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ اس قسم کے معاملات محض شرط ہی ہوتے ہیں اور اس سے زیادہ ان کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی کیونکہ وہ اس بات پر شرط باندھنا ہوتا ہے کہ آیندہ دن نرخ کیا ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ تمسکات زیر بحث کو نہ زید خریدنے کا ارادہ رکھتا ہو اور نہ بکر بیع کرنے کا۔ اور ان کی غرض اس سے زیادہ کچھ نہ ہو کہ جیتنے والا ہارنے والے سے وہ فرق حاصل کرے جو معاہدے کی مقررہ قیمت اور بازار کے نرخ میں پایا جائے۔ اس کے برخلاف ہو سکتا ہے کہ زید خریدنے کا تو ارادہ رکھتا تھا مگر یوم معاہدہ اور یوم تقرر نرخ کے درمیان میں اسے رقم لگا دینے کا ایک اور ایسا اچھا موقع ہاتھ آگیا کہ وہ تعمیل معاہدہ سے بچنے کی غرض سے بکر کو فرق ادا کرنا پسند کرے[۵]۔ اگر اصل میں معاملہ اس لیے ہوا ہو کہ فرق ادا کیا جائے۔ اور یہ امر واقعے کے طور پر ثابت ہو جائے تو معاملے کی نوعیت محض اس بنا پر نہیں بدل جائے گی کہ معاہدۂ شرط میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ ہر فریق تکمیل بیع کی خواہش کر سکے گا۔ ایسی قرارداد کے متعلق یہ کہا جائے گا کہ "یہ قرارداد جوے کے معاملے پر پردہ ڈالنے کی غرض سے

۵۔ Thacker بنام Hardy (Q. B. D. 685)

بڑھائی گئی ہے اور اس کا منشا صرف یہ ہے کہ جوئے کے دیون کے لیے فریقین ایک دوسرے پر دعوے دائر کر سکیں[۵۱]۔ جو رقم کسی فریق کو ایسے معاملے کی بنا پر واجب الادا ہوتی ہو اس کے لیے دعوےٰ نہیں ہو سکتا[۵۲]۔ لیکن جو کفالتیں کسی فریق کے پاس ان دیون کی بابجائی کے لیے امانت رکھی جائیں جو فرق ادا کرنے کے مسلسل معاہدات کی بنا پر پیدا ہوں تو ان کو امانت رکھانے والا اس بنا پر واپس پا سکتا ہے کہ امانت (ڈپازٹ) کا کوئی بدل نہ تھا کیونکہ وہ معاملات جن کی تعمیل کی کفالت دی گئی تھی خود کالعدم تھے[۵۳]۔

بحری بیمہ

بحری بیمے کے متعلق اب ۱۹۰۹ء کا میرائن انشورنس ایکٹ نافذ ہے[۵۴]۔ اس کی رو سے جہاز کے یا اسباب تجارتی کے وہ تمام بیمے کالعدم ہیں جن میں بیمہ کرانے والا شئے بیمہ شدہ سے کوئی واقعی یا شرط مفاد نہ رکھتا ہو یا پالیسی کے الفاظ ایسے ہوں جن سے مفاد کا ثبوت غیر ضروری ہو گیا ہو۔ اس قانون کی دفعہ ۴ ضمن (۲) میں ہے کہ بحری بیمے کے جس معاہدے میں بیمہ دار کا کوئی ایسا مفاد نہ ہو اس کے متعلق خیال کیا جائے گا کہ وہ بازی یا شرط کا معاہدہ ہے۔ ایک بعد کے قانون[۵۵] میں اس بات کو ایک تعزیری جرم قرار دیا گیا ہے کہ کسی موضوع بیمے میں صحیح اور واقعی مفاد یا توقع مفاد کے بغیر بحری بیمے کا معاہدہ کیا جائے۔ جو چیز قابل بیمہ مفاد بن سکتی ہے یعنے وہ مفاد جس کے لیے کوئی شخص بیمہ کرانے کا حق رکھتا ہے، وہ قانون تجارت Mercan -tile Law کا مسئلہ ہے جس سے ہمیں یہاں بحث نہیں اس کو Marine) insurance کے دفعات (۵-۱۴) میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

عام بیمے

قانون نشان (۱۴) جارج سوم سی (۴۸) میں (باستثنائے بیمہ جات بحری) عام بیمے سے بحث ہے۔ اور اس کی رو سے اس بات کی

---

۵۱ - یونیورسل اسٹاک ایکسچینج بنام Strachan ۱۸۹۶ء A. C. 173)

۵۲ - آبرن مانگر اینڈ کمپنی بنام Dyne (44. T.L. R. 497)

۵۳ - دیکھو بسلسلۂ Cronmire ۱۸۹۸ء (2 Q. B. 383.)

۵۴ - 6 Edw. 7, C, 41. S. 4.

۵۵ - 9 Edw. 7, C. 12.

ممانعت کی گئی ہے کہ کوئی شخص دوسرے اشخاص کی زندگی کا یا ایسے واقعات کا بیمہ کرائے جن سے اس کو کوئی واسطہ اور مفاد نہ ہو۔ مزید براں وہ ضروری قرار دیتا ہے کہ اشخاص مفاد دار کا نام پالیسی میں درج کیا جائے۔ اور یہ کہ اسے کوئی ایسی رقم نہ دلائی جائے گی جو بوقت بیمہ، بیمہ دار شخص کے مفاد سے زیادہ ہو۔ ایک دائن اپنے مدیون کی زندگی کا بیمہ کرا سکتا ہے تاکہ دین کی کفالت حاصل ہو جائے۔ مگر جان کے بیمے اور بحری یا آگ کے بیمے میں ایک اہم فرق ہے۔ آخر الذکر بیموں میں معاہدہ یہ نہیں ہوتا ہے کہ کسی خاص حادثے کے وقوع میں آنے پر کوئی معینہ رقم دی جائے گی بلکہ یہ کہ بیمہ دار کے اس نقصان کی ایک خاص حد تک تلافی کر دی جائے جس کے متعلق بیمہ کرایا گیا تھا[۱]۔ اس حد کے اندر رقم ادا طلب کی مقدار نقصان کے لحاظ سے کم و زیادہ ہو گی۔ مگر بیمہ دار کو یہ اجازت نہیں ہوتی کہ اپنی بد قسمتی سے نفع کمائے۔ اسی لیے اگر وہ کسی اور ذریعے سے اپنے نقصان کی تلافی کر لے۔ تو بیمہ کنندہ اس سے اس حد تک رقم واپس لے سکے گا[۲]۔ اور اگر وہ ان حقوق سے استفادہ نہ کرے جن کے استفادے سے بیمہ کنندہ نقصان سے بچ جاتا تو اسے اس بات پر مجبور کیا جائے گا۔ کہ وہ بیمہ کنندہ (insured) کو ان حقوق کی پوری مالیت کا معاوضہ دے[۳]۔

جان کے بیمے اور دیگر بیموں میں فرق ہے

آگ یا بحری خطرے کے خلاف بیمے کی پالیسیاں اس بات کا معاہدہ ہیں کہ بیمہ دار معینہ اسباب سے جو نقصان برداشت کریں

۱۔ Darrell بنام Tibbitts (5 Q. B. D. 560)

۲۔ اس حق کو بیمہ کنندہ (insurer) کی جانشینی (Subrogation) بمقابل حقوق بیمہ دار کہتے ہیں جس پر Castellain بنام Preston ۱۹۲۲ء (11 Q. B. D. 380) میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے نیز ایک جدید تر مقدمہ ایڈورڈسن اینڈ کمپنی بنام موٹر یونین میں بیمہ کنندہ نہ صرف حقوق ارجاع دعوے کے نفاذ کے اغراض کے لیے بیمہ دار کا جانشین ہو جاتا ہے بلکہ ان تمام حقوق سے استفادہ کر سکتا ہے جن سے بیمہ دار اپنا نقصان گھٹاتا یا گھٹا سکتا ہے اس نظریے کا مقصد یہ ہے کہ معاہدات بیمہ کو اس بات سے بچایا جائے کہ وہ معاہدات تلافی کے سوا کچھ اور بنا لیے جائیں۔

۳۔ ویسٹ آف انگلینڈ فائر کمپنی انشورنس کمپنی بنام Isaacs) ۱۸۹۷ء 1 Q. B. 226

اس کی تلافی کی جائے جب اس قسم کے نقصان کی تلافی دوسرے ذرائع سے ہو جائے تو شراکتیں اس نقصان کی ذمہ دار نہیں ہیں جو وقوع میں نہ آیا ہو۔ مگر جان کے بیمے میں ایسا کوئی لحاظ نہیں ہوتا پالیسی میں ان اسباب کا کوئی ذکر نہیں ہوتا جس پر وہ نافذ ہوگی، وہ محض اس بات کا معاہدہ ہے۔ کہ ایک معینہ سالانہ ادائی کے بدل میں کمپنی کسی آیندہ وقت ایک معینہ رقم ادا کرے گی جو اداشدنی (پریمیم) کی مالیت کے لحاظ سے مقرر ہوتی ہے اور اس طرح رقم موعودہ گویا کہ خریدی جاتی ہے[1]"

اس طرح اگرچہ جان کے بیمے کی پالیسی میں بیمہ دار (assured) کے لیے ضروری ہے[2] کہ بیمے کے وقت اس کے مدنظر کوئی مفاد ہو مگر وہ مفاد اس کے اور بیمہ کنندہ کمپنی کے مابین کوئی وقعت نہیں رکھتا" پالیسی میں ان اسباب کا کوئی ذکر نہیں ہوتا جو اس کو وجود میں لائیں" بیمہ کنندہ عہد کرتا ہے کہ ایک معینہ واقعے کے ظہور پذیر ہونے پر ایک بڑی رقم اس بات کے بدل کے طور پر ادا کرے گا کہ اسے اس واقعے کے ظہور پذیر ہونے تک باقساط چھوٹی چھوٹی رقمیں ادا کی جائیں۔ ہر فریق آیندہ نقصان کا جو کھم قبول کرلیتا ہے اور بیمہ دار کے مفاد کے اس شخص سے جس کا بیمہ کرایا گیا ہے (assured) کسی طرح وابستہ ہونے کی قانونی ضرورت جزو معاہدہ نہیں ہوتی۔ چنانچہ اگر کوئی دائن اپنے مدیون کی جان کا بیمہ کرائے اور بعد میں اس کا دین ادا ہو جائے اور پھر وہی پریمیم کے اقساط دیتا رہے تو دین کی ادائی کا واقعہ اس مطالبے کے مقابل میں کمپنی کی جانب سے بطور رجوابدہی کے نہیں پیش ہو سکتا۔ لارڈ ایلن برا (Ellenborough)[3] نے جان کے بیمے کو معاہدۂ ابرائلافی قرار دیا ہے۔ مگر مقدمہ (Dalby) بنام انڈیا اینڈ لنڈن لائف انشورنس کمپنی[4] میں قاعدہ متذکرۂ صدر بالآخر قطعی طور سے مسلم ہو گیا۔ دوسرے الفاظ میں آگ یا اس قسم کے دیگر بیموں میں

---

[1] ۔ قانون نشان (14 Geo.III, C. 48)

[2] ۔ Law بنام London Indisputable Life Policy Co., 1 K. & J. [redacted].

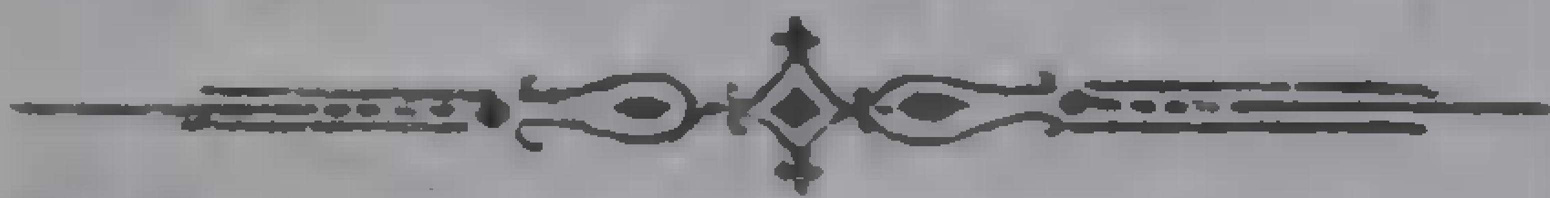
[3] ۔ Godsall بنام Boldero (9 [redacted] 72)

[4] ۔ 5 C. B. [redacted]

اس بات کا معاہدہ ہوتا ہے کہ ایک ایسے واقعے کے ظہور پذیر ہونے پر رقم ادا کی جائے گی جو ممکن ہے ظہور پذیر ہو اور ممکن ہے کہ نہ ہو مگر جان کے بیمے میں ایک ایسے واقعے کے ظہور پذیر ہونے پر رقم کی ادائی کا معاہدہ ہوتا ہے جس کا جلد یا بدیر ظہور پذیر ہونا ناگزیر ہے۔ پہلی صورت میں عدم تیقن اس بات میں نہیں ہوتا ہے کہ واقعہ کب ظہور پذیر ہوگا؟ بلکہ یہ کہ آیا وہ ظہور پذیر ہوگا بھی؟ دوسرے میں عدم تیقن فقط اس بارے میں ہوتا ہے کہ وہ کب ظہور پذیر ہوگا۔

(۲) قانون غیر موضوعہ کے کالعدم معاہدات

(۱) اس بات کا معاملہ کہ ایک قابل لزام جرم یا قانون دیوانی کے فعل ناجائز کا ارتکاب کیا جائے گا



جرم یا فعل ناجائز کے ارتکاب کا معاملہ

یہ صاف ہے کہ عدالتیں ان معاملات کو نافذ نہیں کریں گی جو کسی جرم کے ارتکاب کے متعلق ہوں خواہ یہ جرم قانون غیر موضوعہ کا ہو یا موضوعہ کا۔ عدالتیں ان معاملات کو بھی نافذ نہ کریں گی جو کسی قابل ہرجہ تعدی (ٹارٹ) کے ارتکاب کے متعلق ہوں چنانچہ حملہ (assault) کرنے کا معاملہ کالعدم قرار دیا گیا ہے چنانچہ (Allen) بنام (Rescous)[1] میں فریقین میں سے ایک نے اس بات کا ذمہ لیا کہ ایک آدمی کو زدو کوب کرے۔ اسی طرح وہ معاملات کالعدم ہیں جن میں فریب شامل ہو[2]۔ یا جن میں توہین کی اشاعت ہو حتیٰ کہ کسی مالک اخبار کا عہد کہ طابعانِ اخبار کو ایک توہین کی اشاعت پر ان کے خلاف مقدمے کی ذمہ داری سے بری رکھے گا[3]۔

[1] Lev. 174

[2] Clay بنام Yates (1 H. & N. 73)

[3] Smith بنام Clinton (25 T. L. R. 34)

ایک مدیون نے اپنے دائنوں سے چھ شلنگ آٹھ پنس فی پونڈ کی ادائی پر مصالحت کرتے ہوئے مدعی سے اس بات کا ایک علیحدہ معاہدہ کیا کہ اس کو (مدعی) اس کے دین کا ایک جز و پورا دیدے گا۔ قرار دیا گیا کہ یہ دیگر دائنوں کے حق میں فریب ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک نے عہد کیا تھا کہ اگر دوسرے دائن بھی اپنے دیون کے ایک حصے سے دست بردار ہوں تو اس کے بدل میں یہ بھی اپنے دین کے اتنے ہی حصے سے دست بردار ہو جائیں گے[1]۔ "جب ایک دائن معاہدۂ مصالحت (Composition) کے باوجود از راہ فریب اپنے لیے ترجیح کا وعدہ لے لے۔ تو اس کا یہ وعدہ قطعاً کالعدم ہے"[2] انھیں وجوہ سے عدالتیں کسی ایسے معاہدے کی شرط کی تائید نہ کریں گی جس کی رو سے ایک شخص کے دیوالیہ ہونے کی صورت میں اس کی جائداد کی بعض اشیاء اس کے دائنوں سے لے کر معاہدلہٗ کو دی جائیں[5]۔

ایک کمپنی کو ترقی دینے کی تدابیر کے اندر ایک ایسا معاملہ بھی داخل تھا[3] جس میں کارکنوں کی غرض حصہ داروں کو فریب دینا تھی، ایسے معاملے سے بنائے دعویٰ نہیں پیدا ہو سکتی۔ متعدد اشخاص میں اس غرض سے حصہ خریدنے کا معاملہ ہوا[4] کہ لوگوں کو یقین ہو کہ حصص واقعاً قابلِ خرید ہیں اور یہ کہ حصے ایک صحیح پریمیم پر فروخت ہو رہے ہیں قرار دیا گیا کہ یہ ناجائز معاملہ ہے۔ اس پر سازش کا الزام قایم ہو سکتا ہے۔ اور ایسی سازشی خرید کے متعلق کوئی دعویٰ رجوع نہیں کیا جا سکے گا۔

اس عنوان کے تحت شاید ہم وہ معاملہ بھی[5] درج کر سکتے ہیں جس میں مالکان اخبار نے یہ اعلان کیا کہ وہ اپنے اخبار میں کینیڈا کی اراضی کے خریداروں کے لیے صحیح مشورے دیں گے۔ مگر اس کے باوجود انھوں نے ایک قیمتی اعلان بدل کے وعدے

---

[1] Mallalieu بنام Hodgson (16 Q. B. 689)

[2] Ex Parte Barter, 26 Ch. D. 510

[3] Begbie بنام Phosphate Sewage Co. (L.R.10 Q.B.,at P. 499)

[4] Scott بنام Brown ۱۸۹۲ء (2 Q. B. 724)

[5] Neville بنام Dominion of Canada News Co. ۱۹۱۵ء (3 K. B. 556)

کے عوض میں ایک شخص سے جو کینیڈا کی اراضی کی کمپنیوں سے وابستہ تھا عہد کیا کہ وہ کسی ایسی کمپنی پر تنقید نہ کریں گے جس میں وہ شریک ہو قرار دیا گیا کہ کوئی ایسا معاملہ عوام کو ایک پر فریب یا بے ایمانی کی اسکیم تک سے متنبہ کرنے سے باز رکھے ناقابل نفاذ ہوگا۔

فریب اور عدم جواز فریب ایک دیوانی جرم ہے اور ارتکابِ فریب کا معاملہ فعل ناجائز کا معاملہ ہے لیکن اس فریب کو جو دیوانی فعل ناجائز ہو اس فریب سے الگ رکھنا چاہئے جو معاہدے کا باطل کرنے والا عنصر ہو۔

اگر بکر کے فریب سے زید اس بات پر آمادہ ہوا ہو کہ بکر سے معاہدہ کرے تو یہ ایک ممکن الانفساخ معاہدہ ہوگا کیونکہ زید کی رضامندی حقیقی رضامندی نہیں ہے اور اگر زید فریب پر بر وقت مطلع نہ ہوا اور معاہدہ کرنے سے باز نہ رہے تو بھی وہ ان نقصانات کے تحت ٹارٹ کا دعویٰ کر سکے گا۔ جو اسے برداشت کرنے پڑیں لیکن اگر زید و بکر اس غرض سے معاہدہ کریں کہ محمود کو فریب دیا جائے تو معاہدہ کالعدم ہوگا کیونکہ زید و بکر نے ایسی بات کا معاملہ کیا ہے جو ناجائز ہے سچی رضامندی اور جواز غرض دو مختلف چیزیں ہیں۔

(ب) اس فعل کا معاملہ جس سے قانون منع کرنے کی پالیسی رکھتا ہے

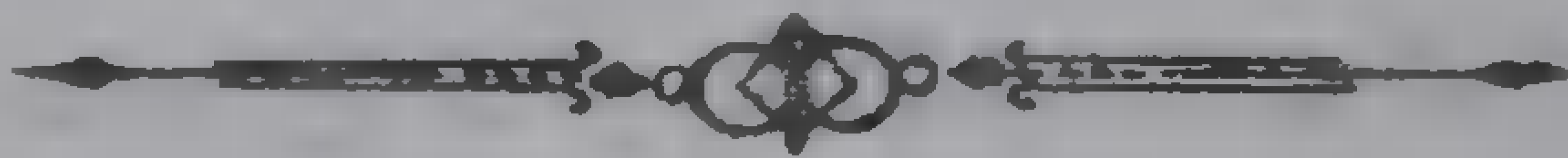
مصلحت عامہ مصلحتِ قانون یا مصلحتِ عامہ کے الفاظ معاہدے کے جواز کے متعلق رائے قایم کرنے میں عموماً استعمال کیے جاتے ہیں صحیح طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ یہ الفاظ کس طرح معرض وجود میں آئے۔ بہت ممکن ہے کہ جن معاملات سے تجارت میں رکاوٹ یا مقدمہ بازی میں اضافہ ہوتا ہو انھیں سے اولاً یہ اصول قرار پایا ہو کہ عدالتیں ایسے معاہدات کو جائز قرار دیتے وقت مفاد عامہ کو مدنظر رکھیں گی۔

شرطیں باندھنا جب تک جائز رہا اکثر انھیں کے سلسلے میں عدالتوں کو اپنی فراست کے کام میں لانے کی ضرورت محسوس ہوتی رہی ـــ جیسا کہ مقدمۂ گلبرٹ

بنام سائکس سے (جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے[1]) اچھی طرح واضح ہو گیا ہو گا۔ مگر یہ بات قرین قیاس نہیں معلوم ہوتی کہ نظریۂ مصلحتِ عامّہ اس غرض سے پیدا ہوا کہ شرائط کی پابند کرنے والی قوت سے چھٹکارا پانے کا کوئی حیلہ نکالا جائے۔ غرض ابتدا اس کی کسی طرح بھی ہوئی ہو، اٹھارھویں صدی کے اواخر اور انیسویں صدی کی ابتدا میں اس کا اطلاق اکثر ہوا گو اس کے نتائج ہمیشہ خوشگوار نہ رہے[2]۔ البتہ بعد کے فیصلوں سے گو یہ امر تو برقرار رکھا گیا کہ فائدۂ عامہ کا لحاظ رکھنا عدالت کا فریضہ ہے لیکن اس اختیار کے دائرے کو محدود کرنے کی جانب برابر میلان رہا۔ چنانچہ اسس کے اصول کو (Jessel, M. R.) نے ۱۸۷۵ء میں یوں بیان کیا ہے[3]۔ "آپ کو اس اعلیٰ مصلحت عامّہ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ آپ معاہدات کی آزادی میں خفیف وجوہات پر مداخلت نہ کریں" اور در اصل اس قسم کے مقدمات میں مشکل جو پیدا ہوتی ہے وہ اسی بنا پر ہوتی ہے کہ معاہدات کی آزادی کے ساتھ بعض اور اتنے ہی اہم سمجھے جانے والے معاہدات عامہ کے تطابق کی کوشش کی جاتی ہے۔

تاہم یہ کہا جا سکتا ہے کہ قانون کا طرز عمل بعض امور کی حد تک اچھے خاصے معین اصول کی شکل میں آگیا ہے البتہ یہ امر ناگزیر ہے کہ ان اصول کا معین اشکال پر اطلاق کرتے وقت رائے عامّہ اور معیار دیانت کے نشو و ارتقا کے ساتھ ساتھ فرق پیدا ہوتا جاتا ہے۔

مصلحت قانونی سے منافی ہونے کی بنا پر عدالتیں جن معاہدات کی تعمیل نہیں کراتیں ان کو چند عنوانوں کے تحت مرتب کیا جاتا ہے۔



[1] دس بارہ صفحے قبل بحوالہ (16 East, 150)

[2] Egerton بنام Earl Brownlow (4 H. L. C. 1)

[3] پرنٹنگ کمپنی بنام Sampson (19 Eq. 465)

ایسے معاملات جو ہماری مملکت کے تعلقات ممالک غیر کے ساتھ بگاڑ دیں

اسکی دو صورتیں ہیں متخاصم مملکت سے دوستانہ تعلقات اور حلیف مملکت سے مخاصمانہ تعلقات

غیر ملکی دشمن سے معاہدہ

غیر ملکی دشمن سے جو معاہدات ہوں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے یہ امر ناجائز ہے کہ[1] ایسے معاہدے کا انعقاد ہو یا جو معاہدہ قبل ابتدائے جنگ منعقد ہو چکا ہو اس کی دوران جنگ میں تعمیل کی جائے۔ یہ بتایا جا چکا ہے کہ[2] اگر کسی معاہدے میں یہ شرط ہو کہ دوران جنگ میں جملہ حقوق و فرائض تحت معاہدہ ملتوی رہیں تو ایسا معاہدہ بھی اسس اصول عامہ کی بنا پر کالعدم قرار دیا جا سکتا ہے کہ اس کے وجود کے برقرار رہنے ہی سے دشمن ملک کے معاشی مفادات کی ترقی ہونے یا اپنے ملک کے معاشی مفادات کو نقصان پہنچنے کا امکان ہے۔

حلیف سلطنت سے مخاصمت رکھے

جو معاملہ اس غرض سے ہو کہ کسی حلیف سلطنت کے خلاف مخاصمانہ فعل انجام دیا جائے تو وہ ناجائز ہے اور اسے نافذ نہیں کیا جا سکتا چنانچہ عدالتیں ان اشخاص کی مدد نہیں کریں گی "جو ایک حلیف سلطنت کی رعایا کے لیے اس غرض سے قرضوں کا انتظام کریں کہ وہ اپنے مقتدر اعلیٰ کے خلاف

---

[1] Esposito بنام Bowden (7 E. & B. 763)

[2] باب پنجم فصل اول۔

جنگ کر سکیں[1]۔

لارڈ مینس فیلڈ کا یہ قول بظاہر غیر مستند ہے کہ "کوئی ملک کبھی دوسرے ملک کے قانون مالگزاری کا لحاظ نہیں کرتا" اور یہ بات[2] مشتبہ سمجھی جانی چاہیے[3]، کہ آیا وہ معاملہ اب بنائے نالش پیدا کرے گا جو کسی حلیف سلطنت کے مالگزاری کے یا دیگر قوانین کی خلاف ورزی کے لیے کیا جائے۔ ایک حالیہ مقدمے میں کہا گیا ہے کہ "یہ ملک ہرگز دوسرے خود مختار ممالک کے قوانین کی خلاف ورزی میں مدد یا رضامندی (Sanction) نہ دے"[3]

ملازمت سرکاری کے لیے مضر معاملات

عہدہ فروشی ملازمین سرکاری کا درست طور پر اپنے خدمات کو انجام دینا ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے عوام کا مفاد وابستہ ہے۔ اور وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ ممکن الحصول موزوں ترین اشخاص ملازم مقرر کیے جائیں۔ عدالت ہائے قانون ایسے معاہدات کو ناجائز قرار دیتی ہیں۔ جن کی غرض عہدہ ہائے سرکاری کو فروخت کرنا یا ایسے عہدوں کی تنخواہوں کا تحویل کرنا ہو۔

(Card) بنام (Hope)[4] غالباً ایک انتہائی صورت کا مقدمہ ہے اس میں ایک ایسی دستاویز کالعدم قرار دی گئی تھی جس کی رو سے ایک جہاز کے حصوں کی اکثریت کے مالکوں نے اپنے حصوں کا ایک جزو فروخت کر دیا اور خریدار نے جہاز کی افسری اپنے لیے

---

[1] De Wutz بنام Hendricks (2 Bing. 316)

[2] Holman بنام Johnson (Cowp. 343)

[3] Ralli بنام Compania Noviera (1920, 2 K.B. 287, 300, 304)

[4] 2 B. & C. 661

حاصل کر لی نیز یہ کہ آیندہ افسروں کی نامزدگی کا حق اپنے منتظمین وصیت (Executors) کے لیے حاصل کر لیا یہ جہاز ایسٹ انڈیا کمپنی کی خدمت میں تھا اور یہ اس بات کا مترادف قرار دیا جا چکا تھا کہ وہ ملازمت سرکاری میں ہے مگر فیصلہ[1] اس بناء پر صادر ہوا کہ عوام کو اس بات میں دخل دینے کا استحقاق ہے کہ کسی جہاز کے مالک اس کے لیے افسر بہترین منتخب کریں۔ عوام کو اس مطالبے کا حق ہے کہ کوئی شخص ہرگز محض ذاتی نفع کو پیش نظر رکھ کر سرکاری خدمت کو نہ اختیار کر سکتا ہے اور نہ اس سے احتراز کر سکتا ہے[2]

چنانچہ "مصلحت قانونی" کبھی ایسے معاہدے کی تائید نہ کرے گی[3]۔ جس میں کوئی شخص یہ معاملہ کرے کہ وہ اپنے اثر وحیثیت کو کام میں لا کر حکومت سے کوئی فائدہ حاصل کرا دے گا۔ یا کسی جائداد کا اس شرط پر عطیہ کیا جائے کہ اس کا قابض ہرگز سرکاری بحری یا فوجی ملازمت میں شریک نہ ہو۔ یا کوئی معاملہ جس کے تحت ایک ممبر پارلیمنٹ کسی سیاسی جماعت سے تنخواہ کے بدل میں معاملہ کرے کہ وہ ہر معاملے میں اس انجمن کے ہدایات کے مطابق رائے دے گا[4] یا کوئی معاملہ جس میں ایک شخص کچھ عطیہ خیرات کے لیے اس عہد کے بدل میں دیتا ہے کہ اسے "سر" کا خطاب دلایا جائے[5]

تحویل تنخواہ

عہدۂ سرکاری کی تنخواہ کے تحویل کرنے کی ممانعت کا قاعدہ کسی قدر مختلف اصول پر مبنی ہے۔ لارڈ (Abinger) نے (Wells) بنام (Foster) [6] میں کہا کہ یہ مناسب ہے کہ سرکاری عہدہ داروں کو اچھی طرح گزر بسر کے ذرایع حاصل رہیں تاکہ انھیں افلاس کے باعث بری ترغیبیں نہ پیدا ہوں" اس مقدمے میں (Parke. B.) نے وہ حدود معین کیے ہیں جن کے اندر

[1] - Blachford بنام Preston (8 T. R. 89)

[2] - 5 & 6 Ed. 6, C. 16. 49 Geo. 3. C. 126

[3] - Montefiore بنام Menday Motor Co. (1918. 2 B. K 241)

[4] - Osborne بنام Amalgamated Soc. of Railway Servants (1910 A. C. 87)

[5] - Parkinson بنام کالج آف املسن لمیٹڈ ۔ ۱۹۲۵ء (2 K. B. I)

[6] - 8 M. &. W. 151

وظیفے کی تحویل ہو سکتی ہے۔ کوئی شخص ہمیشہ اپنا وظیفہ جو خدمات ماسبق کے باعث ملا ہو تحویل کر سکتا ہے" مگر "جب وظیفہ محض خدمات ماسبق ہی کی بنا پر نہ عطا ہوا ہو بلکہ کسی جاری فریضے یا خدمت کے بدل کے طور پر ہو تو اس وقت اگرچہ اس کی مقدار ان خدمات کی مدت سے متاثر ہو سکتی ہے جو ایک فریق اب تک انجام دے چکا ہو مگر یہ مصلحت قانون کے خلاف ہے کہ اسے قابل تحویل قرار دیا جائے"۔[1]

معاملات جو انصاف رسانی کو غلط راہ پر لگانے کے لیے ہوں

تعزیری کارروائی کی بندش

یہ صورت اکثر اس طور سے پیش آتی ہے کہ فوجداری نالش کو روکنے کے لیے معاملے کیے جائیں۔ ان کے متعلق لارڈ ویسٹ بری کے الفاظ ہیں کہ "تم جرائم کی تجارت نہیں کر سکتے جب تمھیں علم ہو کہ کسی جرم کا ارتکاب ہوا ہے۔ تو تم اس جرم کو اپنے لیے ذریعۂ نفع یا فائدہ نہیں بنا سکتے"۔[1]

استثنا

اس قاعدے کا استثنا اس وقت ہوتا ہے جب بیک وقت دیوانی اور فوجداری دونوں چارہ ہائے کار پائے جائیں۔ اس صورت میں استغاثے میں مصالحت کی اجازت ہے۔ استثنا اور اس کے حدود مقدمہ (Keir) بنام (Leeman) میں یوں بیان ہوئے ہیں:۔[2]

یہ قاعدہ بنانا غالباً صحیح ہوگا کہ قانون ان تمام جرائم میں مصالحت کی اجازت دیتا ہے جن میں اگرچہ فوجداری استغاثہ ہو چکا ہو مگر جن کے متعلق یہ ہو سکتا تھا کہ فریق متضرر نالش کرکے ہرجہ حاصل کر سکتا ہو۔ اکثر صورتوں میں یہی وہ واحد طریقہ ہوتا ہے جس سے معاوضہ

---

[1] ۔ Williams V. Bayley L, R. 1 H. L, 200, 220

[2] 6 Q. B. 321 نیز 9 Q. B. 395

ل سکتا ہے۔ لیکن اگر جرم مضرت عامہ کا ہو تو ایسا کوئی معاملہ جائز نہ ہوگا جس کا بدل استغاثہ کو رد کرتا ہو" اس بیان قانون کو ۱۸۹۱ء میں عدالت مرافعہ نے (Windhill Local Board) بنام (Vint) [۱] میں اختیار کیا تھا۔

اس قسم کے معاملات کی ایک اور قسم وہ ابرا (Indemnity) ہے جو ایک ملزم کی ضمانت دینے والے کو دی جائے۔ خواہ یہ ابرا خود قیدی کرے (جیساکہ (Hermann) بنام [۲] (Jeuchner) میں ہوا) یا کوئی شخص ثالث اس کی جانب سے دے (جیسے (Consolidated Explertion Co.) بنام [۳] (Musglane) کا مقدمۂ مابعد میں ہوا۔

دیوانی کی کارروائیاں

جھگڑوں کو ثالثی کے سپرد کرنے کے معاملات کے متعلق یہ قرار دیا گیا کہ وہ عدالت کے اختیار سماعت کو چھین لینے[۴] کی کوشش ہے۔ اسی سبب سے عدالتی فیصلوں نے ان کے عمل کو محدود کر دیا ہے مگر رفع اختلافات کے اس سہولت بخش طریقے نے مجلس وضع قوانین کی توجہ اس طرف منعطف کرائی اور اب ۱۸۸۹ء کا آربی ٹریشن ایکٹ اس کی حوصلہ افزائی کرتا اور اس کے متعلق طریقے بتاتا ہے۔ ثالثی کو منظور کرنے کے معاہدے کی تعمیل کئی طور سے ہو سکتی ہے۔ مگر اس قانون کی دفعہ ۴ کی رو سے عدالتوں کو یہ حق دیا گیا ہے۔ کہ کسی مدعی کو ثالثی پر مجبور کرنے سے انکار کردیں۔ بشرطیکہ ان کی رائے میں مقدمہ ایسا ہو کہ کسی نہ کسی وجہ سے (مثلاً فریب کا الزام ہونے پر) وہ اس بات کا مستحق ہو کہ کسی جج یا جیوری کی امداد کی استدعا کرے۔

بے جا قانونی کارروائی کے معاملات

اعانت مقدمہ بازی بلا معاوضہ (Maintenance) اور امداد نالش بشرط معاوضہ (Champerty) کے قدیم ناموں سے دو ایسے معاملات کی توضیح کی جاتی ہے جن کو قانون ناجائز قرار دیتا ہے۔

۱؎ 45 Ch, D,851

۲؎ 15 Q. B. D. [redacted] (C, A,)

۳؎ (1900),1Ch, [redacted]

۴؎ Scott بنام Avery (5 H. L. C. 811)

وہ ایسی مقدمہ بازی کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں جو نیک نیتی سے نہیں ہوتی بلکہ محض توقعات پر مبنی ہوتی ہے۔ اس بات کو اچھا نہیں سمجھا جاتا کہ کوئی شخص دوسرے کے جھگڑے میں کوئی مفاد خریدے یا اقرارہائے امداد کے ذریعے سے مقدمہ بازی پر اکسائے جن کا معاوضہ ملنے کی اسے توقع ہو۔

اعانت مقدمہ بازی جب کوئی شخص کسی نالش یا نزاع کے اخراجات برداشت کرکے کسی حق میں خلل اندازی کرے یا اس میں حائل ہو۔ اسے اعانت مقدمہ بازی (Maintenance) کہا جاتا ہے۔ (امداو نالش (Champerty) اس وقت ہوتی ہے جب وہ شخص دوسرے کی مقدمہ بازی میں اس شرط سے امداد کرتا ہے کہ اراضی یا دَین متنازعہ میں حصہ حاصل کرے[1]"

اعانت مقدمہ بازی (Maintenance) ایک دیوانی جرم ہے جو قانون معاہدہ میں اکثر نظر نہیں آتا۔ لارڈ (Haldane) نے (Neville) بنام لنڈن اکسپریس[2] میں اس کے متعلق پورا قانون بیان کیا ہے۔ اور اس کی تعریف بھی کی ہے جو یہ ہے:۔

"غیر متعلق شخص کے لیے یہ ناجائز ہے کہ کسی دوسرے شخص کو رقمی یا اورطور پر ضرورت سے زیادہ امداد ایسے مقدمے میں استغاثے یا جواب دہی کے لیے دے جس میں اس شخص ثالث کو خود کوئی قانونی مفاد حاصل نہ ہو۔"

چنانچہ یہ امر اعانت مقدمہ بازی (Maintenance) ہوگا[3] کہ کسی مخبر کو ایسے اخراجات سے بری رکھا جائے جو کسی قانون تعزیری کے نفاذ کی کوشش میں برداشت کرنے پڑیں۔ جو شخص ایسا ابراء عطا کرتا ہے۔ اس پر وہ شخص ہرجے کا دعویٰ کرسکتا ہے جس کے خلاف مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ اعانت یاب کا مدعی یا مدعیٰ علیہ کی حیثیت سے مقدمے میں کامیاب ہونا ہرجے کے دعوے میں بطور جواب دہی پیش نہیں ہوسکتا۔ گو عموماً ایسی صورت میں سوائے برائے نام ہرجے کے کچھ زیادہ وصولی کی

---

[1] Com. Dig. vol. v. p.22. Re a Salicitor (1912) I. K. B.

[2] (1919) A. C 868. 890

[3] (11 Q. B. D. 5) Newdegate بنام Bradlaugh

امید نہیں ہوتی[1]۔ مگر یہ امر ناجائز نہ ہوگا[2] کہ کسی غریب کو مقدمہ دائر کرنے کے اخراجات مہیا کیے جائیں۔ خواہ یہ خیرات بے جا اور دعوئے بے بنیاد ہی کیوں نہ ہو۔ شرط صرف اتنی ہے کہ ایسی اعانت بے غرض ہو۔ اسی اصول کا زیادہ شدت کے ساتھ رشتہ دار یا ملازم کی اعانت پر اطلاق کیا جاتا ہے[3]۔

(Champerty) امداد نالش بشرط معاوضہ یا اعانت مقدمہ بازی کرکے ڈگری کی وصول شدہ رقم میں حصے دار بننا اعانت مقدمہ بازی ہی کی ایک قسم ہے۔ اور بارہا اس کے متعلق قرار دیا گیا ہے کہ جو معاملہ اس غرض سے کیا جائے گا کالعدم ہوگا۔ اس میں کوئی ناجائز بات نہیں معلوم ہوتی[4] کہ ایسی اطلاع بہم پہنچائی جائے جس سے حصول جائداد ممکن ہو اور اطلاع دہی کا بدل کوئی حصۂ جائداد محصلہ قرار دیا جائے۔ مگر اس سے زیادہ کوئی امداد رقم یا اثر کے ذریعے سے نالش کرانے میں دینا امداد نالش بشرط معاوضہ (Champerty) ہے۔

یہ سوال آیندہ حقوق ارجاع نالش (Choses in action) کی تحویل کے سلسلے میں زیر بحث آئے گا کہ آیا کسی حاصل شدہ حق ارجاع نالش کو خریدنا امداد نالش بشرط معاوضہ (Champerty) کے قواعد کے خلاف ہے۔

اخلاق حسنہ کے معارض معاملات

عدالت ہائے قانون صرف ایک قسم کے معاملات خلاف اخلاق سے بحث کرتی ہیں اور وہ حرام کاری کے معاملات ہیں اس کے متعلق قانون ابھی بیان کیا جائے گا۔

آیندہ ناجائز ہم بستری کے بدل میں کیا ہوا عہد بدل بد اخلاقی قرار دیا گیا ہے۔ اور چاہے وہ زبانی ہو یا مہری بہرحال ناجائز ہے[5]۔

[1] ۔نیول بنام لندن اکسپرسل سنہ ۱۹۱۹ء اے۔سی۔ ۳۶۸

[2] Harris بنام Brisco (17 Q. B. D. 504)

[3] Oram بنام Hutt (1914. 1 Ch. 98)

[4] Stanley- بنام Jones (7 Bing. 369)

[5] Rees - بنام de Rernardy (1896. ■ Ch. 447)

[6] Ayerst- بنام Jenkins (16 Eqe. 275)

سابقہ ناجائز ہم بستری کے بدل میں کیے ہوئے عہد کے متعلق یہ نہیں قرار دیا جائے گا کہ وہ بدل ناجائز پر مبنی ہے[1] بلکہ وہ محض عہد بلا بدل (gratuitous promise) ہے اور اگر مہری ہو تو قابل پابندی ہوتا ہے ورنہ نہیں[2]

کوئی معاملہ اگر اپنی حد تک پاک صاف ہو لیکن اگر وہ کسی ایسی غرض بد اخلاقی کی تکمیل میں حصہ لینے کے لیے کیا گیا ہے، جس کا فریقین کو علم بھی ہے تو ایسا معاملہ بے اثر ہو جائے گا[3]

معاملات جو آزادی یا حفاظت ازدواج پر یا فرائض پدرانہ کی مناسب انجام دہی پر موثر ہوں

ازدواج میں رکاوٹ ایسے معاملات کی جو آزادیِ ازدواج میں رکاوٹ ڈالیں اس بنا پر حوصلہ شکنی کی جاتی ہے کہ وہ شہریوں کی اخلاقی بہبودی کے لیے مضر ہیں چنانچہ وہ مہری عہد کالعدم قرار دیا گیا[4] جو اس بات کے لیے کیا گیا تھا کہ معاہد لہ کے سوا کسی سے نکاح نہ کیا جائے گا۔ ورنہ ایک ہزار پونڈ جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔ کالعدم قرار دینے کی وجہ یہ تھی کہ کسی فریق نے نکاح کا عہد نہ کیا تھا بلکہ معاملہ محض امتناعی تھا۔

اسی طرح شرط کا وہ معاملہ کالعدم قرار دیا گیا جس میں ایک شخص نے دوسرے سے شرط کی تھی کہ وہ ایک معینہ مدت کے اندر نکاح نہ کرے گا اس سے ایک فریق کو اس کے تجرد سے رقمی مفاد حاصل ہوتا تھا[5]

[1] Gray - بنام Mathias (5 Ves. 285 a.)

[2] Beaumont - بنام Reeve (8 Q.B. 483)

[3] Pearce - بنام Brooks (L. R. 1 Ex. 213)

[4] Lowe - بنام Peers (4 Burr, 2 225)

[5] Hartley - بنام Rice (10 East 22)

آزادی

نکاح کی دلالی کے معاہدات یعنی بدل لے کر اس بات کا عہد کرنا کہ کسی کا نکاح کرایا جائے گا۔ ناجائز قرار دیے جائیں گے کسی خاص معاملے یا کسی خاص شخص کے لحاظ سے نہیں بلکہ عامۃ الناس کے فائدے کے واسطے۔ اس قانون کا منشا یہ ہے کہ ازدواجات صحیح بنیادوں پر ہوں[1]"

اسی لیے ایک شخص کا دوسری صنف کے شخص سے اس غرض سے تعارف کرانے کا معاملہ کہ ان کے درمیان شادی ہو جائے[2] ناجائز ہوگا خواہ اس بات کی اجازت ہو کہ کئی اشخاص میں سے انتخاب کیا جائے اور یہ کوشش نہ ہو کہ ایک ہی شخص سے شادی کی جائے۔

اگر کوئی شادی شدہ مرد ایک عورت سے جو اس کے شادی شدہ ہونے کو جانتی ہے عہد کرتا ہے کہ وہ اس سے اس کی بیوی کی وفات کے بعد نکاح کرے گا۔ ایسا عہد اگر توڑ دیا جائے تو نا قابلِ نالش ہے۔ ایسا معاہدہ " نہ صرف اس الفت کے منافی ہے جو زن و شوہر میں ہونی چاہیے بلکہ وہ بدکاری کی صریح ترغیب سمجھا جاتا ہے[3]"

معاہدات افتراق

میاں بیوی کی جدائی کے معاملات جائز ہیں اگر فوری افتراق کے متعلق ہوں۔ لیکن اگر ان کا منشا آیندہ ممکنہ افتراق سے ہو تو جائز نہیں۔ کیونکہ اس طرح وہ فریقین کو اس بات کی ترغیب دیتے ہیں کہ " وہ فرائض جن کو انجام دہی سے سوسائٹی کا مفاد وابستہ ہے" بجا نہ لائیں[4]۔

فرائض والدین

اور انھیں وجوہ سے وہ معاملہ "ناجائز قرار دیا گیا جس کی رو سے ایک ماں اپنے ناجائز بچے کے متعلق اپنے حقوق و فرائض کسی اور پر منتقل کر دے۔ کیونکہ قانون ماں پر بچے کے متعلق اور بچے کے فائدے کے لیے فریضہ عائد کرتا ہے[5]۔ مناسب صورت میں البتہ اب عدالت سے تبنیت کی اجازت اڈاپشن آف چلڈرن ایکٹ بابت سنہ ۱۹۲۶ء کی رو سے

---

[1]- Cole بنام (1 Ves. Sen. 503) Gibson

[2]- Hermann بنام (1905. 2 K. B. 131) Charlesworth

[3]- Wilson بنام (1908. 1 K. B. at P. 740) Carnley

[4] Cartwright بنام 3 D. M. and G, 989 Cartwright

[5] Humphrys بنام Polak سنہ ۱۹۰۱ 2 K. B. 385

حاصل کی جاسکتی ہے۔

کاروبار کی ممانعت کے معاملات

کاروبار کے امتناع کے متعلق قانون

حالات کے تغیر کے لحاظ سے وقتاً فوقتاً بدلتا رہا لیکن یہ تمام تبدیلیاں مجموعی طور پر ایک عام اصول تفریعات اور ارتقائی شکلیں ہیں۔

قدیم فیصلے یہ رجحان ظاہر کرتے ہیں کہ وہ تمام معاہدے کالعدم قرار دیے جائیں، جو کسی کے لیے کسی جائز کاروبار سے کسی وقت یا کسی جگہ ممانعت یا رکاوٹ پیدا کریں" کیونکہ یہ امر" مفادِ عامہ کے خلاف ہے"[لے]۔ مگر جلد ہی یہ واضح ہوگیا کہ اس صورت میں مفادِ عامہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ جب ایک شخص جو اپنے کاروبار کی 'مقبولیت عامہ' (Goodwill) فروخت کرتا ہے وہ اپنے آپ کو اس بات کا بھی پابند کرلے کہ اس (مقبولیتِ عامہ) کے مشتری سے فوراً [اسی طرح کے کاروبار کے ذریعے] مقابلہ نہیں شروع کرے گا چنانچہ (Rogers) بنام (Parry)[لے] میں قرار دیا گیا "کہ کوئی شخص دوسرے کو اس بات کا پابند نہیں کرسکتا کہ وہ اس قسم کا کاروبار کلیتہً کرے ہی نہیں"۔ "البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ کسی معین وقت یا معین مقام میں کوئی شخص کسی کو پابند کردے۔ اور اس پر اس قسم کے کاروبار میں پابندیاں عاید کرے"۔

جائز پابندیاں

اس طرح ایک قاعدہ بن گیا کہ جو معاہدات کلیتہً کسی کاروبار سے روکیں وہ ناجائز ہیں البتہ جزئی پابندیوں کے معاہدات کو روا رکھا جائے گا۔

مگر جوں جوں کاروبار وسیع پیمانے پر ہونے لگے اور کسی شخص کا لین دین اس کے مسکن میں محدود نہ رہا تو کلی اور جزئی امتناع کے امتیاز کی بجائے کسی مقام پر امتناع قطعی مقامی اور امتناع قطعی زمانی کی شکل پیدا ہوگئی اور اس کے بعد یہ قرار پایا کہ کوئی شخص

لے Colegate بنام Bacheler (Cro. Eliz. 872, 1596)

لے Bulstrode (136. 1618)

اس بات کا معاہدہ نہیں کر سکتا کہ وہ کسی مقام پر بھی دس سال کے اندر کاروبار نہ کرے گا۔ البتہ وہ یہ معاہدہ کر سکتا ہے کہ وہ مثلاً لندن سے دس میل کے اندر کاروبار کے حق سے ہمیشہ کے لیے دست بردار ہو جائے گا۔

مصلحت عامہ کی بنا پر توسیع

قاعدۂ مذکور الصدر کاروبار کے جدید حالات پر منطبق نہیں ہو سکتا تھا۔ کسی مقبولیت عامہ یا ازہائے کاروباری کی بیع سے سابقہ زمانوں میں مشتری کی ان محدود امتناعات کے ذریعے سے کافی حفاظت ہو جاتی تھی جو بائع پر اشخاص یا مقام معینہ کی حد تک عائد ہوتی تھیں۔ یہ اس صورت میں کارآمد نہیں ہو سکتا جب ایک فرد یا کمپنی پوری متمدن دنیا کو اشیا فراہم کرے۔ کلی اور جزئی امتناع کے متعلق جدید امتیاز اچھی طرح مقدمہ (Nordenfelt) بنام (Tne Maxim-Nordenfelt Gun Co.) میں[1] واضح کیا گیا ہے:-

نارڈن فیلٹ توپ اور سامان حرب کا بنانے والا اور موجد تھا۔ اس نے اپنا کاروبار کمپنی کے ہاتھ (۲۸۷۵۰۰) پونڈ میں فروخت کر دیا اور عہد کیا کہ پچیس[۲۵] سال تک وہ توپیں یا توپ کی گاڑیاں، بارود یا سامان حرب، بنانے سے یا ایسا کاروبار کرنے سے باز رہے گا جس سے اس کاروبار سے مقابلہ ہونے لگے، جو اس زمانے میں کمپنی کر رہی تھی۔ اسے یہ حق باقی تھا کہ بارود کے سوا دیگر بھک سے اڑنے والے مادے، تارپیڈو، آبدوز کشتیوں اور دھات کی ڈھلائی اور گھڑائی کا کاروبار کرے۔

چند سال بعد نارڈن فیلٹ ایک اور توپوں اور سامان حرب کی کمپنی سے کاروبار کرنے لگا۔ مدعیوں نے اسے اس کام سے باز رکھنے کے لیے عدالت سے حکم امتناعی حاصل کرنا چاہا۔

دارالامرا نے عدالت مرافعہ سے اتفاق کرتے ہوئے اظہار خیال کیا ہے:-

(۱) اس بات کا معاہدہ کہ کمپنی جو بھی کاروبار کرے اس میں مقابلہ نہ کیا جائے کاروبار سے کلی امتناع ہے اور یہ امتناع غیر معقول حد تک وسیع ہے اور اسی لیے کالعدم ہے لیکن یہ جزو باقی معاہدے سے ممتاز ہے اور اس سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔

---

[1] ۱۸۹۴ء (A. C. 535

(۲) کاروبار کی بیع مع اس عہد کے کہ بائع اس قسم کے کاروبار سے دستکش ہو جائے گا کالعدم نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ فریقین کی حد تک معقول ہو اور عوام کے لیے مضر نہ ہو۔

یہ امتناع فریقین کی حد تک مناسب اور معقول تھا کیونکہ مارڈن فیلٹ کو نہ صرف ایک بہت بڑی رقم ملی بلکہ اسے اس بات کی کافی گنجائش باقی رہی جس میں وہ اپنی ایجاد اور صناعی کی قابلیت کو کام میں لائے۔ کاروبار جس قدر وسیع تھا اس کے لحاظ سے ضروری تھا کہ مدعیوں کی حفاظت کے لیے اتنی ہی وسیع رکاوٹ ہو۔ علاوہ بریں یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ یہ معاملہ مفادِ عامہ کے لیے مضر تھا کیونکہ اس سے ایک انگریزی کمپنی کو یہ حق منتقل کیا گیا۔ کہ غیر ممالک کے لیے توپ اور اسلحہ سازی کرے۔

دارالامرا نے جملہ مستند بیانات کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ امر واضح کیا کہ امتناع تجارت کے معاملات کو دو قسموں یعنی امتناع کلی اور امتناع جزوی میں تقسیم کرنا (جب کہ اول الذکر کا بہر صورت کالعدم ہونا ضروری ہو اور دوسری کا صرف اسی وقت جب وہ نامعقول یا مفادِ عامہ کے لیے مضر ہو۔) اب درست نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ قانون غیر موضوعہ کا قاعدہ ہی کیوں نہ رہا ہو۔

لارڈ مکناٹن کا اسی سلسلے میں (صفحہ ۵۶۵) پر بیان ہے :-

"اس وقت میرے خیال میں صحیح نقطۂ نظر یہ ہے کہ عامۃ الناس و نیز افراد کا مفاد اس امر سے وابستہ ہے کہ ہر شخص اپنا کاروبارِ تجارت آزادی کے ساتھ چلائے۔ تجارت کے متعلق انفرادی آزادی میں کسی قسم کی مداخلت بذاتِ خود اگر مداخلت کے سوا کچھ اور نہ ہو۔ تو بھی مصلحتِ عامہ کے خلاف ہے۔ اور اسی لیے کالعدم ہے۔ عام قاعدہ تو یہی ہے البتہ اس کے مستثنیات ہیں۔ کاروبار پر پابندیاں۔ اور انفرادی آزادیٔ عمل میں مداخلت یہ دونوں خاص حالات میں درست ہو سکتے ہیں۔ جواز کے لیے یہ کافی ہے اور حقیقۃً یہی ایک سببِ جواز ہے۔ کہ پابندی معقول ہو۔ معقول سے مراد یہ ہے کہ فریقین معاملہ و نیز عامۃ الناس کے مفاد کے لحاظ سے اس کی اس طرح تشکیل کی گئی ہو اور احتیاط ملحوظ رکھی گئی ہو کہ جس فریق کے حق میں اس کا نفاذ ہوتا ہو اس کو کافی تحفظات بھی حاصل ہو جائیں اور عامۃ الناس کے لیے کسی طرح مضر بھی نہ ہو۔"

لارڈ مکناٹن کا یہ فیصلہ کاروباری پابندیوں کے مسئلے پر پورے جدید قانون کا